25/-
جشن صد سالہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی مبارک

ISSN 2395 - 1494 جولائی ۲۰۱۸ء JULY-2018

اہلِ سنت کا ترجمان

ماہنامہ کنزالایمان دہلی

تمام مومنوں کو عید مبارک ہو

مو ٹے پتلے چاند کا فلسفہ،
رویت ہلال اور آج کی دنیا





پانی بچے گا،
تو ضائع کریں گے صاحب!

انتشار کے باوجود، ایک علاقے میں ایک عید نہیں ہو سکتی؟

سماجی میڈیا کے استعمال کے اسلامی احکام و آداب

ایڈیٹر
محمد قمرالدین رضوی

آئینۂ کنزالایمان

اداریہ

انتشار کے باوجود ایک علاقے میں ایک رمضان، ایک عید نہیں ہو سکتی؟

شمالی ہند کے ہلالی اداروں کا جنوبی ہند کے اداروں سے تعلق ہو گیا لیکن مقامی اداروں سے کوئی تال میل کیوں نہیں؟

محمد ظفر الدین برکاتی*

خبر کی قرآنی بحث میں ہم نہیں پڑنا چاہتے کیونکہ آج اُس خبر سے بھی واقف ہیں جس کی تحقیق کرنے کا حکم قرآن مجید میں دیا گیا ہے اور خبر مشہور کی تعریف بھی اب بڑی مشہور ہے جس کی خبر، احادیث رسول میں دی گئی ہے، آج ہر کوئی خبر مشہور کی ہی بات کرتا ہے اور خبر متواتر بھی آج اجنبی نہ رہی تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ہمارا معاشرہ اور ہمارے احباب و معاصر، خبر مستفیض سے بے خبر ہوں۔ البتہ خبر مستفیض کی تعریف میں ایک چیز مزید شامل ہو گئی ہے کہ جیسا استفادہ، ویسا استفاضہ۔ حالات اور صورت حال پر منحصر ہے کہ کب کیسے استفاضہ کی ضرورت ہے۔

جیسے اِس سال تین قسم کے جدید استفاضے ہمارے سامنے معلومات اور تجربات بن کر ظاہر ہوئے۔ پہلی یہ کہ چترادرگہ اور چنئی وغیرہ میں چاند دیکھا گیا ہے تو یہاں بھی رویت کا اعلان کرنا روزے کی فرضیت کے پیش نظر ضروری ہے اور کون عوام کے سوالوں کا جواب دیتا پھرے گا؟ (۲) یہ کہ گجرات اور حیدرآباد کے علاقوں میں عام رویت ہو گئی ہے، ٹی وی پر آ رہا ہے اور گواہی دینے والے برکاتی ٹوپی پہنے ہوئے ہیں اور قسم کھا کر بیان کر رہے ہیں کہ سب لوگوں نے چاند دیکھا ہے۔ (۳) یہ کہ ہمارے فلاں بیٹے کا فون آیا ہے اور ہمارے چھوٹے حافظ صاحب وہیں رہتے ہیں جہاں چاند دیکھا گیا ہے اور اُن کے مدرسہ مسجد کے درجنوں افراد نے چاند دیکھا ہے، اس لئے ہم تو کل سے ہی روزہ رکھیں گے۔

اِن تینوں استفاضوں کی وجہ سے تعلیم یافتہ اور تجربہ کار، دین دار امام بھی مفتی نظام الدین صاحب کی طرح یہ کہنے کی ہمت نہیں کر سکتا کہ ہم تو چاند دیکھنے کی شہادت گزرنے کے بعد ہی اعلان کریں گے، ورنہ امامت والی اُس کی ملازمت بھی خطرے میں پڑ سکتی ہے، اس لئے کہ مسجد کی انتظامیہ، اپنے امام صاحب کی نہیں، جدید ترین استفاضہ کو مانے گی اور نہیں مانتی ہے تو پھر اُن کا سماج ان کو جینے نہیں دے گا۔

ہمارے پاس اِس وقت اِمسال رمضان المبارک (جمعرات سے شروع) کی رویت عام کے اعلان سے متعلق ایک درجن لیٹر ہیڈ ہیں۔ ان اعلان ناموں میں یہ محض اتفاق ہے کہ لفظ "شہادت" موجود نہیں، اس لئے "دینے" اور "گزرنے" کے الفاظ بھی اتفاق سے نہیں ملیں گے۔ ان میں اتفاق سے ایک اعلان نامہ کے علاوہ کسی بھی دوسرے اعلان نامہ میں شاہد..... کے بعد عنوان اور دستخط کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی گئی ہے، یعنی یہ بھی جدید استفاضہ کی ایک شناخت ہے، یاد رکھیں۔

بلکہ حیرت انگیز طور پر دہلی کے ایک اعلان نامے میں یہ کہا گیا ہے کہ دہلی و اطراف میں شدید، سخت طوفان اور گرد و غبار کی زیادتی کی وجہ سے چاند کی عام رویت نہیں ہو سکی لیکن .....اور لاہور پاکستان میں بھی چاند دیکھا گیا ہے، اس لئے... حالانکہ اُس دن دہلی و اطراف کا مطلع صاف تھا تو پھر ایسے بے بنیاد جملے کی ضرورت نہیں تھی لیکن جواز کی صورت نکالنا تھی، اسی لئے بہت سے لوگوں نے دیکھ کر کہا کہ "یہ ایک دن بعد کی صورت حال کی پیشگی خبر ہے" اعلان تو باقی اداروں نے کیا ہی ہے؟

اِس واقعہ کا دوسرا پہلو بھی دیکھیں کہ ہمارے پڑھے لکھے احباب نے جلد بازی میں چاند کو بھی دیوبندی وہابی بنا کر پیش کیا ہے جب کہ بہتوں نے دیوبندی بریلوی حالانکہ تحریری اعلانیہ بیان لینے کے اعتبار سے ایک بات ثابت ہو گئی ہے کہ شمالی ہند کی دیوبندی وہابی جماعتوں، انجمنوں اور اکیڈمیوں نے جنوبی ہند گجرات اور حیدرآباد کی اپنی دیوبندی وہابی جماعتوں کے نمائندوں سے ہی رویت کی اطلاع حاصل کی اور اعلان کر دیا، کسی بھی دیوبندی وہابی جماعت اور نمائندہ کے جنوبی ہند کے کسی سنی بریلوی جماعت اور مفتی و قاضی سے رویت نامہ لینے کی تصدیق و تائید نہیں ہو سکی ہے۔

البتہ یہ طے شدہ مسئلہ اور ہماری تحقیق شدہ بات ہے کہ دہلی کی

شاہی جامع مسجد اور شاہی مسجد فتح پوری سے اسی ”عام اطلاع“ اور ”خبر“ کی بنیاد پر اعلان ہوا ہے کہ چونکہ وہاں عام رویت کا اعلان ہو چکا ہے، اس لئے اُسی اطلاع اور خبر کی تصدیق کی بنیاد پر اعلان کیا جاتا ہے۔ یعنی افواہ کی بنیاد پر چاند کا اعلان کیا گیا ہے، رویت اور شہادت کی بنا پر نہیں۔

دراصل اطلاع اور خبر میں بڑا فرق ہے، چاند کی خبر وہی دے سکتا ہے جس نے خود چاند دیکھا ہو۔ وہی خبر جب قاضی کے سامنے پیش ہو جاتی ہے تو ”شہادت گزرنا“ کہتے ہیں لیکن ”اطلاع“ یہ ہے کہ فلاں جگہ سے چاند دیکھنے کی خبر مل رہی ہے لیکن کس نے دیکھا ہے، یہ معلوم نہیں۔ یہ اطلاع اسلامی شریعت میں اعتبار و تسلیم کے قابل نہیں اور ٹھیک اسی طرح یہ بھی ایک روایتی اور عوامی جملہ ہے کہ ”چنئی، مدراس، چتر ادرگہ اور کچھ گجرات میں چاند دیکھنے کی خبر ملی ہے اور وہاں کے علمائے کرام نے روزہ رکھنے کا اعلان کر دیا ہے، اسی خبر کی اطلاع اور تصدیق پر یہاں بھی اعلان جاتا ہے۔“ یہ کسی قاضی اور مفتی کا جملہ نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ رویت ہلال اور شہادت کا کوئی ثبوت اِس طرح کے اعلان میں موجود نہیں، سراسر اخباری بیان بازی ہے اور ”چاند دیکھ کر روزہ رکھو، اور چاند دیکھ کر افطار کرو“ حدیث کا مسلسل مذاق بنایا جا رہا ہے۔

ہندوستان کے سبھی مفتیان کرام، علمائے کرام کو سنجیدگی سے اِس حساس اور خالص شرعی مسئلہ پر غور و فکر کر کے ہمیشہ کے لئے ایک سنگ میل تیار کر لینا چاہیے، تاکہ ہندوستان کے مسلمان ذہنی اور عملی طور پر پریشان نہ ہوں اور دین اسلام کے بدخواہوں کو منفی تبصرے کا موقع نہ ملے اور خود ہمارے مفتیان کرام، عوام کے اوچھے جملوں کی زد میں نہ آئیں، اُن کے واسطے سے اسلامی شریعت پر انگشت نمائی کا دروازہ نہ کھلے اور بد دماغوں کی بدزبانیوں پر روک لگے۔

اخیر میں بڑے ادب کے ساتھ مفتی مکرم احمد نقشبندی صاحب اور سبھی مفتیان کرام سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اعلان ناموں کو بغور دیکھیں اور بتائیں کہ واقعی اس میں چاند کی رویت اور شہادت کا تذکرہ ہے؟ جس کی بنیاد پر، رویت ہلال کا اعلان کیا جاتا ہے کہ اب روزہ رکھا جائے، کیا یہ تصدیق بھی شرعی شہادت اور چاند کی رویت کا شرعی ثبوت ہے کہ فلاں فلاں مقامات سے اعلانات ہو چکے ہیں، اُن اعلانات کی تصدیقات کے بعد یہاں اعلان کیا جا رہا ہے! ہمیں وضاحت کے لئے پوچھنے کا حق ہے اور اطمنان کے لئے آپ کی وضاحت ضروری ہے، اس لئے مہربانی ہوگی کہ شہادت لفظی اور شہادت شرعی کے بغیر جنھوں نے اعلان نامہ جاری کیا ہے، وہ اپنے اعلان کا مطلع صاف کر دیں تاکہ دہلی و اطراف اور پھر دیگر علاقوں کے بے شمار مسلمانوں کی غلط فہمیوں اور بد گمانیوں کا مطلع صاف ہو جائے، خدا واسطے اپنے اعلان کی شرعی وضاحت پیش کریں کہ یہ مقامی اور خود ساجی مسئلہ سے زیادہ قومی ملی اور مذہبی نوعیت کا خالص دینی مسئلہ ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اِسے حساس دینی مسئلہ سمجھ کر ہی خانقاہ منعمیہ میتن گھاٹ پٹنہ (بہار) کے سجادہ نشین پروفیسر شمیم الدین منعمی صاحب نے بروز جمعہ یکم جون کو مقامی اداروں کے قاضی و مفتی صاحبان کی مشاورتی میٹنگ کی ہے تاکہ پٹنہ و اطراف میں چاند کی روایت اور شہادت کا اختلاف نہ ہو۔ کاش کہ سبھی بڑے اور مرکزی شہروں کے ذمہ دار علمائے کرام بھی یہ مشورہ کریں اور ایک ساتھ رویت کا اعلان کریں۔

ارباب فقہ وافتاء وقضا کو، اگر جنوبی ہند سے رویت ہلال کی اطلاع و خبر دینے والے اور شمالی ہند سے اُس اطلاع و خبر کو تسلیم کرنے والوں کی زبان و بیان اور شہادت و اعلان ناموں میں کوئی شرعی قباحت اور غلطیاں کوتاہیاں نظر آتی ہیں تو اُن کی نشاندہی کریں اور پھر اُن کی تلقین و تربیت اور فکری و قلمی ذہن سازی کی فقہی منصوبہ بندی کی جائے۔ آزاد، نہ چھوڑ دیا جائے کہ پھر وہی غلطیاں اور کوتاہیاں دہرائی جاتی رہیں گی، غلطیوں اور کوتاہیوں کو دور کرنے کی راہ تلاش کر کے اصلاح کا انتظام کر دیا جائے۔

اِس عوامی غلط فہمی کو بھی دور کیا جائے کہ موٹا اور پتلا چاند، پہلی اور دوسری تاریخ میں فرق و امتیاز کا معیار نہیں اور یہ بھی واضح کیا جائے کہ مطلع ایک ہونے کی بنیاد پر قریب کے پاکستانی علاقوں کی رویت ہلال کی شرعی شہادت پر بھی عمل کرنے میں کوئی شرعی قباحت نہیں، اِس سلسلے میں ہند و پاک کی سرحدی تنگ نظری کو موضوع بنانا بجائے خود شرعی تنگ نظری ہے، البتہ شرعی شہادت وصول کرنے اور دینے کی کیا صورت ہوگی، اُس کا بھی خلاصہ کیا جائے۔

یہ بھی طے کریں کہ مطلع مختلف ہونے کے باوجود، دونوں علاقوں میں ایک ساتھ روزہ رکھ سکتے اور عید منا سکتے ہیں کہ نہیں؟ اور یہ سوال بھی حل کریں کہ حالیہ رمضان المبارک کے چاند کی رویت کے حوالے سے کچھ گجرات اور چتر ادرگہ کرناٹک کی رویت کے اعلان کو شمالی ہند میں تسلیم کیوں نہیں کیا گیا؟ کیا شرعی اعتبار سے شہادت کی شرطیں نہیں پائی گئیں؟

شوسل میڈیا پر شمالی ہند کے نوجوان مفکرین جس طرح آسمان کے قدرتی چاند کو سنی دیوبندی بنا کر بدزبانیوں اور بدفلمیوں کا جو مظاہرہ کر رہے تھے، ان کو بے لگام چھوڑ دینے سے مسائل حل ہو جائیں گے؟

یہ مسئلہ بھی واضح ہو جانا چاہیے کہ شمالی ہند کے دیوبندی وہابی رویت ہلال کمیٹیوں اور علمانے جنوبی ہند کے دیوبندی وہابی کمیٹیوں اور علما سے ہی رویت ہلال کی خبر واطلاع حاصل کی یا پھر علمائے اہل سنت سے؟ جیسا کہ جنوبی ہند میں عام رویت کی اطلاع کی طرح یہ بات بھی عام طور پر تذکرے میں رہی کہ دیکھنے اور گواہی دینے والے علما وعوام کی اکثریت اہل سنت کی رہی جن سے شمالی ہند کی امارت شرعیہ دہلی، جمعیت علمائے ہند دہلی، دارالعلوم دیوبند، شاہی جامع مسجد دہلی کے امام سید احمد بخاری صاحب اور شاہی مسجد فتح پوری کے امام مفتی مکرم احمد نقشبندی صاحب نے بھی انہی علمائے اہل سنت کی خبر کی بنیاد پر اعلان کیا۔ اس پہلو پر بطور خاص غور کیا جائے اور پھر شمالی وجنوبی ہند کے علمائے کرام کی رویت ہلال کی اطلاع نامے اور شہادت نامے کو دیکھ کر شمالی ہند اور دہلی کے اعلانات کا جائزہ لیا جائے۔

اخیر میں یہ بھی طے کر کیا جائے کہ شمال سے جنوب تک کن مفتیان کرام، قاضی صاحبان اور کن رویت ہلال کمیٹیوں کی شہادت واعلان کو تسلیم کیا جائے اور کس بنیاد پر تسلیم کیا جائے؟ کب کس بات کا خیال رکھا جائے، کون سی قدر مشترک، اتحاد میں ملحوظ رہے؟ اب تک پانچ چھ نوجوان علمائے اہل سنت کی تجزیاتی تحریریں بھی موجودہ بحرانی صورت حال پر سامنے آئی ہیں، ان کا بھی جائزہ لیا جائے اور ان کی تنقید وتذلیل کی بجائے ان کی حوصلہ افزائی کی جائے کہ انہوں نے ایسی حساس بحث کو اپنے طور پر مباحثہ ومذاکرہ اور مفاہمہ کا موضوع بنایا ہے، ان کی تحریروں میں جو خطا ہو، ان کی نشاندہی کی جائے لیکن اصلاح کی نیت سے، زجر وتوبیخ نہ کی جائے تا کہ انہیں اک نئی فقہی روشنی مل جائے۔

اس مسئلہ کو بھی واضح کیا جائے کہ موبائل اور جدید ذرائع ابلاغ سے استفاضہ کا حصول ہوگا یا نہیں؟ دراصل ساری تباہی اس موبائل نے مچا رکھی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ جب اس سلسلے میں موبائل کا کوئی اعتبار ہی نہیں تو یہ دارالقضا وافتا والے چاند کی رویت وعدم رویت کی تشہیر، اپنے فیس بک کے ذریعہ کیوں کرتے ہیں؟ اگر کر بھی دیا تو لوگ ان کے اعلانات پر کیوں کان دھرتے ہیں؟ ان سبھی اعلانات کو کالعدم کیوں قرار نہیں دیتے تا کہ سکون سے تیس کی گنتی پوری کی جائے۔ کرناٹک وغیرہ سے رویت کا اعلان ہوا، یہی خبر ہے لیکن ہمارے پاس موبائل کے علاوہ کیا ثبوت ہے؟ ہمارے علمائے کرام اپنے فیس بک ld اسے عدم رویت کا اعلان کر سکتے ہیں تو رویت کا کیوں نہیں؟ اس لئے جدید ذرائع ابلاغ کے مسئلہ پر ہمارے علما کو سر جوڑ کر بیٹھنا چاہیے، سبھی مذکورہ مسئلے ختم ہو جائیں گے۔

تمام مجالس شرعی، مراکز شرعی، ادارہ شرعی وغیرہ کے رویت ہلال کے لیے باہمی اتحاد سے رویت ہلال پر اتفاق ممکن ہے کیوں کہ ان تمام اداروں کو جوڑا جائے تو تقریباً پورا ملک، ہلالی نیٹ ورک کا حصہ بن سکتا ہے بلکہ برصغیر کو بامعنیٰ بنایا جا سکتا ہے اور پاکستان کے قریبی سرحدی علاقوں کے علاوہ بنگلا دیش کو بھی اس اتحاد میں شامل کر سکتے ہیں۔ رویت ہلال کی صورت میں وہاں کی تنظیم شرعی شہادت ملنے پر باوثوق ذرائع ابلاغ کے ذریعے ملک کے تمام اداروں کو خبر کرے۔ ہندوستان کے تمام علماء متحد ہوں تو مسلم پرسنل لا کے سہارے ملکی محکمہ موسمیات کی خدمات بھی لی جا سکتی ہیں جس سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ ملک کے کس حصے میں مطلع زیادہ صاف ہوگا پھر وہاں کی ذیلی تنظیم، رویت ہلال کا زیادہ اہتمام کرے۔

پاک وبنگلہ دیش میں چونکہ ملکی ذمہ داریوں میں رویت ہلال بھی شامل ہے، اس لئے ان کے محکمہ موسمیات ان کی پوری مدد کرتی ہے تو بننے والی ممکنہ رویت ہلال کمیٹی کو بھی مدد ملے گی۔ جہاں تک بات خبر کی ہے تو جدید ذرائع ابلاغ کی جگہ باوثوق ذرائع ابلاغ کی فہرست بنائی جائے جو کہ مجلس شرعی مبارکپور کے سیمینار کی بھی متفقہ رائے ہے۔

لیکن سب سے پہلے اس عوامی خلجان کو قبل از وقت دور کیا جائے کہ اگر آنے والی 28 تاریخ کو ہی رویت ہو جاتی ہے تو بھی ہم خطا پر نہیں ہوں گے بلکہ ایک روزہ کی بعد میں قضا کریں گے اور اپنے علم وتحقیق اور تجربہ کے حوالے سے اجتہادی واحتیاطی خطا وفیصلہ پر بھی رب کے شکر گزار ہوں گے کہ اس نے ہمیں اپنے علم وتجربہ اور تحقیق وتفتیش کی بنیاد پر حکم شرع پر عمل کرنے کی ہمت وغیرت عطا فرمائی۔ ایک روزے کی قضا بھی شریعت کی پیروی ہے، گناہ نہیں۔ آخری سوال بھی اہم ہے کہ ایک شہر کی ہلالی کمیٹی، دور دراز کی کمیٹی سے رابطہ کر کے رویت کی خبر، اطلاع اور شہادت سے رابطہ نہیں ہوتا کیوں؟ دور دراز کی اطلاع پر اعتماد ہوتا ہے لیکن مقامی کی بھروسہ ہے۔

☆z.barkati@gmail.com

انوار قرآن

سماجی میڈیا کے استعمال کرنے کے اسلامی آداب

خالد تسنیم مدنی القادری ماتریدی*

(۱) کسی بھی قرآنی آیت کو Confirm کے بغیر Share نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ (سورۃ الانعام۔21)

اس سے بڑھ کر ظالم کون جو، اللہ پر جھوٹ باندھے یا اُس کی آیتوں کو جھٹلائے۔ بیشک ظالم فلاح نہ پائیں گے۔

(۲) اسی طرح کوئی بھی حدیث پاک دوسروں کو Send نہ کریں جب تک اس کا حدیث ہونا Confirm نہ ہوجائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ يَقُلْ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (صحیح البخاری، رقم الحدیث 109)

جو شخص میرے نام سے وہ بات بیان کرے جو میں نے نہیں کہی تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔ ایسے ہی کسی صحابی کے قول کو Confirm کیے بغیر Share نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ (سورۃ الحجرات۔6)

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو کہ کہیں کسی قوم کو انجانے میں تکلیف نہ دے بیٹھو پھر اپنے کیے پر شرمندہ ہونا پڑے۔

(۳) اگر آپ کچھ بننا چاہتے ہیں یا اپنے آپ میں مثبت تبدیلی لانا چاہتے ہیں تو پھر یہ مقصد Social Media پر Comments کرنے سے نہیں بلکہ Commandments کرنے سے پورا ہوگا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۔ (الرعد۔۱۱) بیشک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں۔

(۴) بعض Jokes کفر پر مشتمل ہوتے ہیں بالخصوص جن میں جنت، فرشتے یا شعارِ اسلام کا مذاق اڑایا جاتا ہے (معاذ اللہ) ان کو ہرگز ہرگز Share نہ کریں کیونکہ شعارِ اسلام کے ساتھ استہزا کفر ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۔ (سورۃ لقمان6)

کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں تا کہ بغیر سمجھے اللہ کی راہ سے بہکادیں اور انہیں ہنسی مذاق بنالیں ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (سورۃ المائدۃ2)

گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو۔ اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ شدید عذاب دینے والا ہے۔

(۵) آپ کو کسی حوالے سے شرعی رہنمائی چاہیے تو Internet پر خود Research کرنے کی بجائے کسی مستند عالم دین سے پوچھیں کیونکہ Internet پر اسلامی لبادہ میں غیر اسلامی مواد کی بھرمار ہے جس سے گمراہی کے راستے ہموار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل 43)

اے لوگو! اگر تم نہیں جانتے تو علم والوں سے پوچھو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَلَا يَنْبَغِي لِلْجَاهِلِ أَنْ يَسْكُتَ عَنْ جَهْلِهِ۔ (تفسیر در منثور ج5 ص133)

جاہل کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنی جہالت پر خاموش رہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ألا سألوا إذ لم يعلموا، فإنما

شِفَاءُ الْعِیِّ السُّؤَالُ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث 336)
جب انہیں معلوم نہ تھا تو انہوں نے پوچھا کیوں نہیں؟ کیونکہ بیاری جہالت کی شفاء سوال کرنا (پوچھنا) ہے۔
(۶) گروپ میں اگر کوئی مستند عالم دین یا مفتی صاحب ہوں تو ان کا یہ منصبی فریضہ ہے کہ حسب استطاعت عوام کی شرعی راہنمائی فرمائیں اور بالخصوص غیر اسلامی Posts کی نشاندہی کر کے تردید بھی کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:
وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (سورۃ آل عمران 104)
تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری بات سے منع کریں۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ (صحیح مسلم، رقم الحدیث 49)
تم میں سے جو برائی دیکھے تو اسے ہاتھ سے روک دے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان کے ذریعے روکے، اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو دل میں برا جانے اور یہ کمزور ایمان والا ہے۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا يَنْبَغِي لِلْعَالِمِ أَنْ يَسْكُتَ عَنْ عِلْمِهِ (تفسیر درمنثور ج 5 ص 133)
عالم کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنے علم پر خاموش رہے۔
(۷) گروپ میں اگر کوئی آپ سے دینی مسئلہ پوچھے، اور آپ عالم یا مفتی نہیں تو خود بخود ہرگز قیاس آرائیاں نہ کریں بلکہ کسی مستند عالم دین یا مفتی صاحب سے پوچھ کر بتائیں یا اُن سے رابطہ کروادیں۔
اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:
وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ (116 سورۃ النحل)
تمہاری زبانیں جھوٹ بولتی ہیں اس لئے نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ تم اللہ پر جھوٹ باندھو، بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کامیاب نہ ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ أُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث 3657)
جس کو بغیر علم کے فتوی دیا گیا تو اُس کا گناہ فتوی دینے والے پر ہے۔
اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:
فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (سورۃ النحل۔43)
اے لوگو! اگر تم نہیں جانتے تو علم والوں سے پوچھو۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب انہیں معلوم نہ تھا تو انہوں نے پوچھا کیوں نہیں؟ کیونکہ بیاری جہالت کی شفاء سوال کرنا (پوچھنا) ہے۔ (سنن ابوداؤد)
(۸) کوئی شرعی مسئلہ درپیش ہو تو سوشل میڈیا پر فقط نام کے "اسلامی گروپ" میں پوچھنے کی بجائے کسی مستند و معتمد مفتی یا عالم دین سے رابطہ کریں، یاد رہے یہاں پر سوشل میڈیا والے مفتی مراد نہیں۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا (صحیح البخاری، رقم الحدیث 100)
اللہ علم کو اس طرح نہیں اٹھالے گا کہ اس کو بندوں سے چھین لے بلکہ وہ (پختہ کار) علماء کو موت دے کر علم کو اٹھائے گا۔ حتیٰ کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے، ان سے سوالات کیے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے جواب دیں گے۔ اس لیے خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔
(۹) گروپ میں اگر کچھ ارسال کرنا ہے تو اچھی بات یا اچھا مواد Share کیجیے، کیونکہ وہ آپ کے لئے ثواب جاریہ بن جائے گا، ورنہ خاموشی کے ساتھ فقط گروپ سے استفادہ کرتے رہیں۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً، فَلَهُ أَجْرُهَا، وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ. (صحیح مسلم، رقم الحدیث 1017)
جو کوئی اسلام میں اچھی بات رائج کرے تو اس کا اجر اسی کے لئے ہے اور اس کے بعد جتنے لوگ اس اچھی بات پر عمل کریں گے ان کے

ثواب میں کمی کیے بغیر اس رائج کرنے والے شخص بھی ثواب ملے گا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ (صحیح البخاری، رقم الحدیث 6018)
جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ اچھی بات زبان سے نکالے ورنہ خاموش رہے۔
انسان کی فطرت یہ ہے کہ جب کسی اچھے آدمی کے بارے کوئی بھی بری بات کہی جائے، خواہ وہ کتنی ہی ناقابل اعتبار ہو تو لوگ اس کا آنکھ بند کر کے یقین کر لیتے ہیں، جس کی کھلی مثال کتب احادیث میں واقعہ جریج ہے۔
(۱۰) اس لئے کوئی بھی فوٹو شاپ کی ہوئی تصویر اور مشہور شخصیات کی تصاویر لگا کر اُن سے منسوب من گھڑت اقوال و بیانات Share کرنے سے اجتناب کریں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:
اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (سورۃ النور۔19)
بیشک جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کی بات پھیلے، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (صحیح المسلم)
کسی کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات آگے کر دے۔
(۱۱) فحش یا بے حیائی پر مشتمل میسیج یا تصاویر ہرگز ارسال نہ کریں ورنہ یہ آپ کے لئے گناہ جاریہ کا سبب بن سکتا ہے یعنی جب تک ان کو دیکھ کر گناہ کیا جائے گا آپ کو بھی اس کا گناہ ملے گا۔
اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے
اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (سورۃ یس 65)
آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَ الْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ (شعب الایمان رقم الحدیث 7399)
اللہ تعالیٰ لعنت کرے (بلاضرورت اجنبی عورت کو) دیکھنے والے پر اور اس عورت پر جو (بلاضرورت اپنا آپ اجنبی مرد پر ظاہر کرتے ہوئے) دیکھی جائے۔
(۱۲) بعض Clips Short بظاہر اسلامی ہوتے ہیں مگر unfortunately اس کے Background یا Intro میں Music ہوتا ہے جس کا سننا حرام ہے اور ہم لاعلمی، بے توجہی یا لاپرواہی کی وجہ سے اسے دیکھ یا سن کر Forward بھی کر دیتے ہیں اور یوں شیطان ہم سے نیکی کا جھانسا دے کر گناہ کا ارتکاب کرواتا ہے۔
اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:
قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ الْاِثْمَ وَ الْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ (33 سورۃ الاعراف)
تم فرماؤ، میرے رب نے تو ظاہری باطنی بے حیائیاں اور گناہ اور ناحق زیادتی کو حرام قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:
وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ (سورۃ لقمان 6)
کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں تا کہ بغیر سمجھے اللہ کی راہ سے بہکا دیں۔ اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:
وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (سورۃ المائدہ 2)
گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ شدید عذاب دینے والا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيَّ اَوْ حُرِّمَ الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْكُوْبَةُ۔ (سنن ابی داود رقم الحدیث 3696)
اللہ تعالیٰ نے مجھ پر شراب، جوا، طبلہ (آلات موسیقی) کو حرام کر دیا ہے۔
(۱۳) اپنی نگاہ کی حفاظت ہر وقت لازم ہے مگر سوشل میڈیا استعمال کرتے ہوئے زیادہ احتیاط کی حاجت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (سورۃ النور 30)
مسلمان مردوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں۔
اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:
يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَ مَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ۔ (سورۃ المومن 19)
اللہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور اسے بھی جو سینے چھپاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا (سورۃ بنی اسرائیل 36)

بیشک کان، آنکھ، دل ان سب کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

(۱۴) کوئی بھی سنسنی خبر، تشدد سے بھرپور مناظر اور دل ہلا دینے والی انسانی اعضاء کی قطع وبرید والی تصاویر اگرچہ حقیقت پر مبنی ہو، اس کو بغیر حاجت شدیدہ publicly Share کرنے سے کرنے سے اجتناب کریں، کیونکہ اس سے Public میں خوف وہراس پھیلے گا۔ یہ مناظر عام Viewer پر کوئی نفسیاتی اثرات (Psychological Effects) بھی مرتب کرسکتے ہیں، البتہ متعلقہ افراد اور Local Authorities کو Send کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا، وَبَشِّرُوا، وَلَا تُنَفِّرُوا. (صحیح البخاری، رقم الحدیث 69)

آسانی پیدا کرو، اور تنگی نہ کرو، خوشخبری سناؤ، اور آپس میں نفرت پیدا نہ کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ آذَى مُسْلِمًا فَقَدْ آذَانِي، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللَّهَ. (المعجم الأوسط، رقم الحدیث 3607)

جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی، اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی، اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔

(۱۵) براہ کرم Good Morning,Good Night, HappyNew Year,Hello,Hi اور دیگر عمومی Messages کے ذریعے اپنا اور دیگر افراد کا وقت ضائع مت کریں، کیونکہ وقت اور فرصت بھی ایک نعمت ہے جس کے بارے پوچھا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ (سورۃ التکاثر 8)

پھر بیشک ضرور اُس دن تم سے نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔

(۱۶) کسی کو بھی Message یا comment کرنے سے پہلے بہت اچھی طرح سوچ لینا چاہیے کہ کہیں میرا یہ Message یا Comment اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب بن کر آخرت نہ برباد کر دے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ (سورۃ ق 18)

وہ زبان سے کوئی بات نہیں نکالتا مگر یہ کہ ایک محافظ فرشتہ اس کے پاس تیار بیٹھا ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ لَا يَرَى بِهَا بَأْسًا يَهْوِي بِهَا سَبْعِينَ خَرِيفًا فِي النَّارِ (جامع الترمذی، رقم الحدیث 2314)

آدمی کبھی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس میں وہ خود کوئی حرج نہیں سمجھتا حالانکہ اس کی وجہ سے وہ ستر برس تک جہنم کی آگ میں گرتا چلا جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ مَا يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ فَيَكْتُبُ اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا سَخَطَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ. (سنن ابن ماجہ)

تم میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی ایسی بات کہتا ہے جس کے بارے میں اسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ اس کی وجہ سے اس کا وبال کہاں تک پہنچے گا جب کہ اللہ اس کی اس بات کی وجہ سے اس کے حق میں اس دن تک کے لیے ہے جس دن وہ اس سے ملے گا اپنی ناراضگی لکھ دیتا ہے۔

(۱۷) ویسے تو سوشل میڈیا مثلِ زہریلا سانپ ہے جو ماہر سپیرا کے علاوہ کسی کے قابو میں نہیں آتا مگر خصوصاً صنف نازک، Youngsters اور Students کو اولاً استعمال ہی نہیں کرنا چاہیے، اگر ناگزیر ہو تو فقط Education اور Communication کے جائز مقاصد کے لیے اور وہ بھی Short time کے لئے اس کا استعمال کرنا چاہیے ورنہ یہ Social Media اپنے اصلی مقصد سے توجہ ہٹا کر تضیع اوقات اور نہ جانے کس کس چیز کا عادی بنا دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ يَوْمٍ طَلَعَتْ شَمْسُهُ فِيهِ إِلَّا يَقُولُ: مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَعْمَلَ فِي خَيْرٍ فَلْيَعْمَلْهُ فَإِنِّي غَيْرُ مُكَرَّرٍ عَلَيْكُمْ أَبَدًا (شعب الإیمان رقم الحدیث 3558)

روزانہ صبح جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس وقت دن یہ اعلان کرتا ہے کہ اگر آج کوئی اچھا کام کرنا ہے تو کر لو کہ آج کے بعد میں کبھی پلٹ کر نہیں آؤں گا۔

(۱۸) کسی بھی Unknown link کو کھولنے میں احتیاط کریں کیونکہ ان میں خیر کم اور شر زیادہ ہوتا ہے جس سے آپ کا Account

ہیک بھی ہوسکتا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ. (جامع الترمذی، رقم الحدیث (2518)اس چیز کو چھوڑ دو جو تمہیں شک میں ڈالے اور اسے اختیار کرو جو تمہیں شک میں نہ ڈالے۔

(۱۹) آپ کے ہاتھ میں موجود Device بظاہر ہلکی چیز ہے مگر اس کا غلط یا صحیح استعمال آخرت میں آپ کے نیکیوں یا برائیوں کے پلڑے کو بہت زیادہ بھاری کرسکتی ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (8) وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ. (الاعراف8-9)

اس دن وزن کرنا ضرور برحق ہے تو جن کے پلڑے بھاری ہوں گے تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہوں گے اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے تو وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کو خسارے میں ڈالا اس وجہ سے کہ وہ ہماری آیتوں پر ظلم کیا کرتے تھے۔

(۲۰) یہ مت سمجھیں کہ اپنا نام تبدیل کرکے یا کوئی Fake account بنا کر غلط مواد Share کرنے سے کسی کو خبر نہیں ہوگی کہ HolderActual Account کون ہے؟

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ إِنْ تُخْفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يَعْلَمْهُ اللَّهُ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. (سورۃ آل عمران 29)

فرمادو کہ تم اپنے دل کی بات چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ کو سب معلوم ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

☆☆☆

حال مقیم برطانیہ UK_+447429436326

خدا، اہل سنت کو سلامت رکھے

عزیز القدر! نعرہ اگر بے خطا، بے خطا ہوتا تو اُس میں خطا کی آپ کی تقسیم کے مطابق تاویل کی گنجائش تھی لیکن ''بے خطا بے گناہ'' میں کم از کم لسانی طور پر اس کی گنجائش نہیں کیونکہ بے گناہ سے خطائے معصیت کی نفی ہو رہی ہے لہٰذا بے خطا صرف خطائے غیر معصیت کی نفی کے لئے متعین ہوگا۔ ولوا ،کا حال اللہ جانتا ہے میں صرف فقرے کی ظاہری ساخت کے بارے میں عرض کر رہا ہوں جس میں ایک خطا ضرور ہے، خواہ فکری ہو خواہ لسانی، خدا کرے موخر الذکر ہی ہو لیکن حضرت معاویہ کو لے کر جماعت کا یہ غیر معمولی جوش و خروش اس علمی احتمال اور میرے حسن ظن دونوں کو کمزور کر رہا ہے۔ حضرت معاویہ پر زبان درازی کرنے والے ہر دور میں رہے ہیں لیکن ان کے خلاف ہمارا ردعمل کبھی بھی ایسا نہیں رہا ہے کہ: (۱) ان کے نام کی مسجدیں بنوائیں (۲) اپنے بچوں کو ان کے نام سے موسوم کریں (۳) ان کے عظمت و رفعت فضائل و مناقب کے بیان و تشہیر کے لئے سیمنار کانفرنس جلسے اور جلوس کا انعقاد کریں اس جوش و خروش کا مظاہرہ تو خود بنو امیہ نے کبھی اپنے ۹۹ سالہ حکومت میں کیا، نہ سلفیوں نے کیا جو، ولائے حضرت معاویہ کے سب سے بڑے علمبردار ہیں۔

میرے عزیز! یہ سب اہل سنت کی ثقافت کے خلاف ہے۔ کیا چند نا سمجھوں اور نا معقولوں کے سبب ہم اپنی چودہ سو سالہ روش ترک کردیں گے؟ ایسوں سے اپنی برات کا اعلان کردینا کافی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ سب حسن نیت سے کیا جارہا ہو لیکن اگر اس میں یہی شدت اور استمراریت رہی تو سادہ لوح اور عام سنی مسلمانوں میں اہل بیت اطہار سے محبت اور ان سے وابستگی کی ضرورت کا تصور کمزور ہوگا۔ جو سنی فکر و ثقافت کا راس المال ہے۔ عباسیوں سے لے کر آج تک بارہا ایسا ہوا ہے کہ اہل بیت کے نام پر تشکیل پانے والی تنظیمیں اور جماعتیں کسی ردعمل کا شکار ہو کر یا خواہش نفس مین گرفتار ہو کر انھیں سے برسر پیکار ہوگئیں۔

خیال رہے کہ اس مادہ پرستی کے دور میں اہل بیت کی محبت کی زمین میں پیوست امت محمدیہ کی جڑوں کو عمداً یا سہواً جانے یا، انجانے ہم اکھاڑ تو سکتے ہیں لیکن اس بات کی ضمانت نہ ہوگی کہ وہ ہماری اپنی پسندیدہ زمینوں میں آکر جم جائیں بلکہ اکثر کا آل باطل زمینیں ہی ہوں گی۔

میرے عزیز! میری یہ فکر پختہ ہوتی جارہی ہے کہ برصغیر کی موجودہ بیشتر فکری و دینی جماعتوں کی تشکیل کو ایک صدی یا اس سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اور ان میں سے کئی ایک رد تشکیل (De Constrution) کے مرحلے میں داخل ہو رہی ہیں جن کی نئی صورتیں واضح ہونے میں ربع صدی سے نصف صدی کا عرصہ درکار ہوگا۔

خدا اہل سنت کو سلامت رکھے۔ان اردت الا الصلاح

اسیر نفس امارہ (سید علیم اشرف جائیسی، ڈاکٹر، پروفیسر، صدر شعبہ عربی مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد)

انوار حدیث

تعلیماتِ مصطفیٰ میں ہماری کامیابی

محمد صلاح الدین رضوی*

اللہ رب العزت نے اپنے حبیب مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا میں اسی لئے مبعوث فرمایا تاکہ یہ رسول لوگوں کو عمدہ خصائل وعادات کی ترغیب دیں اور بری باتوں سے منع فرمائیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ (الاعراف ۱۵۷)

وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا، برائی سے منع فرمائے گا، ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ایسا بھی نہیں ہے کہ آقائے دوجہاں ﷺ نے صرف اپنے اقوال کے ذریعے ہی لوگوں کو پاکیزہ اوصاف سے آراستگی کا حکم دیا ہو بلکہ اپنے کردار وعمل کے ذریعے بھی انہیں عمدہ خصائل سے مزین وآراستہ رہنے کا مبارک درس دیا ہے۔

دراصل خصائل رذیلہ نبوت کے منافی ہیں اس لئے کہ اللہ رب العزت نے اپنے اسی بندے کو نبوت ورسالت سے سرفراز فرمایا ہے جو خصائل حمیدہ سے مزین وآراستہ تھے کہ ناپسندیدہ اور برے اوصاف سے متصف ہونا اور جن باتوں کا دوسروں کو حکم دیا جائے ان پر خود عمل نہ کرنا غیرت ومروت کے خلاف ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴿۶۱﴾ (الاعراف ۶۱) (حضرت نوح نے) کہا اے میری قوم مجھ میں گمراہی کچھ نہیں میں تو رب العلمین کا رسول ہوں۔

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى. (النجم ۲)

تمہارے صاحب نہ بہکے اور نہ بے راہ چلے۔

صاحبکم سے مراد حضور سید المرسلین ﷺ ہیں جو کبھی بھی حق وصداقت کی راہ سے عدول وانحراف نہ فرمائے اور کبھی بھی آپ کے دامن عصمت پر کسی امر مکروہ کی گرد نہ آئی بلکہ ہمیشہ آپ رب کی توحید وعبادت میں رہے۔

وَمَا اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَا اَنْهٰكُمْ عَنْهُ (ہود ۸۸)

(حضرت شعیب نے کہا) اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں آپ اس کے خلاف کرنے لگوں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (الصف ۲)

اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے؟

ارشاد نبوی ہے: میں نے شب معراج میں دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے ہیں۔میں نے جبریل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا یہ آپ کی امت کے وہ واعظین ہیں جو لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم کرتے اور خود کو بھولے ہوئے تھے۔(ابوداؤد)

خصائل رذیلہ نبوت کے منافی اس لئے بھی ہیں کہ مبلغ جب تک خود اچھی باتوں پر عامل نہ ہو، دوسروں پر اس کی باتوں کا اثر کیا ہوگا۔

یہی وجہ ہے کہ جب اہل مکہ آقائے دوجہاں ﷺ کے کردار وعمل سے متاثر ہو چکے تب آپ نے دعوت وتبلیغ کا مبارک کام شروع فرمایا۔ابتدائی تین سالوں تک انتہائی خفیہ طور پر تبلیغ اسلام فرمانے سے جب مسلمانوں کی ایک جماعت تیار ہو چکی تو علانیہ طور پر آپ نے تبلیغی فرائض کی شروعات فرمائی۔ایک دن آپ نے کوہ صفا پر تشریف فرما ہو کر خاندان قریش کو یا صباحا کے ساتھ آواز لگائی کیوں کہ اہل عرب کا دستور تھا کہ جب انہیں کوئی خاص بات کہنی ہوتی یا مدد کے لئے بلانا ہوتا تو یا صباحا (ہائے رے صبح کی مصیبت) کے ذریعے آواز لگاتے۔

آپ کی اس آواز کو سنتے ہی پورا خاندان قریش پہاڑ کے نیچے جمع ہو گیا پھر آپ نے کہنا شروع کیا کہ اگر میں تم سے یہ کہوں کہ پہاڑ کی اُس طرف سے دشمنوں کا ایک بہت بڑا لشکر تم پر حملہ کے لئے آرہا ہے تو کیا تم میری اس بات کو مان لوگے تو سب نے یک زبان ہو کر کہا بے شک ہم بلا چوں وچرا تسلیم کرلیں گے کیوں کہ ہم نے ہمیشہ آپ کی زبان سے سچ ہی سنا ہے۔یہ اقرار کرا لینے کے بعد آپ نے خاندان قریش کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا اور اسلام کی دعوت دی۔

معلوم ہوا کہ کسی بھی پیغمبر اور نبی کے لئے اعمال صالحہ سے آراستہ ہونا نہایت ضروری امر ہے۔پہلی وحی کے نزول کے بعد جب آقائے دو

جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زوجہ مکرمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے فرمایا لَقَدْ خَشِیْتُ عَلٰی نَفْسِیْ ۔ میں اپنی جان کو ڈر گیا ہوں۔

تو اس پر انھوں نے عرض کیا: کَلَّا یُخْزِیْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْکَلَّ وَتَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِی الضَّیْفَ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ ۔ (بخاری جلد اول، باب بدء الوحی)

ایسا ہرگز نہ ہوگا خدا کی قسم اللہ آپ کو ہرگز رسوا نہ کرے گا۔ آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں، لوگوں کا بار اٹھاتے ہیں اور لوگوں کو وہ چیز دیتے ہیں جو اُن کے پاس نہیں اور مہمان نوازی کرتے ہیں اور راہ حق میں پیش آنے والے مصائب میں مدد فرماتے ہیں۔

غور فرمایئے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ان خوبیوں کا کھلے دل کے ساتھ اعتراف کر رہی ہیں جو اعلان نبوت سے پہلے ہی آپ کی ذات مقدسہ میں موجود تھیں تو اندازہ کرلیں کہ اعلان نبوت کے بعد آپ کی ذات مقدسہ میں ان خوبیوں کا اور بھی کیا حال ہوگا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَّلَا سَخَّابًا فِی الْاَسْوَاقِ وَ لَا یَجْزِیْ بِالسَّیِّئَةِ السَّیِّئَةَ وَ لٰکِنْ یَّعْفُوْا وَیَصْفَحُ ۔ (مشکوٰۃ، ص ۵۱۹)

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو عادتاً بری باتیں کرتے اور نہ تکلفاً (غصہ میں) نہ بازاروں میں شور کرنے والے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے لیکن معافی دیتے اور درگزر فرماتے تھے۔ وہی فرماتی ہیں:

مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَیْئًا قَطُّ بِیَدِهٖ وَلَا اِمْرَاَةً وَّلَا خَادِمًا اِلَّا اَنْ یُّجَاهِدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَمَا نِیْلَ مِنْهُ شَیْءٌ فَیَنْتَقِمُ مِنْ صَاحِبِهٖ اِلَّا اَنْ یُّنْتَهَكَ شَیْءٌ مِنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ فَیَنْتَقِمُ لِلّٰهِ (ایضاً)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی کو نہ مارا نہ کسی بیوی کو نہ کسی خادم کو مگر یہ کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے اور ایسا کبھی نہ ہوا کہ حضور کو کسی سے کوئی تکلیف پہنچ گئی ہو تو آپ نے اس سے بدلہ لیا ہو مگر اس صورت میں کہ اللہ کے محرمات میں سے کوئی حرمت توڑ دی جاتی تو اللہ کے لئے اس کا بدلہ لیتے (یعنی کوئی زنا کرتا یا چوری وغیرہ کرتا تو اس کو سزا ضرور دیتے)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَمَا قَالَ لِیْ اُفٍّ قَطُّ وَ مَا قَالَ لِشَیْءٍ صَنَعْتُهٗ لِمَ صَنَعْتَهٗ وَ لَا لِشَیْءٍ لِمَ تَرَکْتَهٗ وَ کَانَ اَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا ۔ (ترمذی ج ۲، ص ۲۲)

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مجھ کو اف بھی نہ کہا۔ اگر کوئی کام مزاج مبارک کے خلاف کر دیا تو یہ بھی نہ فرمایا کہ تونے یہ کام کیوں کیا۔ اگر کوئی کام چھوڑ دیا تو اس پر بھی کبھی نہیں ڈانٹا کہ تونے یہ کام کیوں نہیں کیا۔ آپ کے اخلاق تمام لوگوں سے بہتر تھے۔ وہی فرماتے ہیں:

کَانَ یَعُوْدُ الْمَرِیْضَ وَ یَتَّبِعُ الْجَنَازَةَ و یُجِیْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ ۔ (مشکوٰۃ، ص ۵۱۹)

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہر چھوٹے بڑے مریض کی مزاج پرسی فرماتے، ہر مومن میت کے جنازہ کے پیچھے پیچھے چلتے اور غلاموں کی بھی دعوت قبول فرمایا کرتے۔ وہی فرماتے ہیں:

لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاحِشًا وَّ لَا لَعَّانًا وَّ لَا سَبَّابًا کَانَ یَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ مَا لَهٗ تَرِبَ جَبِیْنُهٗ ۔

(ایضاً) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ فحش گو، نہ لعنت کرنے والے اور نہ گالی دینے والے تھے۔ غصہ اور عتاب کے وقت فرماتے تھے اسے کیا ہوا اس کی پیشانی میں مٹی لگ جائے۔ (یعنی وہ شخص ناک رگڑے پھر بھی کامیاب نہ ہوگا۔ یا اللہ تعالیٰ اسے سجدہ کی توفیق دے)

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے جب روم کے بادشاہ ہرقل کے پاس ایک خط بھیج کر اسے دعوت اسلام دی تو اس نے حضرت ابوسفیان کو جو اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے اور تجارت کی غرض سے ملک شام میں تھے جب کہ ہرقل بیت المقدس میں تھا، اپنے دربار میں طلب کیا اور حضور علیہ السلام کے تعلق سے بہت سے سوالات کیے جن کا انھوں نے ٹھیک ٹھیک جواب دے دیا یہاں تک کہ جب اس نے آپ کی تعلیمات مبارکہ اور قوم کے لئے ان کے پیغامات کے بارے میں پوچھا تو کذب بیانی کے الزام سے بچنے کے لئے مجبوراً انہیں یہ شہادت بھی دینی پڑی:

یَقُوْلُ اُعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَ لَا تُشْرِکُوْا بِهٖ شَیْئًا وَ اتْرُکُوْا مَا یَقُوْلُ اٰبَاؤُکُمْ وَ یَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالصِّدْقِ وَ الْعَفَافِ وَالصِّلَةِ وَالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ وَاَدَاءِ الْاَمَانَةِ ۔

(بخاری جلد ۱، ص ۴۱۲)

وہ تعلیم دیتے ہیں کہ تم ایک خدا کی عبادت کرو، کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک مت ٹھہراؤ، اپنے باپ داداؤں کی بکواسوں کو چھوڑ دو اور وہ

ہمیں نماز پڑھنے اور سچائی و پاکدامنی اور صلہ رحمی اختیار کرنے اور عہد پورا کرنے و امانت کی ادائیگی کا حکم دیتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے:

قِيلَ يَارَسُولَ اللهِ اُدْعُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ اِنِّيْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً. (مشکوٰۃ ص۵۱۹)

عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ مشرکین پر بددعا کیجیے فرمایا میں بددعا کرنے والا نہیں بھیجا گیا، میں تو رحمت ہی بھیجا گیا ہوں۔

آقائے دو جہاں ﷺ نے اپنے کردار و عمل اور سیرت مبارکہ کے ذریعے لوگوں کی بے مثال رہبری فرمائی۔

حضرت عون بن ابو جحیفہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے حضرت سلمان اور حضرت ابو درداء کے درمیان بھائی چارہ کا رشتہ قائم فرما دیا تھا۔ اسی رشتہ کو نبھانے کے لئے حضرت سلمان جب ایک دن حضرت ابو درداء سے ملاقات کے لئے ان کے گھر پہنچے تو ان کی والدہ ماجدہ کو پھٹے پرانے لباس میں دیکھ کر حضرت سلمان نے پوچھا اے ابو درداء کی ماں آپ نے کیا حال بنا رکھا ہے تو انھوں نے جواب دیا تمہارے بھائی ابو درداء نے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے (اس لئے نماز و روزہ وغیرہ کے علاوہ کسی اور چیز کا انہیں کوئی خاص خیال نہیں رہتا) اتنے میں حضرت ابو درداء آ گئے اور انھوں نے اپنے بھائی سلمان کے لئے کھانا تیار کروایا۔ کھانا تیار ہو جانے کے بعد انھوں نے حضرت سلمان سے کہا تم کھانا کھالو اس لئے کہ میں روزہ سے ہوں۔ حضرت سلمان نے جواب دیا جب تک تم نہیں کھاؤ گے میں بھی نہیں کھاؤں گا تو انھوں نے کھانا کھالیا پھر رات کے ابتدائی حصہ میں ابو درداء (نفلی) عبادت کے لئے کھڑے ہوئے تو سلمان نے کہا کہ ابھی سو جاؤ تو وہ سو گئے۔ جب دوبارہ عبادت کے لئے اٹھنا چاہا تو سلمان نے پھر کہا کہ ابھی سوئے رہو یہاں تک کہ جب رات کا آخری حصہ آیا تو سلمان نے کہا کہ اب اٹھو پھر دونوں نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد سلمان نے ان سے کہا بے شک تم پر تمہارے رب کا بھی حق ہے، تمہاری جان کا بھی حق ہے اور تمہاری بیوی بچوں کا بھی حق ہے تو سبھی حق داروں کا حق ادا کیا کرو۔ پھر حضرت ابو درداء نے حضور سید المرسلین ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر جب اس بات کا تذکرہ کیا تو سرکار نے فرمایا سلمان ٹھیک کہتے ہیں۔ (بخاری ج۱، ص ۲۶۴)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بھی دن رات عبادات ہی میں معروف رہتے تو سرکار نے ایک دن ان سے فرمایا کہ ایسا نہ کرو، روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو، نوافل بھی پڑھو اور سوؤ بھی کیوں کہ تم پر تمہارے بدن کا بھی حق ہے، تمہاری آنکھوں کا بھی حق ہے، تمہاری بیوی کا بھی حق ہے اور تمہاری ملاقاتیوں کا بھی حق ہے۔ (بخاری ج۱، ص ۲۶۵)

ماں باپ کے حقوق: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا اُس کی ناک خاک آلود ہو اس کی ناک خاک آلود ہو (وہ شخص ذلیل و خوار ہو) کسی نے عرض کیا یارسول اللہ وہ کون شخص ہے تو فرمایا یہ وہ شخص ہے جس نے ماں باپ دونوں یا کسی ایک کو بڑھاپے میں پایا (پھر ان کی خدمت کرکے) جنت میں داخل نہ ہوا۔ (مشکوٰۃ، ص۴۱۸)

جوانی میں بھی والدین کی خدمت گزاری کا حکم ہونے کے باوجود اس حدیث پاک میں ان کی خدمت گزاری کو بڑھاپے کے ساتھ اسی لئے خاص کیا گیا ہے کہ عام طور پر انہیں جوانی میں خدمت گزاری کی حاجت نہیں رہتی جب کہ بڑھاپے میں انہیں خدمت کی بڑی حاجت و ضرورت در پیش رہتی ہے تو اب اگر کوئی اس عمر میں بھی ان کی خدمت گزاری نہ کرے تو بڑا گنہگار ہوگا۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ماں باپ کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے تو فرمایا وہ دونوں تیری جنت و دوزخ ہیں۔ (مشکوٰۃ، ص۴۲۱)

یعنی جو لوگ انہیں راضی رکھیں گے جنت پائیں گے اور جو ناراض رکھیں گے دوزخ کے حق دار ہوں گے۔ اس لئے اپنی طرف سے ہرگز کوئی ایسی کوتاہی نہ ہونے پائے جس سے ان کے دل کو تکلیف پہنچ جائے۔

کچھ لوگوں کو شکایت ہوتی ہے کہ ہمارے والدین کی نوازشات دوسرے بچوں پر ہی ہوا کرتی ہیں اسی لئے اپنی ساری زمینیں یہاں تک کہ مکانات بھی انہیں کو عطا کرکے ہمیں پریشانیوں میں ڈال دیا ہے تو ایسی صورت میں ہم ان کے ساتھ حسن سلوک کیسے کریں۔ ایسے افراد کو جان لینا چاہیے کہ چاہے والدین ظلم و زیادتی کرنے والے ہوں یا رحم و کرم کرنے والے، ہر حال میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس نے اس حال میں صبح کی کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار رہا تو اس

کے لئے صبح ہی کو جنت کے دو دروازے کھول دیے جاتے ہیں اگر ایک ہی زندہ ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے اور جس نے اس حال میں صبح کی کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا نافرمان رہا تو اس کے لئے صبح ہی کو جہنم کے دو دروازے کھول دیے جاتے ہیں اگر ایک ہی زندہ ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا اگر چہ ماں باپ اس پر ظلم کریں تو فرمایا اگر چہ ظلم کریں اگر چہ ظلم کریں (ایضا)

اب اگر والدین ظلم وزیادتی کریں تو اللہ واحد تمہارا انصاف فرمانے والا ہے لیکن اولاد کو کوئی حق نہیں کہ ان کی آزاری کرے یا اُن سے انتقام لینے کا تصور بھی کرے۔

اولاد کے حقوق: اپنی کسی اولاد کو میراث سے محروم کرنے کے لئے اپنے مالوں کو بیچ نہ دے یا زندگی ہی میں دوسری اولاد یا کسی اور کو نہ دے کہ جب رب کائنات جل مجدہ نے ان کی ساری اولاد کو وارث بنایا ہے تو اپنے مالوں سے وہ انہیں بے دخل نہیں کر سکتے اور انہیں اچھی تربیت دے۔

ارشاد نبوی ہے: اولاد کے لئے باپ کا کوئی بھی عطیہ اچھی تربیت سے بہتر نہیں۔ (مشکوۃ، ص ۴۲۳)

اولاد کی عمدہ تربیت کا طریقہ یہ ہے کہ انہیں کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے، خویش واقارب، والدین اور اساتذہ کی تعظیم وتوقیر کا طریقہ سکھائے۔ شریعت کے ضروری مسائل سے واقف کرائے۔ اہل سنت کے عقائد ومعمولات کا پابند بنائے اور بروں کی صحبت سے دور بھگائے کہ اولاد کی دین داری خود ان کے لئے بھی بھلی ہے اور والدین کے لئے بھی دنیا وآخرت میں عزت وسربلندی کا ذریعہ ہے۔

شوہر کے حقوق: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں ایک جوان خاتون حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی یا رسول اللہ علیہ السلام میں جوان ہوں اور میرے پاس نکاح کے پیغام بھی آتے ہیں لیکن میں اسے ناپسند سمجھتی ہوں (کہ کہیں میں شوہر کے حقوق کو ادا نہ کر سکوں) اس لئے ارشاد فرمائیں کہ شوہر کے حقوق کیا ہیں تو سرکار دو جہاں علیہ السلام نے ارشاد فرمایا، اگر شوہر کے سر سے پاؤں تک پیپ ہو اور بیوی اسے چاٹ کر صاف کرے جب بھی شوہر کے حقوق ادا نہیں ہو سکیں گے۔ اس کو سننے کے بعد اس نے عرض کیا تو یا رسول اللہ! کیا میں شادی نہ کروں تو آپ نے ارشاد فرمایا تم شادی ضرور کرو کیوں کہ اس میں بھلائی ہے (کہ نکاح سے شرم گاہ کی حفاظت بھی ہوتی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے والد صالح پیدا ہو جو والدین کی بخشش کا ذریعہ بن جائے) (الترغیب والترہیب ج ۳، ص ۳۴، ۳۵)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: بنو خثعم کی ایک خاتون حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں غیر شادی شدہ ہوں لیکن اب شادی کرنا چاہتی ہوں تو بتائیں کہ شوہر کے حقوق کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا شوہر کے حقوق یہ ہیں کہ جب وہ بیوی کے ساتھ صحبت کرنا چاہے تو اگر چہ اس وقت بیوی اونٹ کی پشت پر ہو جب بھی انکار نہ کرے۔ بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر اس کا کوئی سامان کسی کو نہ دے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو بیوی کو گناہ ہوگا اور شوہر کو (صدقے) کا ثواب ملے گا۔

بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے اگر اس نے ایسا کر لیا تو وہ بھوکی پیاسی تو رہی لیکن اس کا روزہ قبول نہ ہوا۔ بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر قدم نہ رکھے اگر اس نے ایسا کر لیا تو جب تک وہ واپس نہ آجائے یا توبہ نہ کرلے فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ (الترغیب والترہیب ج ۳، ص ۳۷)

اگر ہم غور کریں تو معلوم ہوگا کہ بہت سی بیویاں عام طور پر ان حقوق کی خلاف ورزی کرنے میں مبتلا ہیں کہ وہ شوہر کی اجازت کے بغیر اس کا سامان دوسروں کو دے بھی دیتی ہیں، اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکل بھی جاتی ہیں، اسی طرح دوسری فرماں برداریوں سے بھی کتراجاتی ہیں۔

بیوی کے حقوق: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں کامل ایمان والا وہ شخص ہے جو اپنے اخلاق میں سب سے اچھا ہو اور تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی بیوی کے لئے سب سے بہتر ہوں۔ (مشکوۃ، ص ۲۸۲)

حضرت حکیم بن معاویہ نے اپنے باپ سے روایت کی:

انھوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے کسی کی بیوی کا اُس پر کیا حق ہے تو فرمایا جب تم کھاؤ تو اس کو بھی کھلاؤ، جب تم پہنو تو اس کو بھی پہناؤ (اگر کسی خلاف شرع بات پر سزا دینی ہو تو) اس کے منہ پر نہ مارو، اسے برا نہ کہو (یعنی نہ اس کے کسی کام کو برا کہو اور نہ اسے گالی دو) اور اسے نہ چھوڑ دو مگر گھر میں (یعنی اگر تم اس سے جدا ہونگی میں مصلحت جانو تو اپنے گھر میں چھوڑ کر جاؤ، دوسرے کے گھر میں ہرگز نہ چھوڑو) (مشکوۃ ص ۲۸۱)

(بقیہ ص ۲۸ / پر دیکھیں)

فقہی مسائل

داڑھی ڈھانپ کر نماز پڑھنا

مفتی محمد اعظم رضوی بریلوی*

زید نے جاڑوں کے ایام میں اِس طرح نماز پڑھائی کہ جو رومال باندھا اُس سے آدھی داڑھی چھپ گئی تو بکر نے کہا کیا اس طرح نماز ہوگئی تو زید نے کہا ہاں۔ اس پر بکر نے عرفان شریعت کا حوالہ دیا کہ اعلیٰ حضرت نے لکھا مسئلہ نمبر ۲۴ پر کہ داڑھی ڈھانپ کر نماز پڑھنا رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا تو زید بولا، اچھا میں اپنے استاذ سے پوچھ کر بتاؤں گا۔ دو روز کے بعد زید نے کہا بکر سے ہاں آپ صحیح کہہ رہے تھے۔

مذکورہ بالا صورت میں نماز ہوگئی یا نہیں؟ خالد کا قول یہ ہے کہ جتنی نمازیں زید نے اس طرح سے پڑھائی ہیں کوئی نماز نہیں ہوئی، زید کو اعادہ کرنا چاہیے اور مقتدیوں کو بھی اعادہ کرائے۔ اگر نہیں اعادہ کرے گا اور کروائے گا تو اب تک جو نمازیں پڑھائی ہیں کوئی نماز نہ ہوئی۔

السائل: محمد صدام فریدہ پور چودھری بریلی شریف

الجواب بعون الملک الوھاب

صورت مسئولہ مذکورہ بالا میں نماز ہوگئی مگر بکراہت اعادہ مستحب ہے۔ ضروری نہیں کہ داڑھی چھپی ہو، نماز میں، یہ مکروہات نماز میں سے ہے، مفسدات نماز میں سے نہیں۔ اگر پوری داڑھی چھپی ہو تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی۔ ہاں سخت مکروہ ہوگی اور صورت مسئولہ میں تو آدھی داڑھی چھپی تھی، آدھی کھلی تھی۔ خالد کی یہ بات کہ نماز نہیں ہوئی، نماز کا اعادہ ضروری ہے غلط ہے، اس پر غلطی سے رجوع لازم ہے۔ بے علم مسئلہ بتانا، فتویٰ دینا سخت ناجائز ہے۔ اس کو اس لئے توبہ کر لینے کا بھی حکم ہے۔ حدیث میں ہے:

مَنْ اَفْتٰی بِغَیْرِ عِلْمٍ لَعَنَتْهُ مَلٰٓئِکَةُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی بے علم فتویٰ دینے والے پر زمین و آسمان کے فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم، محمد اعظم غفرلہ رضوی

دارالافتاء، حضور مفتئ اعظم علیہ الرحمہ ۱۰ رشعبان ۱۴۳۹ھ

ہمارے گاؤں کے امام صاحب جب نماز پڑھاتے ہیں تو قرأت میں بھول جاتے ہیں اور کبھی چار رکعت والی نماز کو پانچ رکعت پڑھا دیتے ہیں اور کبھی تین، ایسا کثرت سے ہوتا ہے۔ کبھی گاؤں میں کسی بارات میں جاتے ہیں تو جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو وہ آدمی جو نماز پڑھنے والے ہیں، امام صاحب سے کہتے ہیں کہ امام صاحب نماز پڑھنے چلو تو وہ جاتے نہیں۔ ایسی صورت میں گاؤں کے کچھ لوگوں نے ان کو استعفیٰ دینے کے لئے کہا تو امام صاحب نے قبول نہیں کیا۔ کہا کہ رمضان تک مجھے کہیں پڑھانے کی جگہ نہیں ملے گی اگر تم لوگ مجھے ابھی ہٹاؤ تو ڈیڑھ مہینہ کی مجھے تنخواہ دو اور گاؤں میں کچھ وہ ہیں جو کبھی نماز نہیں پڑھتے وہ لوگ کہتے ہیں یہی امام صاحب رہیں گے اور جو نمازی آدمی ہیں جب ان کی بات نہیں مانی گئی تو الگ جماعت بنا کر نماز پڑھنے لگے۔ ایسی صورت میں گاؤں میں شدید بے چینی ہے۔ ہم لوگوں کو شریعت کے حکم سے آگاہ فرمائیں اور ایسے امام صاحب کے بارے میں جو حکم ہو، اس سے بھی آگاہ فرمائیں۔

سائل محمد ادریس منگروا ضلع سیتاپور

الجواب: امام جو بارات میں جائے اور نماز ترک کیا کرے وہ فاسق معلن ہے۔ علانیہ نماز ترک کرنے کی وجہ سے۔ ایسا شخص جب تک توبہ کر کے استقامت علی التوبہ ظاہر نہ کرے تب تک اسے امام نہ بنائیں، اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اگرچہ امامت کی دیگر شرائط اس میں پائی جاتی ہوں۔ یہ شخص جس کے ترک نماز کے سبب اکثر نمازی اس کی امامت سے ناراض ہیں، ان سخت وعیدوں سے خوف نہیں کرتا جو ایسے امام کے حق میں آئیں۔ حضور پرنور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں:

ثلثة لا یقبل اللہ مِنْهُمْ صَلٰوةً مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَّهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ۔ تین شخص ہیں جن کی نماز اللہ قبول نہیں کرتا، ایک وہ جو لوگوں کی امامت کرے اور وہ اسے ناپسند رکھتے ہوں۔

یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس مضمون کی اور بھی احادیث ہیں۔ امام مذکور کا یہ مطالبہ ناحق ہے کہ تم لوگ ابھی ہٹاؤ تو ڈیڑھ مہینہ کی مجھے تنخواہ دو کیوں کہ ان کو نالائق امامت ہونے کی وجہ سے ہٹایا جارہا ہے پھر تنخواہ کا مطالبہ کیوں۔ ایسے امام کو خود ہٹ جانا چاہیے کہ وہ شرعاً لائق امامت نہیں۔ جو لوگ ایسے امام کا ساتھ دے رہے ہیں ان کا ساتھ دینا

خلاف شرع ہے، بے وجہ شرعی قوم میں اختلاف کر رہے ہیں، ان کو ایسے امام کا ساتھ دینے سے باز آجانا چاہیے۔ قال الله تعالیٰ تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمد اعظم غفرلہٗ رضوی

دارالافتاء مفتی اعظم علیہ الرحمہ ۱۸ر شعبان المعظم ۱۴۳۹ھ

میں پولیس محکمہ میں ملازم ہوں۔ میں داڑھی نہیں رکھتا تھا، گنہگار تھا۔ کچھ دن پہلے سے میں نے داڑھی رکھ لی ہے۔ میرے بڑے افسر کہتے ہیں کہ داڑھی منڈوالو حالاں کہ مجھے اس سے پہلے والے افسر نے داڑھی رکھنے کی اجازت دے دی تھی، آپ سے اس بارے میں ہم شریعت کا حکم جاننا چاہتے ہیں کہ دین اسلام میں داڑھی رکھنا ضروری ہے یا نہیں؟ داڑھی رکھ کر اپنے آپ یا کسی کے کہنے سے منڈوانا جائز ہے یا ناجائز؟ ہم حکم شرع آپ سے تحریر میں جاننا چاہتے ہیں۔ فقط

الجواب: ایک مشت داڑھی رکھنا واجب وضروری ہے شریعت میں۔ ایک مشت سے کم کرنا حرام سخت گناہ ہے۔ ہاں ایک مشت سے زائد ہو جائے تو جتنی زیادہ ہے اس کو کٹوا سکتے ہیں۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے یہاں کے قوانین میں بھی کوئی ایسا قانون نہیں کہ گورنمنٹ کا ملازم داڑھی نہیں رکھ سکتا تبھی تو پہلے ڈی آئی جی صاحب نے پرمیشن واجازت دی تھی۔ بارہا ہمارے دار الافتاء سے داڑھی رکھنے کا فتویٰ جا چکا ہے۔ سائل نے حج بھی کر لیا ہے اور حج کر لینے کے بعد تو داڑھی منڈانا اور زیادہ گناہ اور پاپ ہے۔ در مختار وفتاویٰ عالمگیری وغیرہ کتب فقہ حنفی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆

مفتی محمد اعظم غفرلہٗ صدر مفتی رضوی دار الافتاء مفتی اعظم، محلہ سوداگران، بریلی شریف، ۸ر رجب المرجب ۱۴۳۹ھ، ۲۶ مارچ ۲۰۱۸ء

حُبِّ علی ھے، یا بُغض معاویہ؟

سوشل میڈیا کی خبر کے مطابق مولانا محمد الیاس قادری، امیر دعوتِ اسلامی نے جلیل القدر صحابی رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام سے کچھ مسجدیں، تعمیر کرنے کا ارادہ، ظاہر کیا ہے۔ اس ارادہ ومنصوبہ کی خاص وجہ، یہ ہے کہ پاکستان کے کچھ گمراہ وتخریب پسند عناصر، حضرت امیر معاویہ کی شان میں مسلسل انگشت نمائی اور طعن وتشنیع کرتے رہتے ہیں۔ ایسے حالات میں، ان کا یہ ارادہ ومنصوبہ، بالکل صحیح اور درست ہے اور تاریخ اسلام میں ایسی بہت سی مثالیں مل جائیں گی کہ گمراہ فرقوں نے جب اسلام ومسلمین اور مذہب اہلِ سنّت کے خلاف کوئی ایسی حرکت کی ہے تو اُس کا جواب اسی انداز سے دیا گیا ہے۔ بعض شر پسند عناصر نے، اس مناسب ومعقول عزم وارادہ پر تنقید کرتے ہوئے اس کی آڑ میں دعوتِ اسلامی کو نشانہ بنانا، شروع کر دیا۔ اُس سے کہیں زیادہ، سنگین بات، یہ ہے کہ اسے بہانہ بنا کر، براہِ راست، حضرت امیر معاویہ کے خلاف، مہم شروع کر دی جب کہ کسی صحابی رسول کی شان میں بے ادبی وگستاخی، زوالِ ایمان کا سبب بن سکتی ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْہُ۔

صحابی اور تابعی کا مقام ومرتبہ تو بہت بلند ہے، اگر کوئی مسلمان، کسی عام مسلمان کے نام پر بھی کوئی مسجد بنانا چاہے تو، کسی پر کون سی آفت اور قیامت، ٹوٹ رہی ہے اور کوئی بھی شخص، آتش زیر پا، کیوں ہو رہا ہے؟ ذہن نشین رہے کہ بھی اہلِ بیت اطہار اور صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے ساتھ، سچی محبت وعقیدت رکھنا ہر مسلمان کا جزو ایمان ہے اور سارے اہلِ بیت وصحابۂ کرام، ہر مسلمان کے لئے واجب التعظیم ہیں۔ اس لئے جو لوگ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کسی طرح بھی، انگشت نمائی وحرف گیری کر رہے ہیں، ان کے دین ودنیا کی عافیت اور بھلائی، اسی میں ہے کہ وہ اپنی اس مذموم رَوِش سے باز آجائیں اور بارگاہِ الٰہی میں توبہ ورُجوع کر کے صحیح العقیدہ سُنّی مسلمان کے جادۂ قویم وصراطِ مستقیم پر، واپس آجائیں۔

جو شخص حبِّ علی یا حبِّ اہلِ بیت کے نام پر حضرت امیر معاویہ یا کسی صحابیِ رسول کی بارگاہ میں اہانت کرے، اسی طرح جو شخص، دفاعِ حضرت امیر معاویہ، یا دفاعِ صحابہ کے نام پر حضرت علی، حسنین کریمین واہل بیت میں سے کسی کی بارگاہ میں اہانت کا مرتکب ہو، ان میں سے کسی کے ایمان واسلام کی خیر نہیں اور ہر دو فریق کو اپنی حرکت واہانت سے رجوع کرنا، واجب ہے۔ سوادِ اعظم اہل سنت وجماعت کا یہی مذہب ومسلک ہے اور اس سے انحراف وروگردانی، باعثِ ہلاکت وضلالت وروسیاہی ہے جس سے اللہ کی پناہ! دعا ہے کہ رب تبارک وتعالیٰ، اپنے حبیب پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صدقہ وطفیل میں اہلِ سنّت وجماعت کو، خارجیت وناصبیت وتفضیلیت ورافضیت ووہابیت کے ہر فتنہ سے محفوظ رکھے۔ آمین آمین یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْن

یٰسٓ اختر مصباحی، دار القلم، ذاکر نگر، نئی دہلی، 9560848408-9350902937، ۱۴ر رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ ۱۳ر مئی ۲۰۱۸ء، بروز جمعرات

شرعی احکام

عوام میں مشہور غلط فہمیوں کی اصلاح

محمد سفیر الحق رضوی*

سوال: مسجد کے متولیوں اور مدرسے کے مہتمم حضرات کو دیکھا گیا ہے کہ وہ مسجد و مدرسے کے پیسوں کو کبھی اپنی تجارت میں لگا دیتے ہیں، کبھی کسی کو قرض دے دیتے ہیں کبھی خود اپنی ضرورت میں خرچ کر ڈالتے ہیں۔ کیا اُن کے لئے اس طرح کا تصرف جائز ہے؟

جواب: مساجد و مدارس کے متولیوں اور مہتمم کو ایسا کرنا ہرگز جائز نہیں کہ مالِ امانت میں کسی قسم کا ردوبدل یا تصرف ناجائز و حرام ہے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۸، ص ۳۱)

سوال: مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے موت کا اعلان کرنا کیسا ہے؟

جواب: مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے موت کا اعلان کرنا جائز نہیں ہاں اگر مسجد کا لاؤڈ اسپیکر موقوفہ ہے اور واقف نے وقف کرتے وقت اس کی اجازت دی تھی یا اجازت تو نہیں دی مگر وہ جانتا تھا کہ اس سے موت کا بھی اعلان ہوگا یا چندہ سے لاؤڈ اسپیکر خریدا گیا اور ہر چندہ دینے والا جانتا تھا کہ اس سے موت کا بھی اعلان ہوگا تو اِن صورتوں میں اس سے موت کا اعلان جائز ہے۔ (فتاویٰ فقیہ ملت، ص ۱۷۴، ج ۲)

سوال: عوام میں مشہور ہے کہ مٹی کا تیل ناپاک ہے یہی وجہ ہے کہ مسجد میں اس کا جلانا جائز نہیں۔ یہ مسئلہ کہاں تک صحیح ہے؟

جواب: مٹی کا تیل پاک ہے البتہ مسجد میں اس کا جلانا اس لئے ناجائز ہے کہ اس میں سخت بدبو ہوتی ہے۔ (فتاویٰ برکاتیہ، ص ۴۸۰)

سوال: بہت جگہ لوگ مسجد کا فرش وغیرہ عیدگاہ لے جاتے ہیں تو یہ کہاں تک صحیح ہے؟

جواب: مسجد کا فرش وغیرہ عیدگاہ لے جانا منع ہے۔
(فتاویٰ رضویہ، ص ۸۰۸، ج ۳)

سوال: یہ رواج ہے کہ ماہِ رمضان میں عام طور پر لوگ مسجد میں روزہ افطار کرتے ہیں۔ شرعاً یہ کہاں تک درست ہے؟

جواب: مسجد میں کھانا پینا سونا غیر معتکف کے لئے جائز نہیں اس لئے مسلمانوں کو چاہیے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کرلیا کریں پھر افطار کریں مگر اس بات کا خاص لحاظ رکھیں کہ مسجد کا فرش یا چٹائیاں آلودہ نہ ہوں لیکن مسجد کے باہر اگر کسی جگہ کا انتخاب کرلیں تو زیادہ بہتر ہے۔ (بہارِ شریعت، ص ۴۹۷، ج ۱۶، ناشر مکتبۃ المدینہ)

سوال: کہیں کہیں مسجد میں بہت زیادہ قرآن شریف یوں ہی رکھے رہتے ہیں۔ کیا وہ قرآن شریف مدرسے کے طلبہ کو دیا جاسکتا ہے؟

جواب: اگر ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو وہ قرآن شریف مدرسے کے طلبہ کو دیا جاسکتا ہے۔ (فتاویٰ افضل المدارس، ص ۱۲۴، ج ۱)

سوال: مسجد کی تعمیر میں کافر کی رقم لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اگر مسجد کی تعمیری کام میں کوئی کافر خود حصہ لینا چاہتا ہے اور اس کے لئے رقم دے تو اسے مسجد کی تعمیر میں لگا سکتے ہیں لیکن اگر کافر سے چندہ لینے کے سبب اس بات کا اندیشہ ہو کہ مسلمانوں کو بھی مندر کی تعمیر رام لیلا اور ان کے دوسرے مذہبی پروگراموں میں چندہ دینا پڑے گا یا کافر کی تعظیم کرنی پڑے گی تو ایسی صورت میں ان سے چندہ لینا جائز نہیں۔ (فتاویٰ فقیہ ملت، ص ۱۴۶، ج ۲)

سوال: عوام میں مشہور ہے کہ مرد اگر اپنی بیوی کا دودھ پی لے تو اس کی بیوی اس پر حرام ہوجاتی ہے اور نکاح ٹوٹ جاتا ہے، یہ صحیح ہے؟

جواب: عوام میں یہ غلط مشہور ہے، صحیح مسئلہ یہ ہے کہ مرد اگر اپنی بیوی کا دودھ پی جائے تو اس کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوتی اور نہ ہی نکاح میں کوئی خلل پیدا ہوتا ہے البتہ بیوی کا دودھ پینا گناہ ہے۔ درمختار میں ہے: مص رجل ثدی زوجته لم تحرم۔ (ص ۴۲۱، ج ۴)

سوال: سالی کے ساتھ زنا کرنے سے بیوی حرام ہوجاتی ہے؟

جواب: عوام میں یہ غلط مشہور ہے، صحیح مسئلہ یہ ہے کہ سالی کے ساتھ زنا کرنے سے بیوی حرام نہیں ہوتی البتہ زنا کرنا حرام ہے۔ درمختار میں ہے: وطی اخت امرأته لا تحرم علیه امرأته یعنی جس نے اپنی سالی سے وطی کیا اُس پر اس کی بیوی حرام نہیں ہوتی۔
(ص ۱۰۹، ج ۴)

سوال: بہنوئی کا سالی سے اور دیور کا بھاوج سے مذاق کرنا کیسا ہے؟ بعض لوگ سالی اور بھاوج سے مذاق کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں، انہیں اس قسم کی باتوں سے روکا جائے تو کہتے ہیں ہمارا رشتہ ہی ایسا ہے، اس کے بارے میں حکم شرعی کیا ہے؟

جواب: بہنوئی کا سالی سے اور دیور کا بھاوج سے مذاق کرنا حرام اشد حرام ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! دیور کے متعلق کیا حکم ہے۔ فرمایا کہ دیور موت ہے۔ یعنی دیور کے سامنے ہونا گویا موت کا سامنا ہے کہ یہاں فتنہ کا زیادہ احتمال ہے۔ (بخاری، ص ۷۸۷، ج ۲)

سوال: بعض لوگ جب اپنی اولاد میں سے کسی کے ساتھ ناراض ہوجاتے ہیں تو وہ وصیت کرتے ہیں کہ مثلاً میرا فلاں بیٹا میرے ترکہ کا وارث نہیں ہوگا میں اسے عاق کرتا ہوں۔ عرف میں اسے عاق نامہ کہا جاتا ہے۔ لوگ اس کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ اب وہ بیٹا اپنے باپ کی میراث سے محروم رہے گا۔ اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: شریعت میں عاق نامے کا کوئی اعتبار نہیں اس لئے کہ حق وراثت کسی کے ختم کرنے سے ختم نہیں ہوتا۔ اگر کسی شخص کو عاق کردیا جائے تو وہ وراثت سے محروم نہیں ہوگا بلکہ وہ بدستور وارث رہے گا اور اسے اپنا شرعی حصہ ملے گا۔ اسی سوال کے جواب میں مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ "ضرور وارث ہوگا اگرچہ ہزار عاق نامے لکھ دے۔ عقوق سے وارث غیر وارث نہیں ہوجاتا اور عاق کردینا کوئی چیز نہیں۔ جو عاق ہے وہ عاق نامہ لکھنے سے عاق نہیں پہلے ہی سے عاق ہے۔ عاق نامہ لکھے یا نہ لکھے عقوق سخت گناہ ہے مگر گناہ کے سبب سے وراثت سے محروم نہیں ہوسکتا۔ (فتاویٰ مصطفویہ، ص ۵۴۷)

سوال: اگر عورت کے پاس سونے چاندی کے زیورات نہ ہوں تو کیا وہ رول گول پہن سکتی ہے؟

جواب: عورت کو سونے چاندی کے زیورات کے علاوہ کسی بھی دوسری دھات کا زیور استعمال جائز نہیں، سونے چاندی کے زیورات نہ ہونے کی صورت میں زیور پہننا ضروری نہیں کہ ناجائز چیزوں کا سہارا لینا پڑے، صبر کرے۔ اللہ کی عبادت اور شوہر کی خدمت کرے یہ بھی بہترین زینت ہے لہٰذا عورت کے پاس سونے چاندی کے زیورات نہ ہونے کی صورت میں بھی وہ رول گول کا استعمال نہیں کرسکتی۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

چاندی سونے کے سوا، لوہے، پیتل، تانبے، رانگ کا زیور عورتوں کو بھی مباح نہیں۔ (ص ۱۴، ج ۹، نصف اول)

سوال: بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ بلڈ پریشر کا کڑا، بواسیر کا چھلہ پہنتے ہیں کہ اس سے بواسیر اور بلڈ پریشر کا مرض ختم ہوجاتا ہے تو کیا دوا کے طور پر ایسا چھلہ پہننے کی اجازت ہے؟

جواب: سونے چاندی کے علاوہ لوہے، پیتل، تانبہ وغیرہ کسی دوسری دھات سے بنا ہوا زیور مثلاً کڑا، یا چھلہ کا استعمال مرد وعورت دونوں کے لئے ناجائز وممنوع ہے اور کسی ناجائز چیز کو دوا کے طور پر استعمال کرنا صرف اُس صورت میں جائز ہے جبکہ وہاں اس کے علاوہ کوئی دوا نہ ملے اور اس کی خبر کوئی اچھا ماہر مسلمان ڈاکٹر دے اور یہاں دونوں امر متحقق نہیں لہٰذا کڑے اور چھلے کا استعمال دوا کے طور پر بھی جائز نہیں۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"چاندی سونے کے سوا لوہے، پیتل، تانبے، رانگ کا زیور عورتوں کو بھی مباح نہیں چہ جائے کہ مردوں کے لئے اور عوام کا یہ اختراعی خیال ممانعت شرع کو رفع نہیں کرسکتا کہ اگر ناجائز چیز کو دوا کے لئے استعمال کرنا جائز بھی ہو تو وہاں کہ اس کے سوا دوا نہ ملے اور یہ امر طبیب حاذق مسلمان غیر فاسق کے اخبار سے معلوم ہو اور یہاں دونوں امر متحقق نہیں۔" (ص ۱۴، ج ۹، نصف اول)

☆☆☆

انتقال

جامعہ شمسیہ تیغیہ انوار العلوم بڑہریہ ضلع سیوان (بہار) کے سابق صدر مدرسین حضرت مولانا صوفی محمد عالمگیر مصباحی کا ۱۳؍ رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ/ ۳۰ مئی ۲۰۱۸ء بروز بدھ انتقال ہوگیا۔

پاکستان کے معروف ومقبول نعت گو شاعر پروفیسر محمد منیر قصوری کا ۱۷ رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ لاہور میں انتقال ہوگیا۔ نماز ظہر کے بعد حضرت بابا شاہ کمال پر نماز جنازہ ادا کی گئی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست کی جاتی ہے۔

ارمان احمد فیضی، جامعہ حضرت نظام الدین اولیا، نئی دہلی

عقیدہ ونظریہ

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد عارف باروی قادری*

کل ایک غیر مقلد کا مضمون نظر سے گذرا کہ قرآن مجید کی سورۃ الزمر کی آیت نمبر 30 سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات کے بعد زندہ نہیں۔ (معاذ اللہ) بس پھر آج رات تراویح کے بعد اُسی مضمون پر تحقیق کی کہ کیا اِس آیت کا معنی ومفہوم وہی ہے جو اس نے لکھا ہے، بفضل اللہ تعالیٰ قرآن وسنت کی روشنی میں اِس غلط نظریہ کا رد جمع کیا ہے اور یہ ثابت ہو گیا ہے کہ آج کل جو لوگ اپنے نظریات فاسدہ کی حمایت میں قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی غلط تشریح کرتے ہیں ان کا مفسرین ومحدثین نے بہت پہلے ہی رد فرما دیا ہے۔

سب سے پہلے اس آیت کی تفسیر پیش کروں گا اور اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ودیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی بعد از وفات زندگی کو ثابت کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ناچیز کو اس مقصد میں کامیابی عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ (سورۃ الزمر آیت 30) بے شک آپ پر موت آنی ہے اور بے شک یہ بھی مرنے والے ہیں۔

ہمارے نبی کریم ﷺ کی موت اور کفار کی موت کا فرق:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ قرآن مجید نے ہمارے نبی کریم ﷺ اور کفار دونوں کی موت بیان کی ہے اور دونوں جگہ موت کا ایک ہی صیغہ استعمال فرمایا ہے اور دونوں کو میت فرمایا ہے تو پھر تم رسول اللہ ﷺ کو زندہ اور کفار کو مردہ کیوں کہتے ہو؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اِنَّکَ مَیِّتٌ میں میت نکرہ ہے اور اِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ میں بھی میت نکرہ ہے اور اصول فقہ میں یہ قاعدہ مقرر ہے کہ جب نکرہ کا ذکر دوبارہ کیا جائے تو دوسرا نکرہ پہلے نکرہ کا غیر ہوتا ہے۔ اس لئے کفار پر جو موت آئے گی وہ اس موت کی غیر ہے جو ہمارے نبی کریم ﷺ پر آئی تھی۔ ہمارے نبی کریم ﷺ پر ایک آن کے لیے موت آئی، پھر آپ کو حیات جاودانی عطا فرمادی گئی اور شرعی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے آپ کو غسل دیا گیا، کفن پہنایا گیا، آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور آپ کو آپ کے حجرہ مبارکہ میں دفن کیا گیا، قبر میں آپ کو حقیقی اور جسمانی حیات عطا کی گئی اور کفار بالکل مردہ ہوتے ہیں، صرف عذاب قبر پہنچانے کے لیے ان کو ایک طرح کی برزخی حیات عطا کی جاتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی موت کی متعلق چند مفسرین کی تقاریر:

(1) امام فخر الدین محمد بن عمر رازی شافعی (متوفی 606ھ) لکھتے ہیں:

آپ اور کفار ہر چند کہ اب زندہ ہیں لیکن آپ کا اور ان کا شمار مُردوں میں ہے، کیونکہ ہر وہ چیز جو آنے والی ہے وہ آنے والی ہے۔ (تفسیر کبیر ج9 ص451 بیروت لبنان)

(2) علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی 668ھ) لکھتے ہیں: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی موت کی اور کفار کی موت کی خبر دی ہے اور اس کی پانچ توجیہات ہیں:

(1) اس آیت میں آخرت سے خبردار کیا ہے (2) اس آیت میں آپ کو عمل پر ابھارا ہے (3) موت کی تمہید کے لیے اس کو یاد دلایا ہے (4) آپ کی موت کا اس لیے ذکر فرمایا تاکہ مسلمان آپ کی موت میں اس طرح اختلاف نہ کریں جیسے پچھلی امتوں نے اپنے نبیوں کی موت میں اختلاف کیا، حتی کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی موت کا انکار کیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے آپ کی موت پر استدلال فرمایا (5) اللہ تعالیٰ نے آپ کی موت کی خبر دے کر یہ بتایا ہے کہ ہر چند کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے لیکن موت میں تمام مخلوق برابر ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن ج15 ص226-227، دار الفکر بیروت)

ان دو مقتدر مفسرین نے تفسیر میں یہ بات بیان کی ہے کہ آپ ﷺ پر موت آئی تھی۔ (مزید تفصیل کے لیے تفاسیر کا مطالعہ فرمائیں)

اس پر دلیل کہ "رسول اللہ ﷺ پر موت فقط ایک آن کے لیے آئی تھی" اس کی تقریر اِس طرح ہے کہ ہر مومن کی روح اس کے جسم سے ایک قلیل وقت کے لیے نکالی جاتی ہے، پھر اس کی روح کو علیین کی طرف

لے جایا جاتا ہے، پھر حکم دیا جاتا ہے کہ اس کی روح کو پھر اس کے جسم میں داخل کر دو، اس کی روح کو اس کے جسم میں داخل کر دیا جاتا ہے اور یوں ہر مومن کو قبر میں برزخی حیات حاصل ہوتی ہے۔

اور ہمارے نبی کریم وسید المرسلین ﷺ کی روح مقدس کو اقل قلیل وقت کے لیے آپ کے جسم مکرم سے نکالا گیا، اور اس بہت کم وقت کو آن سے تعبیر کیا جاتا ہے اور آپ کو آپ کے مرتبہ کے لحاظ سے پھر جسمانی حیات عطا کر دی گئی تھی۔ ہر مومن کی روح کو قلیل وقت کے لیے نکالنے پر دلیل یہ طویل حدیث شریف ہے:

امام احمد بن حنبل (متوفی 241ھ) اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک انصاری کے جنازہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ گئے، ہم قبر تک پہنچے، اس کی لحد بنائی جارہی تھی، پس رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے اردگرد اس طرح بیٹھ گئے گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے ہیں، الخ (حدیث شریف طویل ہے آخر میں یوں ہے) وہ کہے گا: اے میرے رب! تو قیامت کو قائم کر دے حتیٰ کہ میں اپنے اہل اور مال کی طرف لوٹ جاؤں۔ الحدیث، اس کی سند صحیح ہے۔

حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں: (مسند احمد ج30 ص 501-499 رقم الحدیث 18534 بیروت لبنان، مصنف ابن ابی شیبہ ج10 صفحہ 194، ج03 ص 310-374-380-382، سنن ابو داؤد رقم الحدیث: 4753، المستدرک للحاکم ج01 ص 38-37، شعب الایمان رقم الحدیث:395، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:1549، مجمع الزوائد ہیثمی ج03 ص50-49)

حافظ ہیثمی نے کہا: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ اس صحیح حدیث سے یہ واضح ہو گیا کہ ہر مومن کی روح کو بہت قلیل وقت کے لیے اس کے جسم سے نکالا جاتا ہے پھر اس کو برزخی حیات عطا کر دی جاتی ہے اور شہداء کو جسمانی حیات عطا کی جاتی ہے، اسی طرح انبیاء علیہم السلام کو بھی جسمانی حیات عطا کی جاتی ہے اور ہمارے نبی سیدنا محمد ﷺ سید الشہداء اور سید الانبیاء والمرسلین ہیں، اس لیے آپ کو سب سے افضل جسمانی حیات عطا کی گئی اور نہایت قلیل وقت کے لیے ان کے جسم سے جو روح قبض کی جاتی ہے وہ اس لیے ہے کہ ان کے اوپر غسل، کفن، دفن اور نماز جنازہ کے احکام پر عمل کیا جا سکے۔

اس کے بعد ہم نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ پر احادیث، آثار اور اقوال علماء سے دلائل پیش کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کے ثبوت میں احادیث مبارکہ:

(1) امام ابو یعلیٰ نے اپنی ''مسند'' میں اور امام بیہقی نے کتاب ''حیات الانبیاء'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھ رہے ہیں۔'' (مسند ابو یعلیٰ رقم الحدیث 3425، حیات الانبیاء بیہقی ص 3، مجمع الزوائد ہیثمی ج8 ص 211، المطالب العالیہ رقم الحدیث 3452، تاریخ دمشق الکبیر ج15 ص 159 رقم الحدیث:3511، سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ للالبانی رقم الحدیث:621)(2)

امام ابو نعیم الاصفہانی نے اپنی کتاب ''حلیۃ الاولیاء'' میں روایت کیا ہے کہ ثابت بنانی نے حمید الطویل سے پوچھا: کیا تمہیں یہ علم ہے کہ انبیاء کے سوا بھی کوئی اپنی قبروں میں نماز پڑھتا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ (حلیۃ الاولیاء رقم الحدیث:2567 بیروت)

(3) امام ابو داؤد اور امام بیہقی نے حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے تمام دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے، تم اس دن میں مجھ پر بہ کثرت درود شریف پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود شریف مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، صحابہ کرام نے کہا: آپ پر ہماری صلوٰۃ کیسے پیش کی جائے گی حالاں کہ آپ کی ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی ہوں گی؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے اجسام کے کھانے کو حرام کر دیا ہے۔

(سنن ابو داؤد رقم الحدیث:1047، سنن النسائی رقم الحدیث: 1373، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:1085، مسند احمد ج4 ص 8، سنن الکبریٰ بیہقی ج3 ص 249، المستدرک للحاکم ج4 ص 560، کنز العمال رقم الحدیث:23301، البدایہ والنہایہ ج4 ص 258)

نوٹ: سنن ابن ماجہ اور البدایہ والنہایہ میں اس حدیث کے بعد یہ بھی ہے: اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اس کو رزق دیا جاتا ہے۔

(04) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس نے میری قبر کے پاس درود پڑھا اس کو میں خود سنتا ہوں اور جس نے مجھ پر دور سے پڑھا، وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔'' (اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ دور سے نہیں سن سکتے کیونکہ یہ

بھی حدیث میں ہے کہ کوئی شخص کہیں سے بھی درود پڑھے اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے۔ (جلاء الافہام از ابن قیم) فرشتہ کا درود پہنچانا آپ کے یا، درود کے اعزاز و اکرام کے لیے ہے جیسے فرشتے اللہ تعالیٰ کے پاس اعمال پہنچاتے ہیں) (شعب الایمان رقم الحدیث:1583، مشکوۃ المصابیح رقم الحدیث:934، جمع الجوامع للسیوطی رقم الحدیث:22356)

(5) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو تمام مخلوق کی سماعت عطا فرمائی ہے، وہ میری قبر پر کھڑا ہے۔ (التاریخ الکبیر للبخاری رقم الحدیث:892)

(6) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں ابو القاسم کی جان ہے، عیسیٰ بن مریم ضرور نازل ہوں گے، دراں حالیکہ وہ امام عادل ہوں گے، وہ ضرور صلیب کو توڑ دیں گے اور وہ ضرور خنزیر کو قتل کریں گے اور وہ ضرور لڑنے والوں کے درمیان صلح کروائیں گے اور وہ ضرور کینہ اور بغض کو دور کریں گے اور ضرور ان پر مال پیش کیا جائے گا سو وہ اس کو قبول نہیں کریں گے، پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر پکاریں: یا محمد! تو میں ان کو ضرور جواب دوں گا۔

(مسند ابو یعلیٰ رقم الحدیث:6584، المطالب العالیہ ج4 ص24 رقم الحدیث:4574، مجمع الزوائد ہیثمی ج ص5) حافظ ہیثمی نے کہا: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ احادیث نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ پر دلالت کرتی ہیں اور باقی انبیاء علیہم السلام کی حیات پر بھی، اور اللہ تعالیٰ نے شہدا کے متعلق فرمایا ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ۔ (سورۃ آل عمران آیت:169)

ترجمہ "جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کیے گئے ہیں ان کو مردہ گمان مت کرو بلکہ وہ زندہ ہیں، ان کو ان کے رب کے پاس سے روزی دی جاتی ہے" اور جب شہداء زندہ ہیں تو انبیاء علیہم السلام جو اُن سے بہت افضل اور اجل ہیں وہ بہ طریق اولیٰ زندہ ہیں اور بہت کم کوئی نبی ایسا ہوگا جس میں وصف شہادت نہ ہو، لہٰذا شہداء کی حیات کے عموم میں وہ بھی داخل ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اگر میں نو بار یہ قسم کھاؤں کہ نبی کریم ﷺ کو قتل کیا گیا تو میرے نزدیک اس سے بہتر یہ ہے کہ میں ایک بار یہ قسم کھاؤں کہ آپ کو قتل نہیں کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی بنایا ہے اور شہید بنایا ہے۔

(مسند ابو یعلیٰ رقم الحدیث:5207، مجمع الزوائد ہیثمی ج8 ص4-5، مسند احمد ج1 ص381، المستدرک للحاکم ج3 ص58، جامع المسانید والسنن مسند ابن مسعود رقم الحدیث:611)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس بیماری میں نبی کریم ﷺ وفات پا گئے اس میں آپ فرما رہے تھے: اے عائشہ! میں ہمیشہ اس کھانے کا درد محسوس کرتا رہا ہوں جو میں نے خیبر میں کھایا تھا (اُس طعام میں زہر ملا ہوا تھا) اور اس زہر کی وجہ سے اب میری رگ حیات منقطع ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 4428، جامع المسانید والسنن مسند عائشہ رقم الحدیث:1503)

نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کے متعلق مستند علمائے کرام کی تصریحات: علامہ شرف الدین نووی شافعی فرماتے ہیں: اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ انبیائے کرام علیہم السلام حج اور تلبیہ کس طرح کرتے ہیں حالاں کہ وفات پا چکے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام بہ منزلہ شہداء کے ہیں بلکہ ان سے افضل ہیں اور شہداء اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں۔

(صحیح مسلم مع حاشیہ نووی ج1 ص94 مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی)

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں: پس قرآن مجید کی صریح عبارت سے یا مفہوم موافق سے یہ ثابت ہو گیا کہ نبی کریم ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ امام بیہقی نے "کتاب الاعتقاد" میں کہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی روحوں کو قبض کرنے کے بعد ان کی روحوں کو لوٹا دیا جاتا ہے، پس وہ اپنے رب کے سامنے شہداء کی طرح زندہ ہیں۔

علامہ ابو عبد اللہ قرطبی (متوفی 668ھ) نے اپنے شیخ احمد بن عمر قرطبی (متوفی 656ھ) سے نقل کر کے کہا ہے کہ موت عدم محض نہیں، وہ صرف ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ شہداء اپنے قتل ہونے اور اپنی موت کے بعد زندہ ہوتے ہیں اور وہ خوش و خرم ہوتے ہیں اور یہ دنیا میں زندوں کی صفت ہے اور جب شہداء کو حیات حاصل ہے تو انبیائے کرام علیہم السلام تو ان سے زیادہ حق دار ہیں اور صحیح حدیث میں ہے کہ زمین انبیائے کرام علیہم السلام کے اجسام کو نہیں کھاتی اور معراج کی شب نبی کریم ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مسجد اقصیٰ میں جمع ہوئے۔ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام

کو قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

نبی کریم ﷺ نے یہ خبر بھی دی ہے کہ جو شخص بھی آپ کو سلام کرتا ہے اور آپ اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔اس کے علاوہ اور احادیث بھی ہیں اور ان تمام احادیث کے مجموعہ سے یہ قطعی یقین حاصل ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی موت کا یہ معنیٰ ہے کہ وہ ہماری نظروں سے غائب ہیں، ہر چند کہ وہ زندہ ہیں اور موجود ہیں اور ان کا حال فرشتوں کی طرح ہے، وہ بھی زندہ ہیں اور موجود ہیں اور ہماری نوع انسان میں سے کوئی بھی شخص ان کو نہیں دیکھتا ماسوا اولیاء اللہ کے، جن کو اللہ تعالیٰ نے کرامت کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ (التذکرۃ فی احوال الموتی والآخرۃ ج1 ص265-264، مطبوعہ دار البخاری)

اس کے بعد امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں: ہمارے اصحاب میں سے متکلمین اور محققین یہ کہتے ہیں کہ ہمارے نبی محمد ﷺ اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں اور آپ اپنی امت کی عبادات سے خوش ہوتے ہیں اور ان کے گناہوں سے ناخوش ہوتے ہیں اور آپ کی امت میں سے جو شخص آپ پر درود پڑھتا ہے، آپ اس کو سنتے ہیں اور انبیائے کرام علیہم السلام کا جسم بوسیدہ نہیں ہوتا، زمین اس میں سے کسی چیز کو نہیں کھاتی۔ اِن وجوہ سے ہمارے لئے یہ کہنا صحیح ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں۔

(انباء الاذکیا فی حیاۃ الانبیاء للسیوطی ص7-16)

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ وہ ہستی ہیں کہ جن کے بارے میں علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ امام سیوطی نے کہا ہے کہ میں نے ۷۵ مرتبہ بیداری کی حالت میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی اور بالمشافہ ملاقات کی ہے۔

(میزان الشریعۃ الکبریٰ ج1 ص44، لواقح الانوار القدسیہ ص17)

آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ امام سیوطی کا مقام کتنا بڑا ہے، جب امام سیوطی جیسے محدث لکھ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زندہ ہیں تو آج اگر کوئی غیر مقلد کہے کہ زندہ نہیں تو سمجھ لیں کہ یہ آج کا مفتی قرآن مجید واحادیث مبارکہ کی تحریف کا مرتکب ہو رہا ہے، ورنہ بڑے بڑے علمائے کرام، محدثین عظام، مفسرین علام کبھی بھی آپ کے زندہ ہونے کی بات نہ کرتے، باقاعدہ محدثین نے رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ پر کتب لکھی ہیں جو بہت زیادہ مشہور ہیں۔

ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔خود غیر مقلدین وہابیہ کے متقدمین کی اکثریت تو حیاۃ النبی فی القبر کی قائل تھی لیکن اس کے بعد منکرین پیدا ہوتے گئے اور اب اکثریت اس کی منکر ہو چکی ہے۔

غیر مقلدین کا نظریہ ملاحظہ فرمائیں:

(1) **ابن تیمیہ کا نظریہ:** والانبیاء احیاء فی قبورھم وقد یصلون اور انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ (مختصر الفتاویٰ لابن تیمیہ ص170)

(2) **علامہ شوکانی کا نظریہ:**

وانہ ﷺ حیّ فی قبرہ بعد موتہ کما فی حدیث الانبیاء احیاء فی قبورھم۔ نبی اکرم ﷺ وفات کے بعد اپنی قبر میں زندہ ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ استاد ابو منصور البغدادی نے فرمایا کہ ہمارے اصحاب میں متکلمین اور محققین کا ارشاد ہے کہ آنحضرت ﷺ وفات کے بعد زندہ ہیں۔ (نیل الاوطار للشوکانی ص5)

(03) **نواب صدیق حسن بھوپالی کا نظریہ:**

آپ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور اذان واقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ (الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ ص52)

(4) **وکیل وہابیہ جناب وحید الزماں کا نظریہ**

بس آنحضرت ﷺ مع جسم صحیح وسالم ہیں اور قبر شریف میں زندہ ہیں جو کوئی قبر کے پاس درود بھیجے یا سلام کرے تو آپ خود سن لیتے ہیں، اگر دور سے بھیجے تو فرشتے آپ تک پہنچا دیتے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ مترجم ج1 ص456 از علامہ وحید الزماں)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلے غیر مقلدین حیات النبی کے قائل تھے لیکن بعد میں اس کے منکر ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆11 رمضان المبارک 1439ھ 27 مئی 2018ء

☆☆☆

☆المتخصص فی الفقہ والافتاء دار العلوم نعیمیہ کراچی (پاکستان)

حالات حاضرہ

رویت ہلال اور آج کی دنیا

محمد عبدالمبین نعمانی قادری*

رمضان شریف اور عید کے موقع پر چاند کے تعلق سے بڑی ہنگامہ آرائیاں ہوتی رہتی ہیں۔ یہ کچھ تو عوام کے مسائل شریعت سے ناواقفی کی وجہ سے اور کچھ کم پڑھے لکھے اور غیر محتاط علماء وائمہ مساجد کی وجہ سے ہوتا ہے اور کچھ لوگ محض ریس کی وجہ سے قوم میں اختلاف برپا کرتے ہیں اور ان کی کوشش ہوتی ہے کہ عوام میں ان کی واہ واہی ہو، اور عوام ان کی جھولی میں جاتے نظر آئیں۔

علماء اور ائمہ کو خاص طور سے رمضان شریف قریب آتے ہی فقہی کتابوں میں رویت ہلال کے مسائل کو دیکھ لینا چاہیے، اس سے مسائل کے حل میں بڑی آسانی ہوگی۔ یہ حقیقت ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ خاص طور سے موبائل فون، واٹس اپ، فیس بک وغیرہ نے بڑے مسائل کھڑے کر دیے ہیں۔ فقہ وفتاویٰ کے ماہرین کو چاہیے کہ اس سلسلے میں شرعی اصولوں کے ساتھ حالات حاضرہ پر بھی توجہ دے کر مسائل کا حل نکالیں اور بہرصورت عوام الناس کو چاہیے کہ علماء ومفتیانِ کرام کے فیصلوں کا احترام کریں۔ شریعت میں اپنی رائے کو دخل دینے کی ہرگز کوشش نہ کریں۔ ماہ شوال یعنی عید الفطر کے ثبوت کے لیے شریعت نے سخت اصول رکھے ہیں، لیکن ماہ رمضان المبارک کے چاند کے ثبوت کے لیے تخفیف کا اصول ہے۔ اس کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ "بہارِ شریعت" میں فرماتے ہیں: ہر گواہی میں یہ کہنا ضروری ہے کہ "گواہی دیتا ہوں" کہ بغیر اس کے شہادت نہیں مگر، ابر میں رمضان کے چاند کی گواہی میں اسے کہنے کی ضرورت نہیں، اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے اس رمضان کا چاند آج یا کل یا فلاں دن دیکھا ہے۔ یوں ہی اس کی گواہی میں دعویٰ، مجلسِ قضا، حاکم (قاضی) کا حکم بھی شرط نہیں، یہاں تک کہ اگر کسی نے حاکم کے یہاں گواہی دی تو جس نے اس کی گواہی سنی اور اس کو بظاہر معلوم ہوا کہ یہ عادل ہے، اس پر روزہ رکھنا ضروری ہے۔ اگر چہ حاکم کا حکم (قضا کا فیصلہ) اس نے نہیں سنا ہو مثلاً حکم دینے سے پہلے ہی چلا گیا ہو۔

اور فرماتے ہیں کہ "ابر اور غبار میں رمضان کا ثبوت ایک مسلمان، عاقل، بالغ، مستور یا عادل شخص سے ہو جاتا ہے۔ وہ مرد ہو خواہ عورت، آزاد ہو یا باندی، غلام یا اُس پر تہمتِ زنا کی حد ماری گئی ہو، جب کہ توبہ کر چکا ہو۔ عادل ہونے کے معنیٰ یہ ہیں کہ کم سے کم متقی ہو، یعنی کبائر (بڑے گناہ) سے بچتا ہو، صغیرہ (چھوٹے گناہ) پر اصرار نہ کرتا ہو اور ایسا کام نہ کرتا ہو جو مروت کے خلاف ہو۔ مثلاً، بازار میں کھانا وغیرہ۔ فاسق اگرچہ رمضان کے چاند کی گواہی دے اس کی گواہی قابل قبول نہیں، رہا یہ کہ اس کے ذمہ گواہی دینا لازم ہے یا نہیں۔ اگر امید ہے کہ اس کی گواہی قاضی قبول کر لے گا، تو اسے لازمی ہے کہ گواہی دے۔ مستور یعنی جس کا ظاہر حال مطابق شرع ہے، مگر باطن کا حال معلوم نہیں، اس کی گواہی بھی غیر رمضان میں قابل قبول نہیں۔ (درمختار)

جس عادل شخص نے رمضان کا چاند دیکھا اُس پر واجب ہے کہ اسی رات میں شہادت ادا کر دے یہاں تک کہ اگر لونڈی یا پردہ نشین عورت نے چاند دیکھا، تو اس پر گواہی دینے کے لیے اسی رات میں جانا واجب ہے۔ یوں ہی آزاد عورت کو گواہی دینے کے لیے جانا واجب ہے۔ اس کے لیے شوہر سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں، مگر یہ حکم اس وقت ہے جب اس کی گواہی پر ثبوت موقوف ہو کہ بے اس کی گواہی کے کام نہ چلے گا ورنہ کیا ضرورت؟ (بہار شریعت، حصہ ۵، ص ۱۰۷ (ایک سو سات) فاروقیہ بک ڈپو، دہلی) رویت کے باقی مسائل بہار شریعت حصہ ۵ رمیں دیکھیں۔

مذکورہ مسائل صاف بتاتے ہیں کہ رمضان کے چاند کے لیے وہ شدید حکم نہیں ہے جو عید کے چاند کے لیے ہے۔ آج کل چاند کے سلسلے میں جو اتھل پتھل ہے غور کیا جائے تو اس کا حل یوں بآسانی نکل سکتا ہے کہ حضور نے فرمایا

صوموا لرؤيته و افطروا لرؤيته فان غمّ عليكم

فاكملوا عدة شعبان ثلثين۔

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، حدیث، 1909)

ترجمہ: چاند دیکھ کر روزہ رکھو، چاند دیکھ کر روزہ ختم کرو، پھر اگر چاند (ابر یا غبار کی وجہ سے) چھپا رہ جائے، دیکھنے میں نہ آئے تو شعبان کی تیس تاریخیں پوری کرو۔

آج سے تیس چالیس سال پیشتر جب موبائل وغیرہ آلات عام نہیں ہوئے تھے، اس وقت ریڈیو سے ضرور اعلان ہوجاتا تھا کہ فلاں جگہ چاند دیکھا گیا، فلاں جگہ چاند کا اعلان کیا گیا لیکن محض ریڈیو کے اعلان پر پورے ہندوستان میں نہ کہیں روزہ رکھا جاتا تھا نہ کہیں عید منائی جاتی تھی۔ شاذ و نادر کچھ اختلاف پسند حضرات اُس وقت بھی مقابلے اور شہرت کی دھن میں کہیں کہیں چاند ہونے کا اعلان کردیتے تھے لیکن ان کی بہت کم سنی جاتی تھی۔ زیادہ تر مسلمان خود چاند دیکھنے یا شرعی گواہی کی بنیاد پر اعلان کا اعتبار کرتے۔ آج واٹس اپ اور انٹرنیٹ کے زمانے میں بھی اسی روش پر چلا جائے تو اختلافات بہت حد تک دور، یا ختم ہو سکتے ہیں۔ ایسے موقعے پر آج بھی اگر اُن آلات کا سہارا لے کر کچھ قریب پاس کی گواہیاں لے کر علما اور شرعی قاضی حضرات اعلان کریں تب بھی اختلافات کی زیادہ گنجائش نہیں رہے گی لیکن واٹس اپ یا انٹر نیٹ کے ذریعہ بہت دور کے صوبہ جات یا علاقے سے خبریں لے کر بے باکی کے ساتھ اعلان کردینا اور امت میں اختلاف کا بیج بو دینا میں نہیں سمجھتا کہ دین کا کوئی بڑا یا اہم کام ہے۔

اس سال رمضان 1439ھ مطابق 2018 کے چاند میں کچھ ایسا ہی کا معاملہ رہا، کیوں کہ آسام، بنگال، اڑیسہ، بہار، جھارکھنڈ، اتر پردیش، چھتیس گڑھ، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، راجستھان اور دوسرے بہت سے صوبہ جات میں جن میں اکثر مقامات پر مطلع بالکل صاف تھا، بالکلیہ چاند نظر نہیں آیا۔ اس کے باوجود تامل ناڈو، کرناٹک کیرلا کے بعض چھوٹے مقامات کی خبریں انٹرنیٹ کے ذریعہ لے کر کے مذکورہ صوبہ جات میں چاند کا اعلان کرکے ہنگامہ بپا کردینا نہ دانش مندی ہے نہ شرعی ذمہ داری سے عہدہ برآری اور شریعت نے ہمیں اس کا مکلف بھی نہیں کیا ہے کہ ہم کھینچ تان کر چاند کا اعلان کرکے پرامن ماحول کو خراب کریں اور گروہی عصبیت کا ثبوت دیں۔

حضور کا جو فرمان ذکر کیا گیا اُس سے اس بات کا بھی جواب ہوگیا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ایک ہی دن روزہ اور ایک ہی دن عید ہونا چاہیے، یہ سوچنا بالکل غلط ہے، شریعت نے اور اسلام نے ہمیں اس کا کہیں حکم نہیں دیا ہے اور اس میں دشواریاں بھی بہت ہیں اور حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے: إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ (بخاری) کہ دین آسان ہے۔

لہٰذا سرکار ﷺ کے فرمان پر چلنے ہی میں عافیت اور آسانی ہے۔ کچھ لوگ پورے ملک میں ایک ساتھ روزہ اور ایک ساتھ عید کی بات کرتے ہیں، بظاہر اُن کی باتیں بہت اچھی لگتی ہیں، ملک ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں ایک ساتھ روزہ اور عید کی بات کرنی چاہیے۔ بظاہر یہ بات بھی بہت اچھی معلوم ہوتی ہے مگر اس میں فنی اور ٹیکنیکل کتنی خرابیاں اور دشواریاں پیش آئیں گی، اس کا اندازہ کچھ پڑھے لکھے لوگ ہی لگا سکتے ہیں۔ عوام الناس کو تو یہی چاہیے کہ شریعت کے معاملے میں اپنی رائے اور اپنے مشوروں کو اپنے پاس ہی رکھیں تو بہتر ہے، افسوس کہ آج ہر آدمی بے پڑھے لکھے عالم اور مفتی بننے کا خواب دیکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو شریعت کی صحیح سمجھ عطا فرمائے، اور شریعت کی فراہم کردہ سہولیات سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔ اپنے ثقہ علماء اور شرعی قاضیوں کی رہنمائی اور فیصلوں پر عمل کرنے کا سچا جذبہ عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

☆ نعمانی منزل، چریا کوٹ، ضلع مئو (یوپی)

خصوصی شمارہ کے لئے مضامین بھیجیں

ماہ نامہ کنز الایمان ذی قعدہ کا شمارہ، حضرت مفتی محمود احمد رفاقتی قادری علیہ الرحمہ کے حوالے سے خصوصی شمارہ ہوگا۔ اہل قلم اساتذہ، ان کے تلامذہ، مریدین علماء و عقیدت مند حضرات اپنی معلومات اور تاثرات لکھ کر بھیجیں۔ ان کی تاریخ نویس شخصیت اور تاریخی خدمات پر خاص توجہ دیں۔ ان کے منتخب خطوط اور یادگار تاریخی تحریریں بھی ارسال کر سکتے ہیں۔ ۳۰؍شوال سے پہلے اپنے مضامین بھیج دیں۔ ان سے ہوئے منفرد مکالمہ اور گفتگو کو بھی تحریری صورت میں بھیج سکتے ہیں۔

kanzuliman.delhi@gmail.com (ادارہ)

پس منظر



موٹا پتلا چاند دیکھ کر فیصلہ سنانا

نثار احمد مصباحی*

امام طبرانی المعجم الاوسط میں ایک حدیث حسن، روایت فرماتے ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مِن إقترابِ الساعة أن يرى الهلال قبلا فيقال لليلتين، وأن تتخذ المساجد طرقاً. وأن يظهر موت الفجأة. امام مناوی التنویر شرح الجامع الصغیر میں اس کی شرح میں فرماتے ہیں: (من اقتراب الساعة أن يرى الهلال قبلاً) بفتح القاف والباء الموحدة أي ساعة ما يطلع، لعظمته ووضوحه من غير أن يتطلب. (فيقال: لليلتين) أي يقول من رآه: إنه لليلتين وما هو إلا لليلة.

یعنی قیامت کی نشانی ہے کہ نیا چاند نکلتے ہی اپنے موٹے اور واضح ہونے کی وجہ سے بغیر تلاش کیے فوراً نظر آ جائے گا تو کہا جائے گا کہ یہ دو راتوں کا ہے (حال آں کہ وہ دو رات کا نہیں بلکہ اُسی رات کا بالکل نیا چاند ہوگا) اور قیامت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ مسجدوں کو راستہ بنا لیا جائے گا، اچانک ہونے والی موت کی کثرت بھی ہوگی۔

امام طبرانی المعجم الصغیر میں ایک حدیث صحیح روایت فرماتے ہیں: منِ اقتراب الساعة انتفاخ الأهلة وأن يرى الهلال لليلته فيقال: لليلتين. قیامت کے قریب ہونے کی ایک نشانی نئے چاند کا موٹا ہونا بھی ہے اور یہ کہ چاند اُسی رات کا ہوگا پھر بھی کہا جائے گا کہ دو راتوں کا ہے۔

صحیح مسلم شریف کتاب الصوم میں ایک حدیث ہے:

عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ بَعَثَتْهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ. قَالَ: فَقَدِمْتُ الشَّامَ فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا وَاسْتُهِلَّ عَلَيَّ رَمَضَانُ وَأَنَا بِالشَّامِ. فَرَأَيْتُ الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ. ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي آخِرِ الشَّهْرِ. فَسَأَلَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ فَقَالَ: مَتَى رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ؟ فَقُلْتُ: رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ. فَقَالَ: أَنْتَ رَأَيْتَهُ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ. وَرَآهُ النَّاسُ. وَصَامُوا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ. فَقَالَ: لَكِنَّا رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ. فَلَا نَزَالُ نَصُومُ حَتَّى نُكْمِلَ ثَلَاثِينَ أَوْ نَرَاهُ. فَقُلْتُ: أَوَلَا تَكْتَفِي بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ وَصِيَامِهِ؟ فَقَالَ: لَا. هَكَذَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت کریب (تابعی) کو ام الفضل بنت حارث نے ایک کام سے حضرتِ امیر معاویہ کے پاس ملکِ شام بھیجا۔ (یہ حضرتِ امیر معاویہ کے زمانۂ خلافت کا واقعہ ہے) حضرتِ کریب وہاں گئے۔ کام کیا، اسی دوران وہاں رمضان کا چاند نظر آ گیا۔ فرماتے ہیں کہ جمعہ کی رات (29 شعبان کو) مَیں نے چاند دیکھا پھر مہینے (یعنی رمضان) کے آخر میں مَیں مدینہ شریف واپس آیا۔ حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے رمضان کے نئے چاند کا تذکرہ ہوا تو انھوں نے پوچھا: تم لوگوں نے وہاں چاند کب دیکھا؟ مَیں نے کہا: ہم نے جمعے کی رات اسے دیکھا۔ عبداللہ بن عباس نے پوچھا: تم نے خود دیکھا؟ کریب نے جواب دیا ہاں مَیں نے خود دیکھا، لوگوں نے بھی دیکھا پھر جمعہ کو تمام لوگوں اور خلیفۂ وقت امیر معاویہ نے بھی روزہ رکھا۔ اس پر حضرتِ عبداللہ بن عباس نے فرمایا لیکن ہم نے تو سنیچر کی رات چاند دیکھا، تب سے ہم روزہ رکھ رہے ہیں۔ اب ہم (سنیچر کے اعتبار سے) یا تو تیس روزے پورے کریں گے یا (29 ہی کو) چاند دیکھ لیں گے۔ مَیں نے عرض کی: کیا (حاکم اسلام) امیر معاویہ کا چاند دیکھنا اور (جمعہ ہی کو) روزہ رکھنا آپ کے لیے کافی نہیں؟ حضرتِ عبداللہ ابن عباس نے فرمایا: نہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اِسی کا حکم دیا ہے۔ (صحیح مسلم شریف)

صحیح مسلم شریف میں ہی ایک اور حدیث پاک ہے:

(بابُ بيان أنه لا اعتبار بكبر الهلال وصغره وأن الله تعالى أمده للرؤية فإن غم فليكمل ثلاثون)

1088 - عن أبي البختري قال خرجنا للعمرة. فلما نزلنا

ببطن نخلة. قال: تراءينا الهلال. فقال بعض القوم: هو ابن ثلاث. وقال بعض القوم: هو ابن ليلتين. قال: فلقينا ابن عباس، فقلنا: إنا رأينا الهلال فقال بعض القوم هو ابن ثلاث وقال بعض القوم هو ابن ليلتين فقال: أي ليلة رأيتموه؟ قال: فقلنا: ليلة كذا و كذا. فقال: إن رسول الله ﷺ قال: إن الله مده للرؤية فهو لليلة رأيتموه.

ابو بختری بیان کرتے ہیں، ہم عمرے کے لیے نکلے جب ہم بطن نخلہ تو ہم نے چاند دیکھنے کی کوشش کی۔ کچھ لوگوں نے چاند دیکھ کر کہا کہ یہ تین دن کا ہے۔ کچھ نے کہا کہ یہ دو دن کا ہے پھر ہماری ملاقات حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہوئی۔ ہم نے عرض کی: ہم نے چاند دیکھا تو کوئی اسے تین دن کا کہہ رہا تھا کوئی اسے دو دن کا کہہ رہا تھا۔ حضرت ابن عباس نے پوچھا: تم نے کس دن دیکھا؟ ہم نے کہا: فلاں دن دیکھا تو آپ نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ نے رویت کے لیے اسے موٹا کر دیا ہے، وہ اسی دن کا ہے جس دن تم نے دیکھا ہے۔ (كتاب الصوم، باب بيان أنه لا اعتبار بكبر الهلال وصغره)

نئے چاند کے موٹے اور دیر تک رہنے کا فلسفہ بگھارنے والے ان احادیث کو پہلے دیکھیں پھر خدا توفیق دے تو دینی احکام سمجھنے کی کچھ کوشش کریں۔ بلا وجہ کا ڈرامہ اور جاہلانہ ہنگامہ کر کے مسلمانوں کے اس مقدس مہینے کے قیمتی لمحات ضائع نہ کریں۔

☆☆☆

☆ برکت العلوم، نواری، نیا بازار، جہانگیر گنج، امبیڈکر نگر (یوپی)
9450367174

بقیہ ص ۱۶ / کا:

عام مسلمانوں کے حقوق: ارشاد نبوی ہے: مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔ (صحیح بخاری ج ۱، ص ۳) ہاتھ سے محفوظ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ناحق کسی مسلمان کو نہ مارے یا اُس کے خلاف کچھ نہ لکھے اور زبان سے محفوظ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اسے گالی نہ دے اس کی چغلی نہ کھائے اور اس کی غیبت نہ کرے۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے: حضور سید المرسلین ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ پیسے ہوں نہ سامان۔ سرکار نے فرمایا (حقیقی) مفلس وہ نہیں بلکہ مفلس تو وہ ہے جو قیامت کے دن نماز و روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا۔ اِس حال میں کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال (ناحق) کھالیا ہوگا، کسی کا خون (ناحق) بہایا ہوگا یا کسی کو مارا ہوگا تو اب انہیں راضی کرنے کے لئے اس شخص کی نیکیاں ان مظلوموں کے درمیان تقسیم کی جائیں گی پھر اس ظالم کی نیکیاں ختم ہونے کے بعد بھی اگر لوگوں کے حقوق اس پر باقی رہ جائیں تو اب حق داروں کے گناہ اس ظالم پر لاد دیے جائیں گے یہاں تک کہ دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ، ص ۴۳۵)

حضرت اوس بن شرجیل سے روایت ہے: انھوں نے حضور سید المرسلین ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ظالم کو طاقت پہنچانے کے لئے اس کا ساتھ دے یہ جانتے ہوئے کہ وہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۳۶)

یعنی وہ کامل مسلم ہونے سے نکل جاتا ہے اور بہت سے لوگوں کا مزاج ایسا ہے بھی کہ ظالم اگر مالی اعتبار سے مضبوط ہو یا دنیاوی جاہ و جلال رکھتا ہو تو وہ اس کی تائید و حمایت میں بہت سبقت کرتے ہیں محض دنیاوی منفعت کی لالچ میں حالاں کہ یہ حقیقت میں بہت بڑے خسارے کی بات ہے۔

☆☆☆

☆ استاذ جامعہ ضیائیہ فیض الرضا، ددری، ضلع سیتا مڑھی (بہار) 8051565474

دعوتِ فکر



تفضیلی اور تفسیقی فتنے پر چشم کشا تحریر

مفتی محمد عرفان الحق نقشبندی*

نوٹ: مضمون کے ہر جملے سے اتفاق نہیں اور ہر جملے سے اتفاق ضروری بھی نہیں لیکن مجموعی اعتبار سے اِس مضمون میں جس درد کا اظہار کیا گیا ہے وہ بالکل درست اور بجا ہے۔ **ضروری تنبیہ:** اِس مضمون میں جو سید مظفر شاہ کا نام اِس دلدل میں پھنسنے والوں میں شمار کر لیا گیا ہے وہ درست نہیں۔ سید مظفر شاہ تفضیلی اور تفسیقی فتنے میں مبتلا نہیں بلکہ اس کا مقابلہ کرنے والوں میں سے ہیں۔ نثار احمد مصباحی

سوادِ اعظم اہل سنت کا شیرازہ جس تیزی سے بکھر رہا ہے اس کا اندازہ ابھی تک ہمارے اربابِ محراب و منبر کو صحیح معنوں میں نہیں ہوا ہے۔ ہمارے اکثر سادات پیروں کے ذہن میں یہ بات بٹھادی گئی ہے کہ حضرت امیر معاویہ ان کے خاندانی دشمن ہیں جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ تفضیلیت کی ہوا جس تیزی سے چل رہی ہے مجھے لگتا ہے ابھی تک ہمارے علما کو اُس کا صحیح معنوں میں ادراک نہیں۔ مجھ نکّے کے یہ الفاظ یاد رکھ لیں کہ

"تفضیلی کبھی تفضیلی نہیں رہتا، ترقی کر کے رافضی بن جاتا ہے، تفضیلیت رفض کی ابتدائی سیڑھی ہے۔"

اہل سنت کی ایک خاموش اکثریت اس فتنے کے زیر اثر آچکی ہے جس کے ذمہ داران، بجا طور پر وہ سادات ہیں جن کی رشتے داریاں رافضیوں کے ساتھ ہیں۔ میں اپنی آنکھوں سے وہ طوفان دیکھ رہا ہوں کہ جب علما خاموش تماشائی بن کر فتنۂ تفضیلیت کو جائز قرار دیں گے یا ،رب کی رضا سمجھ کر اپنے نکر پانی میں لگے رہیں گے؟

ہم نے جس قدر سمجھا ہوا ہے حالات اس سے کہیں زیادہ خطرناک ہو چکے ہیں۔ جس بیشے میں اہل سنت کے حشمت علی نامی شیر رہتے تھے اب اس بیشے کو چاروں اطراف سے تفضیلیت کی آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا (ہے) مشاورت کرتے کرتے بہت دیر ہو چکی ہے۔ آمدن، نشستن، برخاستن، نتیجہ: صفر۔ تفضیلیوں کے خلاف (علمائے اہل سنت کی طرف سے) ادبی، الزامی، علمی، تادیبی اور تحقیقی مارشل لاء کی ضرورت ہے۔ اب مصنفین، ادیب اور قلم کاروں کو آگے آنا چاہیے۔ اب بے لاگ نشتر چلانے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم اکابر کی راہ تکتے رہیں تو قیامت قائم ہو جائے گی، یہ نہ خود کام کرتے ہیں اور نہ ہی دوسروں کو کرنے دیتے ہیں۔ ان کو بس ہاتھ چومانے کے لیے ایک نامی گرامی عہدے کی ضرورت ہے۔ یہ اکابر ہماری راہوں کے مقدس پتھر ہیں، ان کو چوم کر تفضیلیت کو گاجر مولی کی طرح کاٹ ڈالیں پھر چاہے راستے میں سگا باپ کیوں نہ ہو، ابو عبیدہ بن جراح کی سنت ادا کریں۔ اگر ایسا نہیں کر سکتے تو کم از کم قلم موجود ہے، اس کا بھرپور استعمال کیا جائے اور جو صاحب لسان اہل علم ہیں اپنے جلسوں میں ان مکاروں کا نام لے کر علمی انداز میں مذمت کریں۔

لیکن سوال پھر وہی ہے کہ بلی کے گلے میں گھنٹی باندھے کون؟ یقین کریں ایک جلسے میں ایک نکیر (نقیب) محفل ایسی تفضیلی گفتگو کر رہا تھا، بندہ نے اس سے زبردستی مائیک چھین کر کہا کہ یہ اہلِ سنت کا ذمے دار ادارہ (ہے) شیعوں کا ایمان بگاڑہ (امام بارگاہ) نہیں۔ یقین کریں وہ نقیب محفل پھر کبھی میرے سامنے اسٹیج پر نہیں آیا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے تنِ تنہا فتنۂ دیوبندیت کا مقابلہ کیا جب کہ ہماری بے حسی کا عالم یہ ہے کہ ہم من حیث الجماعۃ بھی اپنی ذمہ داریوں کو نہیں پورا کر رہے ہیں۔ میری دانست میں ہمیں اپنے ذاتی تعلقات زیادہ عزیز ہیں جس کی وجہ سے ہماری زبانیں گنگ ہو چکی ہیں۔ ہمارے ایک ہمسایہ ملک (ایران) کی اس تمام تر صورتِ حال پر گہری نظر ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ہمارے بکاؤ ملاؤں کے لیے باقاعدہ فنڈنگ ہو رہی ہے۔ ایک پوری کھیپ تیار ہو چکی ہے۔ باوثوق ذرائع کے مطابق سید ریاض شاہ، مفتی محمد خان قادری، حنیف قریشی، پیر انور شاہ گیلانی آف صدرہ (وغیرہ) بہت بڑے نام اس دلدل میں گرفتار ہو چکے ہیں بلکہ نہایت افسوس تو اس بات کا ہے کہ پیر آف صدرہ انور گیلانی جو، دراصل بخاری ہیں، علمی طور پر بھی یتیم ہیں۔ انہوں نے تو اپنے ایک بیان میں حضرت

امیر معاویہ پر تبرابازی کی انتہا کرتے ہوئے ان کی صحابیت پر بھی حرف اٹھایا ہے اور انہیں معاذ اللہ چھپا منافق تک کہا ہے۔

ہمیں اب کھل کر اُن نام نہاد پیروں، خطیبوں، رہنماؤں سے جان چھڑا کر صحابہ کی عزت و ناموس پر پہرہ دینا چاہیے۔ ہمارے آدھے سے زیادہ پیر تو خیر سے مریدین کے بوہلوں (نذرانوں) سے یوں بدمست ہو چکے ہیں کہ انہیں شکاری کتوں، ریچھ و خنزیر لڑانے سے فرصت نہیں اور جو بچے کھچے ہیں وہ تفضیلیت کے نرغے میں ہیں۔ اس وقت علما پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر حضرت امیر معاویہ کا دفاع کریں بلکہ اساتذہ اور پیران عظام اپنے عقیدت مندوں کو اس بارے میں حقائق سے روشناس کرائیں اور ہمارے سنی مدارس کے اتحادات مثلاً تنظیم المدارس، علماء بھیرہ شریف، منہاج القرآن، دعوت اسلامی وغیرہم بھرپور کردار، ادا کریں، ورنہ اللہ تعالی کے حضور سخت طلبی ہوگی۔

السلام رمضان المبارک 1439ھ

☆☆☆

☆مہتمم دارالعلوم حنفیہ رضویہ سیمنٹ فیکٹری ڈیرہ غازی خان (پاکستان)

معذرت نامہ: میں نے اپنے تفضیلیت والے مضمون میں مظفر شاہ کا نام بعض غلط فہمیوں کی بنا پر لکھ دیا، اب معتبر و معتمد علماء نے ان کے متعلق میرا دامن صاف کر دیا ہے، اس لیے ان کا نام اپنے مضمون سے حذف کر رہا ہوں۔ عرفان

☆☆☆

کلیۃ فاطمۃ الزھراء، ذاکر نگر دھلی میں استقبال رمضان کی محفل

جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء کے زیر اہتمام کلیۃ فاطمۃ الزہراء گلی نمبر ۱۸، رضا چوک ذاکر نگر نئی دہلی میں ''استقبال رمضان'' کی محفل منعقد ہوئی جس میں اصلاح معاشرہ اور بالخصوص مسلم خواتین کو مسائل رمضان، روزے کی اہمیت اور ماہ رمضان کی خصوصیت کے حوالے سے کلیہ کی معلمات اور مبلغات نے خطاب کیا، مسائل بیان کیے اور عبادت کی تلقین کی۔ اس میں جامعہ نگر و اطراف کی کثیر تعداد میں عورتوں نے شرکت کیا۔ مجلس کا آغاز کلام پاک و نعت رسول سے کیا گیا۔

اس مجلس کی صدارت قائد اہل سنت حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی بہو و کلیہ فاطمۃ الزہراء کی نگراں محترمہ عطیہ بانو صاحبہ (زوجہ فیض ربانی صاحب) نے کی، انھوں نے عورتوں کو حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد بالخصوص والدین کی عزت و احترام اور ان کی خدمت کرنے کی تلقین کی، والدین چاہے ماں باپ یا ساس سسر کی شکل میں ہوں، والدین کی خدمت ہم پر لازم ہے، ان کو تکلیف پہنچانا رب کے غضب و عذاب کا سبب ہوتا ہے۔ مجلس کی سرپرستی غلام آسی پیا علیہ الرحمہ کی صاحبزادی محترمہ شاہدہ مبین صاحبہ نے کیا۔ آپ نے روزوں کے ساتھ نماز کی پابندی کے فوائد بیان کیے کہ اس کے مثبت اثرات ہمارے گھر اور معاشرے پر کس قدر ہوتے ہیں اس کی اہمیت پر گفتگو کی، کہ جس طرح رمضان المبارک میں نماز کی پابندی کرتے ہیں، اسی طرح رمضان کے بعد بھی کرتے رہیں۔ کلیہ فاطمہ کی معلمہ محترمہ ام حبیبہ برکاتی صاحبہ نے رمضان کے روزوں کے فضائل، زکوۃ کے مسائل اور معاشرے کی اصلاح پر بیان کیا۔ محترمہ کنیز فاطمہ نے نعت رسول ﷺ پیش کیا۔

اس کے بعد خواتین خیر خواہی اور ان کی تعلیم و تربیت میں کوشاں چند مقامی خواتین کو کلیہ فاطمہ کی جانب سے اعزازیہ کے طور پر حوصلہ افزائی کے لئے شال اور طغریٰ پیش کیے گئے۔ اخیر میں جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء اور کلیہ فاطمہ کے ڈائرکٹر مولانا محمود غازی الازہری نے رمضان المبارک کے مسائل کو مزید وضاحت اور تفصیل کے ساتھ بیان کیا پھر زکاۃ کے وجوب اور اس کے مستحقین کے متعلق بتایا پھر مستقبل میں عورتوں کے لئے چھ ماہ، ایک سال اور چار سالہ معلمہ کورس کا اعلان بھی ہوا۔ یہ کورس کلیہ میں پہلے بھی رائج رہا ہے مگر آئندہ سال سے چھ ماہ اور ایک سالہ کورس کی ابتدا کی جائے گی تاکہ عام اور گھریلو عورتیں بھی دین کے ضروری مسائل اور قرآن کی تلاوت سے واقف ہو جائیں۔

اجلاس میں محترمہ نسیمہ بانو (دفتر انچارج کلیہ فاطمہ) نے طلبات کے ساتھ مل کر نظامت کے فرائض انجام دیے جبکہ معلمہ احمدی مظفر صاحبہ اور محترمہ شائستہ خان نے دیگر موضوعات پر خواتین کی رہنمائی کی۔

رپورٹ: سیماب اختر فیضی، جامعہ حضرت نظام الدین اولیا، ذاکر نگر، نئی دہلی۔ ۲۵، 9990123536

شخصیات اسلام

اسلاف شناسی

سید حسین علی رضوی اجمیری اور خانوادۂ رضا

تحریک اسلاف شناسی کی ایک اہم خدمت یہ ہوگی کہ "انجمن تبلیغ محب خواجہ مشن ہند اجمیر" اور "اصلاح کمیٹی" کو زندہ کیا جائے

محمد اسلم رضا قادری*

حضرت مولانا سید حسین علی رضوی کی ولادت با سعادت[1] برصغیر ہندو پاک کی روحانی دار السلطنت اجمیر مقدس میں ہوئی۔ آپ گردیزی سید ہیں۔ آپ کا شجرۂ نسبت مولائے کائنات امیر المومنین حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ملتا ہے۔ سلسلۂ نسب اس طرح ہے:

حضرت مولانا سید حسن علی رضوی بن سید صدیق علی بن سید لعل محمد بن سید زماں بخش بن سید سوات علی بن سید عاشور علی بن سید شکر اللہ بن سید فیض اللہ بن سید محب اللہ بن سید مٹھا بن سید عبدا بن سید دانیال عرف دان بن سید محمد بن سید مصطفیٰ بن سید مسعود بن سید وجیہ الدین بن سید محبوب احمد عرف بہلول بن حضرت سید خواجہ فخر الدین گردیزی بن[2] سید شہاب الدین بن سید احمد بن سید صدر الدین بن سید نظام الدین بن سید ابوالفتح بن سید ابوالقاسم بن سید جمال الدین بن سید حسین بن سیدنا امام موسیٰ کاظم بن سیدنا امام جعفر صادق بن سیدنا امام محمد باقر بن سیدنا امام زین العابدین بن امام عالی مقام حضرت امام حسین بن امیر المومنین حضرت سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ[3]

حضرت مولانا سید حسین علی رضوی کا یہ سلسلہ نسب حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ تک پہنچ کر سرکار غریب نواز رضی اللہ عنہ سے مل جاتا ہے۔ آپ کے مورث اعلیٰ حضرت خواجہ سید فخر الدین چشتی حضرت عثمان ہارونی کے مرید تھے اور انہی کے حکم سے سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہندستان تشریف لائے[4]

حضرت مولانا سید حسن علی رضوی کے والد ماجد کا سایۂ شفقت بچپن ہی میں قریب چودہ سال کی عمر میں اٹھ گیا تھا۔ آپ موضع بیر ضلع اجمیر شریف کے جاگیردار تھے۔ یہ جاگیر آپ کو اپنے نانا سے وراثت میں ملی تھی چونکہ آپ اپنے نانا کے اکلوتے نواسے تھے[5] آپ "وکیل جاورہ" کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ خود فرماتے ہیں:

"گلشن آباد ریاست جاورہ کا وکیل میں ہوں اور یہ وراثت مجھے اپنے ننہال سے وراثتاً پہنچی ہے۔ اس ریاست کے سابق وکیل سید امیر اللہ صاحب مرحوم تھے ان کے کوئی اولاد نرینہ نہ ہوئی۔ کالی بی بی زوجہ سید اصغر علی ان کی دختر تھیں وہ بھی اولاد نرینہ سے محروم رہیں۔ ان کے دختر کمال بی بی ہوئیں۔ انھوں نے بھی صرف ایک صاحبزادی آمنہ بی بی وارث چھوڑیں جو میری والدہ محترمہ تھیں[6]

وکیل جاورہ: نواب صاحب ریاست جاورہ محمد اسماعیل خاں بہادر نے تیس سال تک رعایا پروری کی اور سید صاحب قبلہ کی معرفت حاضری دربارِ خواجہ کا سلسلہ جاری رکھا۔ وہ آپ کو اپنا وکیل دعا گو مانتے تھے اور اچھی قدرت ومنزلت کرتے تھے۔ قیمتی تحائف اور نذورات پیش کرتے تھے اور سال میں ایک بار اپنی ریاست میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے دعوت دیتے تھے۔ ایک مرتبہ سید صاحب قبلہ کو ایک ہاتھی بھی نذر کیا۔ یہ بالکل انوکھی نذر تھی مگر شاہانہ شانِ آستانہ کے مطابق تھی۔ ان کے بعد ۱۹۰۶ء میں نواب محمد افتخار علی خاں صاحب، بہادر جاورہ سلطنت پر رونق افروز ہوئے اور سید صاحب قبلہ کے توسل چار مرتبہ حاضر دربار خواجہ ہوئے اسی بنا پر لوگ آپ کو "وکیل جاورہ" کہنے لگے[7]

سرکار غریب نواز سے عقیدت: حضرت مولانا سید حسین علی رضوی کو سلطان الہند سرکار غریب نواز رضی اللہ عنہ سے والہانہ عقیدت تھی۔ سرکار غریب نواز رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس کی خدمت کو اپنے لئے باعث صد افتخار سمجھتے۔ آپ فرماتے ہیں "واقعی ہم برے ہیں مگر ہمیں اپنی برائی پر ناز ہے کہ ہم برے بھی تو غریب نواز خواجہ کے ہیں۔"

اس کے علاوہ خدمت مزار پر انوار، روزِ وصال سے آج تک ہماری ہی قوم کا طرۂ امتیاز بنی رہی ہے۔ درمیان میں دو ایک بار ہندوؤں

کے تعصب کا بھی مظاہرہ ہو چکا ہے کہ اس وقت کی مسیبت خود سرکار خواجہ کی اولاد امجاد نہ برداشت کر سکی، تنگ آکر اجمیر شریف سے نکل گئی مگر ہم خدام نے اس آستانہ کی خدمت کی خاطر سب کچھ تکلیفیں اٹھائیں مصیبتیں جھیلیں، سرکار خواجہ کی آرام گاہ کو کسی طرح نہ چھوڑا۔ اب ہم اگر اس خیال میں مست و بے خود ہیں تو حق بجانب ہیں۔

خواجہ پیا کے ہم ہیں خواجہ پیا ہمارے

آپ نے عطائے رسول سرکار خواجہ غریب نواز ﷺ کی سیرت مبارکہ پر ایک کتاب بنام ''دربارِ چشت اجمیر'' بھی مرتب کی ہے۔

اسی کتاب میں بارگاہ خواجہ میں حاضری کے آداب کے تحت آپ تحریر فرماتے ہیں:

'بلا واسطہ و توسط جس طرح کسی بادشاہ کے دربار میں جا کھڑا ہونا درباری ادب و تہذیب کے خلاف ہے اسی طرح یہاں بھی بلا وکیل کے حاضری یقیناً قانون شکنی اور توہین دربار جیسا جرم ہونا چاہیے لہٰذا زائرین کو اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ وقت حاضری ان کا وکیل ضرور ان کے ہمراہ ہو جو، ہر وقت آستانہ پر دعا گو رہے گا اور یہ صرف اس لئے کہ آداب آستانہ میں فرق نہ آئے۔

ادب ضرور ہے شاہوں کے آستانہ کا[۹]

اسی ادب کا لحاظ رکھتے ہوئے بزرگان دین کا یہ معمول رہا ہے کہ جب بھی دربارِ خواجہ میں حاضر ہوتے ہیں تو کسی نہ کسی وکیل کو ضرور ساتھ رکھتے اور اسی کے توسل سے دربار خواجہ میں حاضری دیتے بلکہ اپنے مریدین و معتقدین کو بھی اس کی طرف رغبت دلاتے۔ خلیفہ و برادر زادۂ اعلیٰ حضرت مولانا حسنین رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''آپ (حضرت خواجہ فخر الدین چشتی) کا اہم کام دربار خواجہ میں سائلوں کی درخواستیں پیش کرنا تھا اور مولانا سید فخر الدین صاحب قبلہ کی وکالت دربارِ خواجہ میں بہت مقبول لہٰذا وہی خدمت ان کی نسل آج تک انجام دے رہی ہے۔ بنا بریں آج بھی سید حسین علی صاحب رضوی جو رئیس جاورہ کے وکیل مشہور ہیں اور ''وکیل جاورہ'' آپ کے پتہ کا آج بھی جزو اعظم بنا ہوا ہے۔ سید صاحب چونکہ ان انفاس کریمہ کی اولاد ہیں لہٰذا آپ خود بھی بڑے منکسر المزاج، کریم النفس، بے حد متواضع اور بڑے مہمان نواز ہیں۔ یہ سب میرا ذاتی تجربہ ہے۔ تمام اہل سنت کے لئے یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ ان کا ایک لائق وکیل دربار خواجہ میں موجود ہے۔ رضوی حضرات کے لئے تو یہ بشارت عظمیٰ ہے کہ ان کا برادر طریقت رضوی بھائی دربار خواجہ میں ان کی وکالت کے لئے تیار کھڑا ہے۔ جو صاحب آستانہ خواجہ پر خود حاضری دیں یا جو اپنے وطن سے دربار خواجہ میں منت یا نذر کی رقم بھیجیں وہ سید حسین علی صاحب رضوی ہی کو بھیجیں اور اپنا وسیلہ حاضری دربار اُن کے ذریعہ بنائیں اور آپ ہی کے دردولت پر قیام کریں۔[۱۰]

یقیناً آپ کو سلطان الہند کا رغریب نواز ﷺ سے سچی عقیدت تھی۔ آستانہ خواجہ غریب نواز ﷺ کے تحفظ کے لئے آپ ہر وقت تیار رہتے۔ جب کبھی بھی وہابیہ اور بد عقیدہ فرقوں نے آستانۂ خواجہ کے معمولات میں مداخلت کرنی چاہی تو آپ ہی سینہ سپر ہو گئے اور فیڈرل کورٹ تک پیروی کر کے معاملہ کو روبراہ کر دیا۔ حالات کی ابتری دیکھتے ہوئے آپ نے اجمیر شریف میں ''انجمن تبلیغ محب خواجہ مشن ہند اجمیر'' قائم کی جو آستانہ کے قدیم معمولات کے لئے (جو وہابیت کے اقتدار سے ملیامیٹ کیے جا رہے تھے) سینہ سپر بن گئی۔[۱۱]

ہندوستان میں مسلم اکثریت کا سبب بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا سید حسین علی رضوی فرماتے ہیں:

''ہندوستان میں مسلم اکثریت کا واحد ذریعہ تبلیغ اسلام ہے جس کی بدولت اس ملک میں مسلم آبادی صفر سے دوسرے درجہ کی اکثریت تک آچکی ہے۔ ہندوستان میں اسلام نہ غوری یا غزنی حملوں سے پھیلا، نہ مغلوں کی صدیوں حکمرانی سے بلکہ یہاں مسلمانوں کی دس کروڑ آبادی چند اولیائے کرام کی روحانی جاذبیت اور اخلاقی وسعت کا ادنیٰ کرشمہ ہے جن کے سردار ہمارے غریب نواز خواجہ ہیں۔''[۱۲]

علم دین سے وابستگی: حضرت مولانا سید حسین علی رضوی علم اور علما سے محبت کرنے والے تھے۔ آپ نے خود بھی علم دین حاصل کیا اور ساتھ ہی اپنے شہزادگان کو بھی علم دین سکھا کر علمائے دین کے زمرے میں داخل فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں ''ہماری عزت اپنے اسلاف کے قدم بقدم چلنے میں ہے، وہ یہی ہے کہ ہم زیور علم سے آراستہ ہو کر دین کی تبلیغ کریں تو پہلے ہمیں علم دین حاصل کرنا چاہیے۔ لہٰذا میں نے عہد کر لیا تھا کہ اپنے سب بچوں کو علم دین کی تکمیل کراؤں گا۔ میرے بڑے لڑکے مولوی سید محمد علی سلمہ نے اس معاملہ میں میری بڑی ہمت افزائی کی۔ اس نے بڑی محنت سے پہلے ہندوستان میں علم دین حاصل

کیا اور مزید تکمیل و تجربہ کے لئے مصر کا سفر کیا۔ایک ہزار وصد سالہ یونیورسٹی جامع ازہر میں داخل ہوکر تین سال تک ضروری علوم وفنون میں مہارت حاصل کی۔وہاں کے طرز تعلیم سے واقفیت حاصل کی۔اب وہ ماشاء اللہ اچھا ادیب اور جید عالم ہے اور علما کی جماعت میں مولوی سید محمد علی ازہری اجمیری مشہور ہے۔اب اور بچے بھی تحصیل علم دین میں مشغول ہیں۔وہ بھی خدا چاہے کسی دن عالم دین ہوکر کسی دینی خدمت میں لگ جائیں گے۔[۱۳]

آپ کے دوسرے صاحبزادے حضرت مولانا سید احمد علی رضوی نے دار العلوم معینیہ عثمانیہ درگاہ معلیٰ اجمیر شریف جو اُس وقت ہندوستان بھر میں ایک اعلیٰ مقام اور مرکزی اداروں میں جانا جاتا تھا اور اس ادارہ میں جید عالم دین ہی درس دیا کرتے تھے۔اسی مدرسہ میں تعلیم حاصل کی اور گھر میں اپنے بڑے بھائی مولانا سید محمد علی ازہری سے درس لیا کرتے تھے۔حضور صدر الشریعہ مصنف بہار شریعت حضرت مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ آپ کے خصوصی استاذ تھے۔۳ر رجب المرجب ۱۳۶۶ھ مطابق ۲۴ر مئی کو دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف میں سندفراغت سے سرفراز کیے گئے۔[۱۴]

سادات کرام کو زکوٰۃ یونہی دوسرے صدقات، جیسے فطرانہ وغیرہ دینا ہرگز جائز نہیں اور نہ انہیں لینا حلال ہے۔اس پر بہت سی احادیث متواترہ وارد ہیں۔امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''علت تحریم ان کی عزت وکرامت ہے کہ زکوٰۃ مال کا میل ہے اور مثل صدقات واجبہ غاسل ذنوب تو اُن کا حال مثل ماء مستعمل کے ہے جو گناہوں کی نجاسات اور حدث کے قاذورات دھوکر لایا۔ان پاک لطیف ستھرے لطیف اہل بیت طیب وطاہر کی شان اس سے بس ارفع واعلیٰ ہے کہ ایسی چیزوں سے آلودگی کریں،خود احادیث صحیحہ میں اس علت کی تصریح فرمائی۔

احمد و مسلم عن المطلب بن ربیعہ بن الحارث رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان الصدقۃ لا تنبغی لآل محمد انما ھی اوساخ الناس الطبرانی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ لا یحل لکما اھل البیت من الصدقات شئ لا غسالۃ الایدی ھذا مختصر۔الطحاوی عن علی کرم اللہ تعالیٰ عنہ قال قلت للعباس سل النبی ﷺ یستعملک علی الصدقات نسألہ فقال ما کنت لا استعملک علی غسالۃ ذنوب الناس۔

مسند احمد و مسلم میں ہے کہ مطلب بن ربیعہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صدقہ آل محمد کے لئے جائز نہیں کیوں کہ یہ لوگوں (کے مال) کی میل ہے۔

طبرانی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اے اہل بیت!تمہارے لئے صدقات میں سے کوئی شے حلال نہیں اور نہ ہی لوگوں کے ہاتھوں کی میل یہ مختصر ہے۔طحاوی میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عباس سے کہا کہ حضور ﷺ سے گزارش کرو تاکہ تمہیں آپ صدقات کے لئے عامل مقرر فرمائیں تو حضرت عباس نے عرض کیا تو آپ نے فرمایا میں تجھے لوگوں کے گناہوں کی میل پر عامل نہیں بنا سکتا۔[۱۵]

حضرت مولانا سید حسین علی رضوی بھی حسینی سادات میں سے ہیں۔آپ ہمیشہ شریعت مطہرہ کے پابند رہے۔آپ نے کبھی زکوٰۃ و صدقات اور خیرات قبول نہ کیں جیسا کہ آپ اپنا ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں''ایک مرتبہ میں نے وظیفہ وصول کرتے وقت حسب دستور قدیم ''نذر خواجہ'' لکھا تو ایک کلرک صاحب بولے کہ یہ خیرات ہے،نذر نہیں۔اس بات سے مجھے صدمہ ہوا۔نتیجہ میں مجھے خیرات لکھنے سے انکار ہوا،وہ نذر لکھنا نہیں چاہتے تھے۔بالآخر یہ معاملہ محکمہ کے افسران اعلیٰ کے پاس پہنچا تو انھوں نے سرکار عالی میں عرض کیا۔

حکم ہوا یہ ''نذر خواجہ ہے مد خیرات نہیں۔''[۱۶]

تصلب فی الدین: حضرت مولانا سید حسین علی رضوی عطائے رسول سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے سچے عاشق وشیدائی تھے۔حامئ سنت ماحی بدعت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ سے گہرے روابط بھی تھے۔اسی بنا پر دشمنان رسول وشاتمان نبی کے لئے آپ شمشیر برہنہ تھے۔آستانہ خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے معمولات میں جب وہابیہ نے مداخلت کرنی چاہی تو آپ نے ان کی سرکوبی کے لئے ''انجمن تبلیغ محب خواجہ مشن ہند اجمیر'' قائم کی۔اس انجمن کی تائید اور حمایت کرتے ہوئے شہزادۂ برادر اعلیٰ حضرت مولانا حسنین رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''اجمیر شریف کو صدیوں سے ہندوستان کا مرکز اسلام ہونے کا

شرف حاصل ہے جسے وہابیت ایک آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔ اس وقت اجمیر شریف پر وہابیت خوب ٹھونسی جارہی ہے اور زائرین کو بزرگان دین سے بیزار کرنے کی مسلسل کوشش کی جارہی ہے۔ سید صاحب کی انجمن کو اس کا بھی مقابلہ کرنا ہے۔ ایسی انجمن کی ممبری اور اس کی امداد واعانت خواجۂ ہند رضی اللہ عنہ کی بڑی خوشنودی کا باعث ہے اور اس انجمن کی ممبری حضرت خواجہ غریب نواز کی غلامی کی سند ہے تو جو صاحب اس آستانہ کی غلامی کو اپنا تاج عزت سمجھتے ہوں وہ ضرور انجمن کا ممبر بن کر غلامی خواجہ کی سند حاصل کرلیں۔ سید صاحب کا مفصل پتہ یاد رکھئے:

الحاج سید حسین علی صاحب رضوی اجمیری وکیل جاورہ رضوی منزل، مجاور خاص کلید بردار روضہ مبارک غریب نواز اجمیر شریف

آپ کا دعا گو

محمد حسنین رضا خاں غفرلہ ولوالدیہ

بھتیجا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بریلی شریف [17]

تصلب فی الدین کی جھلک آپ کے شہزادگان میں بھی دیکھی جاسکتی ہے۔ آپ کے نبیرہ الحاج سید فرقان علی رضوی چشتی فرماتے ہیں: "چونکہ اجمیر مقدس میں خاص کر آستانہ شریف پر ہر قوم وملت خاص طور پر وہابی، دیوبندی اور شیعہ وغیرہ آتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ زائرین خواجہ کو اپنا مسلک بتاتے ہیں ان میں سے کچھ زائرین ایسے بھی ہوتے ہیں جو اُن کے اثر کو قبول کرکے واپس جاتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے نئے نئے حربے استعمال کرتے ہیں اور گمراہیت پھیلاتے ہیں۔ ان سب وجوہات کی بنا پر حضرت مولانا الحاج سید احمد رضوی صاحب نے ایک کمیٹی بنام "اصلاحی کمیٹی" تشکیل دی جس میں سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی سرپرستی وعلامہ اختر رضا خاں ازہری صاحب وعلامہ مولانا ارشد القادری صاحب قبلہ جیسے اکابرین کو پیش پیش رکھا تا کہ جو مفاد پرست غیر قوم میں اپنا جال پھیلا کر آنے والے بھولے بھالے عاشقان خواجہ کو گمراہ کررہی ہیں۔ ان کا علمی اور اصلاحی ہر طریقہ سے ڈٹ کر مقابلہ کیا جاسکے۔ ان کے مکر و فریب کا پردہ چاک کیا جاسکے۔ مذہب اہل سنت وجماعت ومسلک اعلیٰ حضرت کی خوب خوب تر اشاعت کی جاسکے۔ [18]

حضرت مولانا سید حسین علی رضوی ہر وقت گستاخان رسول، شاتمان اولیاء کے لئے سینہ بہ سپر رہتے تھے۔ عوام اہل سنت کو ان کے عقائد ونظریات سے آگاہ فرماتے اور ان کے دام فریب سے بچانے کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے۔ آپ کی مرتبہ کتاب "دربار چشت اجمیر" اگرچہ سرکار غریب نواز رضی اللہ عنہ کی سیرت مبارکہ کے بیان میں ہے مگر پھر بھی عاشقان خواجہ کو وہابیہ، دیابنہ کے مکر وشر سے بچانے کے لئے اپنی کتاب کے شروع ہی میں تنبیہ فرمادی۔

یہ کتاب راہ طریقت کے عقیدت مندوں کے لئے لکھی گئی ہے۔ معترضین کے لئے اہلاک الوہابین وارشاد الحق (مؤلفہ مولوی میر صاحب معتکف آستانہ خواجہ صاحب) ملاحظہ فرمائیں۔ [19]

حضرت مولانا سید حسین علی رضوی اور امام احمد رضا قادری کے مابین بہت گہرے روابط تھے۔ یہی نہیں بلکہ آپ امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ سے بیعت بھی تھے۔ امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ نے سلسلۂ چشتیہ میں آپ کو اجازت وخلافت سے بھی نوازا تھا۔ [20]

امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ نے اپنے قول وفعل سے عشق رسول ﷺ کا ثبوت دیا۔ نسبت رسول ﷺ کا خاص خیال فرماتے۔ اگر کوئی سید نظر آتا بچھ بچھ جاتے۔ اہل بیت اطہار اور سادات کرام کی عزت وتعظیم کرنا بھی محب رسول کی علامت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام احمد رضا قادری حضرت مولانا سید حسین علی رضوی کی بڑی عزت وتوقیر فرماتے حتی کہ بارگاہ خواجہ میں حاضری کے وقت آپ کو اپنا "وکیل دعا گو" بناتے۔ الحمد للہ یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ تا حین حیات حضرت سید صاحب قبلہ کے صاحبزادے حضرت مولانا سید احمد علی رضوی علیہ الرحمہ کی معرفت بارگاہ خواجہ میں حاضری دیتے رہے اور آپ کے بعد تاج الشریعہ علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری بریلوی بھی آپ کے نبیرہ حضرت سید اسد علی رضوی وحضرت سید فرقان علی رضوی کی معرفت بارگاہ خواجہ میں حاضری دیتے ہیں اور اسی مکان (رضا منزل) میں قیام فرماتے ہیں جہاں آج سے تقریباً ایک صدی قبل عاشق خواجہ امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ بھی دوبار قیام فرما چکے ہیں۔

امام احمد رضا قادری نے عطائے رسول سلطان الہند سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں سید صاحب قبلہ کی معرفت دوبار حاضری دی۔ سید صاحب قبلہ اس حاضری کا تذکرہ بڑے اچھے انداز میں فرماتے ہیں۔ میرے پیر ومرشد مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت فاضل ہندوستان مولانا احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز بھی دوبار خواجہ غریب

نواز میں حاضر ہوئے ہیں۔ دوسری حاضری اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی خاص طور پر قابل ذکر ہے۔آپ ۱۳۳۵ھ میں حج وزیارت کی سعادت حاصل کر کے جب ساحل ہندوستان پر اترے تو آپ کے فدائی مختلف بلاد وامصار سے آپ کو لینے بمبئی پہنچ گئے تھے۔علاوہ وطن کے اور بھی کئی جگہ سے تار دِیے گئے کہ آپ ہمارے وطن کو اپنے قدوم والا سے منور فرمادیں۔آپ نے کسی کی نہ سنی آپ سیدھے غریب نواز خواجہ کے آستانہ پر حاضر ہوئے اور خواجۂ عالم ﷺ کی درباری حاضری کے بعد آپ نے ان کے شاہزادے حضرت خواجہ ہند کے دربار میں حاضری دی۔یہ حاضری ایسی عقیدت ومحبت کی حامل تھی کہ ہم خدام آستانہ اور تمام مسلمانان اجمیر کے دلوں پر نقش ہوگئی۔آج تک ہم خدام میں اس حاضری کے چرچے ہوتے ہیں۔[۲۱]

حضرت مولانا سید حسین علی رضوی امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ کی علمی خدمات اور ان کے تجدیدی کارناموں کے معترف تھے۔آپ نے اعلیٰ حضرت کو مجدد مأتہ حاضرہ تسلیم کیا۔آپ فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی علمی فوقیت کو آج دنیائے اسلام مانتی ہے۔علمائے عرب وعجم ان کو اس صدی کا مجدد اور تمام علوم فنون کا ماہر اور یگانۂ روزگار مانے ہوئے ہیں۔ان کا شعبۂ حیات اتباع سنت کی وجہ سے اسلامی زندگی کا ایک بہترین نمونہ ہے اور ان کے مذہبی رسائل اور کتابیں عقائد واعمال کا قول فیصل اور شریعت مطہرہ کا اس دور میں آخری فتویٰ ہیں۔[۲۲]

حضرت مولانا سید حسین علی رضوی کا شمار امام احمد رضا کے بہت ہی خاص مریدوں میں ہوتا تھا جیسا کہ شہزادۂ برادر اعلیٰ حضرت مولانا حسنین رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں ''سید صاحب اعلیٰ حضرت کے ان مخلص فدائیوں میں سے ایک ہیں جن کا پوروں پر شمار ہوتا ہے۔ان کی شخصیت دربارِ رضوی میں پہلے سے ہی ممتاز رہی ہے۔[۲۳]

حضرت مولانا سید حسین علی رضوی کے امام احمد رضا قادری سے قریبی تعلقات تھے۔اس کا پتہ اس بات سے چلتا ہے کہ جب ۱۳۴۰ھ میں امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کا وصال ہوا تو شہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ نے سید صاحب قبلہ کو تار دے کر مطلع کیا۔اجمیر شریف کے حضرت مولانا سید غلام علی صاحب[۲۴] رقم طراز ہیں:

''۲۵ صفر مطابق ۲۸ اکتوبر یوم جمعہ کو بوقت شب سید حسین علی صاحب بن سید صدیق علی صاحب وکیل جناب نواب صاحب بہادر والی ریاست جاورہ خادم درگاہ معلیٰ سرکار اعظم اجمیر شریف کے نام ایک تار مرسلہ حضرت قبلہ مولانا مولوی شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی سے آیا جس میں تحریر تھا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ کا وصال ہوگیا۔اس حادثہ ہوشربا کو معلوم کر کے تمام مریدین ومعتقدین کو جتنا رنج والم ہوا،اس کا حال تو عالم الغیب ہی خوب جانتا ہے۔اس حادثہ کی سب احباب کو اطلاع دی گئی اور سید حسین علی صاحب نے فاتحہ سوم کا انتظام کیا۔اول بروز اتوار ۲۷ صفر کو آستانہ عالیہ خواجہ خواجگان سرکار اعظم خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے دروازہ جنوب واقع دالان نواب ارکاٹ بعد نماز صبح قرآن خوانی ہوئی جس میں چند صاحبزادگان وچند مدرسین وطلبائے مدرسہ معینیہ عثمانیہ ومدرسین معینیہ عثمانیہ ہائی اسکول شریک رہے۔اس کے بعد ڈھائی بجے موافق قاعدہ صاحبزادگان درگاہ معلیٰ ختم فاتحہ سوم کے واسطے مشرقی دروازہ صحن درگاہ معلیٰ میں آکر ختم کیا گیا۔اس وقت علاوہ صاحبان مذکور کے حضرت جناب میر سید نثار احمد صاحب قبلہ متولی درگاہ اور چند اشخاص مدرسہ حنفیہ صوفیہ ودیتامی اجمیر شریف بہ تعداد کثیر تھے۔بعد ختم تبرک تقسیم ہوا۔اس طرح اعلیٰ حضرت مجدد مأتہ حاضرہ مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی فاتحہ سوم سرکار اعظم اجمیر شریف میں کی گئی۔[۲۵]

حضرت مولانا حسنین رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:۔

''ہندوستان میں جگہ جگہ سوم کیا گیا مگر خواجہ غریب نواز کے آستانہ پر خادم آستانہ سید حسین صاحب مرحوم نے جو کیا، وہ بڑے پیمانے پر ہوا۔اس میں ختم قرآن پاک بہت ہوگئے تھے۔[۲۶]

امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد بھی سید صاحب قبلہ کا اپنے مرشد کے گھرانے سے اٹوٹ رشتہ تھا۔امام احمد رضا قادری کے عرس کے موقع پر آپ اجمیر شریف سے چادر لے جاتے اور پورے اہتمام کے ساتھ جلوس کی شکل میں چادر مبارک پیش کرتے۔

حضرت سید صاحب قبلہ امام احمد رضا کے صاحبزادگان کی بھی بڑی قدر ومنزلت کرتے تھے۔آپ نے اپنے صاحبزادے مولانا سید احمد علی رضوی کی رسم بسم اللہ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ سے کروائی جیسا کہ مولانا شہاب الدین رضوی لکھتے ہیں کہ''جب مولانا سید احمد علی کی عمر چار سال کی ہوئی تو والد ماجد نے بسم اللہ خوانی کی تقریب منعقد کروائی اور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی کو دعوت

دی۔ مولانا حامد رضا بریلوی نے شرکت بھی فرمائی اور سید صاحب کی رسم بسم اللہ بھی ادا کی اور دعاؤں سے نوازا۔[۲۷]

عرصہ تک اجمیر شریف ہی میں دارالعلوم معینیہ عثمانیہ میں بحیثیت صدر المدرسین خدمت انجام دیتے رہے۔ سید صاحب قبلہ نے اپنے بڑے صاحبزادے کو شہزادۂ صدر الشریعہ مولانا عبد المصطفیٰ ازہری کی معیت میں جامع ازہر مصر بھیجا تھا اور آپ کے دوسرے صاحبزادے مولانا سید احمد علی رضوی نے دارالعلوم معینیہ عثمانیہ ہی میں حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی قدس سرہٗ کی خدمت میں رہ کر تعلیم حاصل کی۔ حضرت سید صاحب قبلہ نے ۱۳۴۱ھ میں ایک استفتاء بھی کیا ہے[۲۸] اور ۱۳۲۸ھ میں وراثت سے متعلق ایک استفتاء بریلی شریف سے بھی کیا جس کا جواب خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا نواب مرزا صاحب نے دیا۔[۲۹]

جماعت رضائے مصطفیٰ جس کے بانی و سرپرست خود امام احمد رضا تھے جب تک آپ باحیات رہے اس کی سرپرستی فرماتے رہے۔ آپ کے بعد حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں قادری نے تاحین حیات جماعت کی سرپرستی قبول فرمائی۔ حضرت مولانا سید حسین علی رضوی اجمیری علیہ الرحمہ نے بھی ہمیشہ جماعت رضائے مصطفیٰ کی تائید وحمایت فرمائی اور ایثار وخلوص کے ساتھ جماعت کا مالی تعاون بھی فرمایا جو، روداد جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی شریف کے مطالعہ سے عیاں ہے۔[۳۰]

حضرت سید صاحب قبلہ کے شہزادگان بھی خانوادۂ رضا سے منسلک رہے اور آج بھی منسلک ہیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا سید محمد علی ازہری کو حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ سے اجازت وخلافت حاصل تھی نیز خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ سے شرف تلمذ بھی[۳۱] دوسرے صاحبزادے مولانا سید احمد علی رضوی، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا قدس سرہٗ سے بیعت تھے اور مفتی اعظم ہند کے علاوہ محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد علیہ الرحمہ، مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن علیہ الرحمہ رئیس اعظم اڑیسہ اور مولانا مفتی رجب علی قادری نانپارہ علیہ الرحمہ نے بھی اجازت وخلافت سے نوازا تھا[۳۲] آپ کے نبیرہ حضرت سید اسد علی رضوی علیہ الرحمہ کو مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن قادری سے اجازت وخلافت حاصل تھی[۳۳] تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم ہند علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری بریلوی نے بھی اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ دور حاضر میں آپ کے نبیرہ حضرت مولانا سید فرقان علی رضوی اجمیر شریف میں بے پناہ مخالفت کے باوجود پیغام رضا وفکر رضا کو عام کرنے میں رات دن کوشاں ہیں۔ اللہ رب العزت صحت وتوانائی کے ساتھ عمر خضر عطا فرمائے۔ آمین

اولاد واحفاد: حضرت مولانا سید حسین علی رضوی علیہ الرحمہ نے چار شادیاں کیں اور آپ کے تقریباً اٹھارہ اولاد ہوئیں۔ آپ کی چاوں شریک حیات اور ان کی اولاد کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) بی بی سراج بانو بنت سید امام علی صاحب۔ ان سے حضرت مولانا سید محمد علی ازہری، صفینہ بی بی، خدیجہ بی بی۔

(۲) شریفہ بی بی بنت سید فدا حسین صاحب ان سے ایک صاحب زادے سید اظہار علی۔

(۳) حبیب بانو بنت نور محمد صاحب۔ ان سے سید محمد ظہور الحق، سید سعید احمد، حضرت مولانا سید احمد علی رضوی، عائشہ بی بی، رابعہ بی بی، ہاجرہ بی بی، حلیمہ بی بی اور ایک صاحبزادی۔

(۴) آمنہ عرف بانو بی بی بنت سید ابوالحسن صاحب ان سے فائزہ بی بی، سید رضا علی، ساجدہ بی بی، سالکہ بی بی، سید ارشد علی اور ایک صاحبزادی۔[۳۴]

وصال پاک: حضرت مولانا سید حسین علی رضوی کا وصال ۲۵ر نومبر ۱۹۶۷ء کو ہوا۔ آپ کے نبیرہ حضرت سید فرقان علی رضوی چشتی نے ایک ملاقات کے دوران فقیر راقم سے فرمایا کہ دادا جان کے وصال کے وقت میری عمر دس سال تھی اور میری ولادت ۱۹۵۷ء میں ہوئی۔ آپ کا مزار پر انوار اجمیر مقدس میں انا ساگر گھاٹی پر چلہ حضرت سالار مسعود غازی کے قریب واقع ہے۔

☆☆☆

مصادر ومراجع:

(۱) آپ کی ولادت ۱۸۹۰ء میں ہوئی بقول حضرت سید فرقان علی رضوی

(۲) دربار چشت اجمیر، ص ۴۲، مولانا سید حسین علی رضوی، مطبوعہ دہلی

(۳) ایضاً ص ۹۰۔۹۱

(۴) ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی ستمبر ۱۹۶۲ء، ص ۲۸

(۵) سہ ماہی افکار رضا، ممبئی جنوری تا جون ۲۰۰۲ء، ص ۶۷، تحریک فکر رضا ممبئی

(۶) دربار چشت اجمیر، ص ۴۵۔۴۶، مولانا سید حسین علی رضوی، مطبوعہ دہلی
(۷) ملخصاً سہ ماہی افکار رضا ممبئی جنوری تا جون ۲۰۰۲ء، ص ۶۷۔۶۸، تحریک فکر رضا ممبئی
(۸) دربار چشت اجمیر، ص (۹) ایضاً، ص ۶۲
(۱۰) ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی، ستمبر ۱۹۶۲ء، ص ۲۸
(۱۱) ایضاً
(۱۲) دربار چشت اجمیر، ص ۱۱۷، مولانا سید حسین علی رضوی، مطبوعہ دہلی
(۱۳) ایضاً ص ۴۸۔۴۹ // // //
(۱۴) ماہنامہ القدس جولائی اگست ۲۰۰۵ء، ص ۵۸۔۵۹، پکسر انواں رائے بریلی
(۱۵) الزہر الباسم فی حرمۃ الزکوٰۃ علی بنی ہاشم، ص ۲، امام احمد رضا قادری، رضا اکیڈمی دہلی
(۱۶) دربار چشت اجمیر، ص ۴۸، مولانا سید حسین علی رضوی، مطبوعہ دہلی
(۱۷) ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی ستمبر، ۱۹۶۲ء، ص ۲۸
(۱۸) سہ ماہی افکار رضا ممبئی جنوری تا جون، ۲۰۰۲ء، ص ۷۰، تحریک فکر رضا ممبئی
(۱۹) دربار چشت اجمیر، ص ۱، مولانا سید حسین علی رضوی، مطبوعہ دہلی
(۲۰) ماہنامہ کنز الایمان دہلی، اپریل ۲۰۰۱ء
(ب) سہ ماہی افکار رضا ممبئی جنوری تا جون، ص ۶۸، تحریک فکر رضا ممبئی
(۲۱) دربار چشت اجمیر، ص ۵۹۔۶۰
(۲۲) ایضاً، ص ۶۱
(۲۳) ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی، ص ۲۸، ستمبر ۱۹۶۲ء
(۲۴) حضرت مولانا سید غلام علی رضوی اجمیری بن سید مولانا نور محمد صاحب، امام احمد رضا قادری و حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا قادری کے خلیفہ تھے۔ آپ کے حالات ابھی تک دستیاب نہ ہو سکے۔
(۲۵) حیات اعلیٰ حضرت جلد دوم، ص ۵۹۴، ملک العلماء ظفر الدین بہاری، مرکز اہل سنت برکات رضا پور بندر گجرات
(۲۶) سیرت اعلیٰ حضرت، ص ۱۳۰، مولانا حسنین رضا خاں بریلوی
(۲۷) مفتی اعظم اور ان کے خلفا جلد اول، ص ۱۳۹، مولانا شہاب الدین رضوی، رضا اکیڈمی دہلی
(۲۸) فتاویٰ امجدیہ جلد سوم، ص ۱۶۷، صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی، دائرۃ المعارف الامجدیہ قصبہ گھوسی
(۲۹) ماہنامہ اعلیٰ حضرت صد سالہ منظر اسلام نمبر آخری قسط مارچ اپریل مئی ۲۰۰۴ء، ص ۷۱
(۳۰) روداد جماعت رضائے مصطفیٰ ۱۳۴۲ھ
(۳۱) تذکرۂ جمیل ص ۱۸۴، مولانا ابراہیم خوشتر صدیقی، سنی رضوی اکادمی ماریشس ۱۴۱۲ھ
(ب) سالنامہ یادگار رضا، ۱۴۲۶ھ ۲۰۰۵ء، ص ۱۴۱، رضا اکیڈمی ممبئی
(۳۲) ماہنامہ القدس جولائی اگست ۲۰۰۵ء، ص ۶۷، پکسر انواں رائے بریلی
(ب) سہ ماہی افکار رضا ممبئی جنوری تا جون ۲۰۰۲ء، ص ۷۱، تحریک فکر رضا ممبئی
(۳۳) ماہنامہ اشرفیہ مجاہد ملت نمبر، مئی ۱۹۸۳ء، ص ۳۳
(۳۴) دربار چشت اجمیر، ص ۹۱۔۹۲، مولانا سید حسین علی رضوی، مطبوعہ دہلی

☆☆☆

☆ خادم التدریس جامعہ فیضان اشفاق، جاجولائی، ناگور شریف، راجستھان، 9352802041

Scanned by CamScanner

نقوش رفتگاں

گنج شکر کے لعل شاہ محمد عمر فریدی فخری چشتی دہلوی

محمد انور علی سہیل فریدی*

سلسلہ چشتیہ نظامیہ فخریہ (دہلی) کے معمر بزرگ شیخ طریقت شاہ محمد عمر فریدی کا ۱۷ شعبان المعظم ۱۴۳۹ھ مطابق ۴ مئی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ وصال ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون بعد نماز عصر درگاہ شاہ عبدالسلام فریدی کے احاطہ میں نماز جنازہ ہوئی۔ کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔ والد شاہ محمد باقر فریدی کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے، درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

احقر نے آپ کے انتقال پر ملال پر یہ قطعہ غم کہا ہے کہ

حیف در حیف کہ وہ چشت کا درویش گیا — یعنی اولادِ فرید آج وہ ذی فخر گیا
جس کے دم سے رہی دہلی میں صدا چشتی بہار — اے فریدیؔ وہ عمر لعل شکر گنج گیا

آپ چند سال سے ذیابیطس کے مریض تھے۔ دو سال قبل گردے میں خرابی آئی۔ معالجین نے Dialysis کا مشورہ دیا کچھ ماہ قبل جگر میں خرابی پیدا ہوئی اور خون کی کمی ہوئی۔ انتقال سے ایک ہفتہ قبل بعد نماز جمعہ گنگا رام اسپتال میں داخل ہوئے۔ جمعہ کی نماز احقر کی اقتدا میں درگاہ میں ادا کی اور ترجمہ کلام پاک سنا۔ اگلے جمعہ کو صبح میں روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

شاہ محمد عمر فریدی ۲۵ رنومبر ۱۹۴۶ء رمحرم ۱۳۶۶ھ بروز پیر حیدرآباد دکن میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام پروفیسر محمد باقر فریدی بن شیخ فرید الاسلام فریدی بن شاہ عبدالصمد فریدی بن شاہ محمد عبدالسلام فریدی چشتی ہے۔ باقر صاحب کے دو صاحبزادے تھے۔ (۱) محمد عمر فریدی (۲) محمد طاہر فریدی باقر فریدی صاحب جامعہ عثمانیہ حیدرآباد میں معاشیات کے پروفیسر تھے۔ محمد عمر فریدی کی تعلیم و تربیت حیدرآباد میں ہوئی۔ الیکٹرک اور مکینکل انجینئرنگ میں سند حاصل کی۔ کچھ دنوں دہلی میں ملازمت کی۔ ۱۹۷۷ء میں سعودی عرب گئے۔ ۱۳ رسال بعد والد کی خواہش پر ۱۹۹۰ء میں ہندوستان آئے۔ شرف بیعت والد گرامی سے تھا۔ ۱۹۸۲ء میں والد گرامی نے مشائخ علماء و عمائدین شہر دہلی کی موجودگی میں حضرت شاہ عبدالصمد فریدی فخری کے عرس مبارک کے موقع پر دستار بندی فرمائی، امامت و خلافت سے نوازا اور اپنا نائب و جانشین بنایا۔ علماء مشائخ اور اہل خاندان نے تسلیم کیا اور مبارک باد دی۔ اس مبارک موقع پر دار الخیر اجمیر شریف سے درگاہ معلی کے گدی نشین صاحبزادہ یوسف مہاراج بھی تشریف لائے اور دعاؤں سے نوازا۔

شاہ عمر فریدی سلسلہ چشتیہ کے مشہور و معروف بزرگ شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید گنج شکر کے صاحبزادہ شیخ بدرالدین سلیمان چشتی کی اولاد میں تھے۔ سلسلہ نسب حضرت شیخ سلیم چشتی فتح پوری سیکری کے واسطے سے حضرت بابا فرید گنج شکر سے ملتا ہے۔ نانہالی رشتہ محب النبی مولانا فخر الدین چشتی دہلوی سے ہے۔ آپ کے جد اعلیٰ حضرت شاہ محمد عبدالسلام فریدی چشتی مولانا فخر پاک کے نبیرہ و جانشین حضرت میاں کالے صاحب (پیر و مرشد بہادر شاہ ظفر بادشاہ ہند) کے داماد تھے۔ شاہ عبدالسلام فریدی فتح پوری سیکری سے ترک سکونت کر کے دہلی آئے اور بانس کولی گاؤں جو، اب کناٹ پلیس کے نام سے مشہور ہے میں خانقاہ بنائی اور رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا۔ رہائش محلہ شاہ گنج دہلی شہر میں رکھی۔ آپ اس خانقاہ اور درگاہ شاہ عبد السلام فریدی چشتی کے سجادہ نشین اور متولی تھے۔ حضرت مولانا فخر پاک کی اولاد نرینہ دہلی میں نہ ہونے کی وجہ سے اس آستانہ کی تولیت بھی خاندان میں آئی۔ اس طرح آپ آستانہ مولانا فخر پاک کے بھی متولی اور سجادہ نشین تھے۔ والد کے وصال ۳ ردسمبر ۱۹۹۹ء کے بعد مسند سجادگی پر بیٹھے اور خدمت خلق میں مشغول ہوئے۔ احقر، جب آپ کے والد گرامی حیدرآباد سے دہلی تشریف لاتے، ملاقات کے لئے حاضر ہوتا۔ اکثر مغرب اور عشا کی نماز درگاہ میں پڑھتا۔ ان دنوں احقر کی رہائش تھامس روڈ کناٹ پلیس میں تھی۔ آپ انتہائی کرم اور شفقت فرماتے اور خلوص کا اظہار فرماتے۔

۱۹۹۰ء میں دہلی آمد پر آپ سے ملاقات ہوئی۔ والد گرامی نے تعارف کرایا۔ اس کے بعد ملاقات کا سلسلہ برابر رہا، وہ میرے اچھے دوست اور

کرم فرماتے، اکثر غریب خانہ پر تشریف لاتے اور کھانے کے بعد چہل قدمی کرتے۔ ایک دن چہل قدمی کے دوران فرمایا کہ سعودی عرب میں ملازمت کے دوران سب سے بڑی خوش نصیبی یہ رہی کہ بیت اللہ شریف کے اندرونی حصہ (کمرہ) میں نماز پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

آپ کو دہلی میں مقبولیت حاصل تھی، دہلی وقف بورڈ کے ممبر تھے۔ درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب مہرولی شریف کی دہلی وقف بورڈ کی قائم کردہ کمیٹی کے چیئرمین تھے۔ مہمان نواز خلیق اور اسلاف کے نقش قدم پر تھے۔ درگاہ میں سینکڑوں حاجت مند دعا تعویذ کے لئے آتے اور خوش ہو کر جاتے۔ آخری وقت تک نماز کے پابند رہے۔ آپ کے انتقال پر پاک پٹن شریف کے بزرگ شاعر نے یہ قطعہ تاریخ وصال ارسال کیا کہ

اولادِ فرید گنج شکر مولانا عمر پہنچے بہ جناں　　　فخری صمدی مخدوم کہ ہے سجادہ نشین فخر جہاں

۱۴۳۹ھ

آپ کے اولادِ نرینہ نہ تھی۔ چار صاحبزادیاں ہیں۔ آپ نے زندگی میں اپنا نائب و جانشین بڑے داماد اور بھانجے جناب محمد محی الدین کو بنایا۔ ان کی دستار بندی فاتحہ سوم ۶ رمئی ۲۰۱۸ء، ۱۹ رشعبان المعظم ۱۴۳۹ھ بروز اتوار ظہر کے وقت ہوئی۔ مشائخ و اہل خاندان جناب آصف سعید بن جناب سعید الاسلام فریدی برادر اصغر محمد طاہر فریدی تشریف فرمائے، احقر سہیل فریدی بھی حاضر مجلس تھا۔ حافظ سید جمیل احمد احمد فخری، سید وکیل احمد فخری، عبد الحق فرحان حقی، سید اعظم علی نظامی اور اہل مجلس نے بالاتفاق تائید کی۔ سید وکیل احمد فخری کا خاندان اس خانوادہ کا قدیم زمانہ سے معتقد ہے اور مشائخ سلسلہ سے وابستہ، درگاہی خدمت میں پیش پیش رہتا ہے۔

مفتی محمود احمد رفاقتی مظفر پوری کا وصال

روزنامہ انقلاب دہلی کے ذریعہ شیخ طریقت عالم ربانی مولانا محمد احمد رفاقتی کے وصال کی خبر معلوم ہوئی۔ آپ کا وصال ملت اسلامیہ کا عظیم خسارہ ہے۔ اکابرین دنیا سے رخصت ہوتے جا رہے ہیں۔ اس قحط الرجال میں نیک حضرات کو دیکھنے کے لئے آنکھیں ترستی ہیں۔ بقول مرزا محمد رفیع سودا دہلوی

وے صورتیں الٰہی کس دیس بستیاں ہیں　　　اب دیکھنے کو جن کے آنکھیں ترستیاں ہیں

آپ کا انتقال ۲۶ مئی ۲۰۱۸ء مطابق ۹ رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ بروز ہفتہ مختصر علالت کے بعد مظفر پور کے ایک نجی اسپتال میں ہوا۔ انتقال کے وقت عمر ۸۰ ربرس تھی۔ نماز جنازہ پیر کے دن آبائی وطن سون برساڈیہ بھوانی پور اسلام آباد مظفر پور (بہار) میں احاطہ درگاہ حضرت امین شریعت مفتی شاہ رفاقت حسین قادری میں ہوئی۔ صوبہ بہار کے علاوہ دیگر صوبوں کے عقیدت مندوں اور مریدین کا جم غفیر تھا کو دیکھ کر آپ کی اعلیٰ شخصیت اور مقبولیت کا اندازہ ہو رہا تھا۔ ہر شخص غم زدہ تھا۔ کہہ رہا تھا کہ ایک عالم باعمل ایک شیخ طریقت ایک ہمدرد، بہترین مصنف اور صاحب طرز شگفتہ قلم ادیب دنیا سے رخصت ہو گیا اور کل نفس ذائقة الموت کا مزا چکھ کر مالک حقیقی سے جا ملا۔ اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین۔ موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس۔ احقر بھی غم میں ڈوبا ہوا ہے، راضی برضا ہے کہ سب کو جانا ہے۔

فَصَبراً یا مُظفّر اُمّ صَبراً　　　فَنَحنُ ذاھِبُ وَنَ اِلَی العُمُود

اس کشتی میں سوار ہے نہ جانے کس وقت بلاوا آ جائے۔ ان شاء اللہ خان انشاء نے کیا خوب کہا ہے کہ

کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں　　　بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

پاکان خدا کے لئے موت ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملاتی ہے۔ اَلمَوتُ جِسرٌ یُوصِلُ حَبِیبَ اِلَی الحَبِیب. ان کے لئے روشن قبر محبوب کے دیدار کی رات ہوتی ہے۔ عارف حق مولانا عبد العلیم آسی غازی پوری فرماتے ہیں کہ

آج پھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسی　　　ہے شب گور بھی اُس گل کے ملاقات کی رات

نیکوں کاروں کے لئے موت خوشی کا دن ہے جس کے وہ منتظر رہتے ہیں پسماندگان اور اہل خاندان کے لئے افسوس کا دن کہ ظاہری سایہ سر سے اٹھ گیا۔

سید غلام جیلانی میرٹھی کے خاص شاگرد تھے۔ درجن سے
مولانا مرحوم حافظ قرآن کریم اور جماعت اہل سنت کے بڑے عالم تھے۔ علامہ
زیادہ کتابوں کے مؤلف ومصنف تھے۔ دینی رسائل میں علمی مضامین شائع ہوتے رہتے تھے۔ علمی اور ادبی حلقوں میں آپ کی تحریر قدر کی نگاہ سے
دیکھی جاتی اور سند کا درجہ رکھی تھی۔ آپ کا ایک بڑا یادگاری کارنامہ "تذکرہ علمائے اہل سنت" ہے۔ اردو میں علماء اہل سنت کے حالات پر یہ پہلی
مستند کتاب ہے۔ انھوں نے تصوف اور رضویات پر بھی کام کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے مکتوبات 'مکتوبات امام احمد رضا بریلوی' کے نام
سے شائع کیے۔ اکابرین اور مشائخ کے حالات پر ضخیم تذکرہ "پاکان امت" نام سے لکھا جو ۲۸۰۰ صفحات اور کئی جلدوں پر مشتمل ہے۔ آپ نیک
طبیعت پاک طینت عبادت گزار متقی پرہیزگار شیخ طریقت تھے۔ سلسلہ اشرفیہ رضویہ میں والد گرامی امین شریعت بہار واڑیسہ مفتی شاہ رفاقت حسین
قادری اشرفی کے خلیفہ اور جانشین تھے۔ مفتی صاحب کے پردہ فرمانے کے بعد سلسلہ کی نشر واشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ دور تک سلسلہ کو
پھیلایا، تصنیفی کام کو بھی جاری کیا۔ کچھ عرصہ مدرسہ احسن المدارس قدیم نئی سڑک کان پور میں تدریسی خدمت بھی انجام دی۔ آپ کا شمار اُن علماء میں
ہوتا ہے جن کے بارے میں کہا گیا ہے: مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ. عالم کی موت جہان کی موت ہے۔
سلمہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ
خداوند کریم درجات بلند کرے، پسماندگان خصوصاً صاحبزادہ اکبر وجانشین مولانا عامر اشرف قادری
سیدالمرسلین۔ خانوادہ فریدیہ، وابستگان سلسلہ عالیہ فریدیہ آپ کے شریک غم اور دعا گو ہیں۔

مفتی شاہ محمد ابراہیم
مولانا موصوف سے احقر کے قدیمی تعلقات تھے۔ آپ کے والد مولانا شاہ رفاقت حسین قادری اور احقر کے والد گرامی
فریدی قطب بدایوں جامعہ منظر اسلام بریلی شریف کے ساتھی تھی۔ اس رشتہ سے آپ والد حضرت کو عم محترم کہتے تھے۔ تذکرہ علماء اہل سنت کی پہلی
اشاعت رمضان المعظم ۱۳۹۱ھ میں والد حضرت نے تحریری تعاون فرمایا۔ ان کی دلی خواہش پر پیش لفظ لکھا۔ آپ نے اس کا ذکر کتاب کی تقریب
کے صفحہ ۱۵ر پر کیا ہے۔ والد حضرت نے قطب سہرسا حضرت شاہ جعفر علی فریدی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس سے واپسی پر کانپور میں قیام کیا۔ مفتی رفاقت
حسین صاحب سے ملاقات کی۔ انھوں نے عزت وتکریم کی۔ منظر اسلام کے دورہ حدیث کے تعلیمی دور کی یاد تازہ ہوئی۔ اُن دنوں محمود صاحب
تذکرہ علمائے اہل سنت کی تالیف میں مشغول تھے۔ آپ نے مفید مشورے دیے اور تعاون کا وعدہ کیا۔ مولانا محمود صاحب مدرسہ احسن المدارس قدیم
میں مدرس تھے۔ والد حضرت کے خاص شاگرد استاذ العلماء مولانا حکیم دانش علی فریدی صاحب شیخ الحدیث اور صدر مدرس تھے۔ مولانا موصوف احقر
سہیل فریدی سے کافی الفت رکھتے تھے۔ برادرانہ شفقت فرماتے، فون کے ذریعہ خیریت معلوم کرتے تھے۔ ایک بار خاص کرم فرمایا بغیر اطلاع کے
غریب خانہ پر تشریف لائے، دروازہ پر دستک کے ساتھ سہیل میاں کی آواز دی۔ گفتگو کے دوران فرمایا کہ گجرات جا رہا تھا۔ نئی دہلی ریلوے اسٹیشن پر
دو گھنٹہ کا وقت تھا، آپ کا خیال آیا دل نے چاہا کہ ملاقات کروں۔ خواجہ اسلام الدین نظامی امام مسجد درگاہ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء سے پتہ
دریافت کیا اور بغیر اطلاع کے آ گیا۔ گفتگو کے دوران فرمایا کہ مشائخ آبادانیہ کے حالات پر آپ کی تصنیف "تذکرہ آبادانیہ" بہت پسند آئی۔ طبیعت
خوش ہوئی، یہ وقت کی اہم ضرورت تھی میں نے اس کی دو جلدیں درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء سے خریدیں۔ ہمارے بہار میں سلسلہ آبادانیہ بہت
پھیلا ہوا ہے۔ مشائخ نے سلسلہ کو خوب پھیلایا، آبادانی فیض کو عام کیا۔ کمی یہ ہوئی کہ تصنیف وتالیف کی طرف توجہ نہ کی، اس لئے مشائخ کے حالات
سے عوام وخواص واقف نہ ہو سکے۔ آپ نے تاریخ مشائخ آبادانیہ لکھ کر کمی کو پورا کیا۔ آپ سلسلہ کو جاری رکھیں اور قلم کو چلاتے رہیں۔ احقر نے عرض کیا
کہ طباعت میں دشواری آتی ہے۔ فرمایا دشواری آتی ہے اور دور ہوتی ہے۔ میری کئی کتابیں وسائل کی کمی کی وجہ سے شائع نہ ہو سکیں، اللہ مددگار
ہے۔ وصال سے ایک سال قبل گجرات سے فون پر خیریت دریافت کی۔ احقر کے ماہ نامہ کنزالایمان میں شائع مضمون کا ذکر کیا، اپنے مرید جو مسجد کے
امام تھے سے کہا کہ یہ ہمارے اپنے ہیں ان سے رابطہ رکھو۔ احقر سے کہا کہ جب سستی پور آئیں، ملاقات کریں۔ اسٹیشن پہنچ کر فون کر دیں، گاڑی بھیج
دوں گا۔ جنوری ۲۰۱۸ء میں سستی پور سفر میں ملاقات کی کوشش کی۔ سستی پور سے روانہ بھی ہو گیا، خدا کو منظور نہ تھا ملاقات نہ ہو سکی جس کا افسوس رہا۔

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ
مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشاں کبھی

☆ سجادہ نشین خانقاہ آبادانیہ فریدیہ بدایوں شریف، 8860344708

نقوش راہ

پانی بچے گا تب تو ضائع کریں گے صاحب!

محمد ہاشم قادری مصباحی*

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اللہ رب العزت کے لئے ہی تمام تعریفیں ہیں جو تمام جہانوں کی پرورش فرمانے والا ہے۔اتنی وسیع وعریض دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق کے لیے کھانے پینے کے واسطے ہر طرح کی ضروریات وسہولیات کی بے شمار چیزیں پیدا فرمائیں اور فرمایا:

وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ

(سورہ ابراہیم، آیت ۳۴)

ترجمہ: اس (اللہ) نے تمہیں ہر وہ چیز عطا فرمادی جو تم نے اس سے مانگی اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو (تو) پورا شمار نہ کر سکو گے، بیشک انسان بڑا ہی ظالم بڑا ہی ناشکر گزار ہے۔

رب العالمین سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ جب رب سارے جہان کا پالنے والا ہے تو پھر آج زندگی کی اہم ضروریات کی چیزیں کیوں کم پڑ رہی ہیں؟ غور کریں اپنا محاسبہ کریں؟ پانی جیسی انمول نعمت جو اللہ کی ہر مخلوق کو ضرورت ہے اس کی اتنی کمی کیوں ہو رہی ہے جب کہ پانی کے بارے میں قرآن کریم نے مختلف طریقے سے بتایا کہ پانی اللہ نے پینے کے لیے برسایا، اللہ نے پانی زمین کو سیراب کرنے کے لیے برسایا، اللہ نے پیٹ کے بل چلنے والی مخلوق (سانپ، بچھو وغیرہ) کے لیے پانی پیدا فرمایا، اللہ نے آسمان سے تم پر پانی اس لئے اتارا کہ تمہیں اس سے ستھرا (پاک وصاف) کردے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور کردے، (سورہ ۸، آیت ۱۱)

ہم نے آسمان سے پانی اتارا پاک کرنے والا اور ہم نے پانی اس لئے اتارا کہ زندہ کردیں مُردہ زمین کو اور اس پانی کو پلائیں اپنے بنائے ہوئے بہت سے چوپایوں اور آدمیوں کو۔ (سورہ ۲۵، آیت ۴۹)، اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اور آسمان کی جانب سے پانی اتارا پھر اس پانی کے ذریعہ سے تمہارے لیے رزق کے طور پر پھل پیدا کیے۔ (سورہ ۱۴، آیت ۳۲) وہی ہے جو اپنی رحمت (بارش) نازل کی جس سے ہر طرح کے پھل نکلتے ہیں (سورہ ۷، آیت ۵۷)

قرآن کریم میں ۹۳ جگہ پانی کا ذکر آیا ہے اور اللہ رب العزت فرما رہا ہے کہ فلاں فلاں چیز کی ضرورت کے لیے پانی برسایا، ظاہری بات ہے کہ جب اتنی ضروریات ہیں اور رب تعالیٰ پالنے والا ہے تو وہ پانی کم کیسے پیدا فرمائے گا کہ اس کی مخلوق پیاسی رہے (یا بھوکی) رہے، دوسری ضرورتیں پوری نہ ہوں بلکہ اللہ کی رحمت تو بندوں پر جھما جھم برس رہی ہے اور رب کریم فرما رہا ہے: وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (سورہ اعراف ۷، آیت ۳۱)

ترجمہ: اے آدم کی اولاد! کھاؤ اور پیو اور حد سے زیادہ خرچ نہ کرو کہ بیشک وہ زیادہ خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

کھانے پینے کا حکم خود رب تبارک وتعالیٰ دے رہا ہے ساتھ میں یہ بھی فرما رہا ہے فضول خرچی نہ کرو۔ اللہ کے اس حکم کو آج اولادِ آدم بھول گئی ہے اور اس کا خمیازہ بھگت رہی ہے اور آنے والے دنوں میں اپنی کرنی ہی کی وجہ کر ہی پینے کے لئے بوند بوند پانی کو ترسے گی۔ حضرت انسان آج اپنے کو ترقی یافتہ سمجھ بیٹھا ہے اور جدید ٹکنالوجی کی مدد سے قدرتی وسائل وذخائر کو حاصل کر کے بے دریغ خرچ (نہیں بلکہ) برباد کر رہا ہے، خود کردہ را علاجے نیست۔ خود کے کیے کا کوئی علاج نہیں۔

گرمی شروع ہوئی کہ پورے ملک میں پانی، پانی، پانی ہاہا کار مچنا شروع، سیاسی بیان بازیاں عروج پر ہیں ایک دوسرے کو ملزم ٹھہرانا سیاسی لوگوں کا پرانا طریقہ ہے، حکومتیں مستقل لائحہ عمل تیار نہیں کر رہی ہیں اور کر بھی رہی ہیں تو رفتار کچھوے کی چال سے بھی زیادہ سست ہے۔ ارجنٹ مدد کی ضرورتوں میں پاکٹ بھرنے میں زیادہ دلچسپی بنی رہتی ہے اور گھوٹالوں میں سرفہرست ملکوں میں "ہمارا بھارت مہان" کے پیارے پیارے باسی بغیر ڈکار کے سب ہضم کر جاتے ہیں۔

قدرتی نظام سے لڑنا اپنے لئے گڑھا، قبر کھودنے جیسا ہوتا ہے، لیکن اس کی طرف توجہ ہی نہیں۔ 300 فٹ اس کے بعد 400 فٹ کے

بعد بورویل کر کے پانی پالینا کوئی کمال نہیں حماقت اور بھول ہے، قدرتی نعمتوں، وسائل و ذخائر کو برباد کر کے ہم اپنے لیے نئے نئے مسائل کھڑے کر رہے ہیں اور اس کا دوش دوسروں پر ڈال رہے ہیں، اس سے بات بننے والی نہیں۔ ہر آدمی اپنی ذمہ داری نبھائے تبھی کچھ ہوگا، رونے سے کچھ ہونے والا نہیں۔ پانی آپ برباد کریں گے تو پانی آپ کو دھتکار دے گا جیسے آج کل ہو رہا ہے ملک کے کئی حصوں میں پانی کی سخت کمی سے لوگ بے حال و پریشان ہیں، ہر آدمی اپنے گھر سے پانی کی حفاظت کا بیڑا اٹھائے۔ دوسروں کو بھاشن دینے سے کچھ نہیں ہوگا۔

آج ہمارے سماج میں ملک میں دوسروں کے لئے اصول و قوانین بنائے جاتے ہیں، خلاف ورزی کرنے پر سزائیں دی جاتی ہیں، ذمہ دار لوگ کریں تو کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ غریب عورتیں خالی برتن لیے میلوں دور سڑکوں، نالوں، ندیوں میں پانی لینے کے لیے ماری ماری پھرتی رہتی ہیں، منسٹروں، بڑے لوگوں، ہوٹلوں میں چائے کا ایک کپ دھونے میں نل سے اتنی مقدار میں پانی بہا دیا جاتا ہے کہ اتنی دیر میں پانی سے ایک بالٹی بھر جائے گی، کپڑے دھونے کی آٹومیٹک مشینوں اور سیمی مشینوں سے کپڑے دھونے میں پانی اس طرح بہایا جاتا ہے جیسے معلوم ہوتا ہے کہ نل کا کنکشن دریاؤں یا سمندر سے جڑا ہوا ہے۔

پانی اب خریدا جا رہا ہے جس کے پاس جتنی دولت ہے اسی اعتبار سے خرید رہا ہے پہلے پانی بیچا نہیں جاتا تھا، پانی کو تالابوں، ندیوں میں جمع کرنے کی روایت تھی، اب پانی ہم خریدنے لگے ہیں تو یہ سوچ رہے ہیں کہ پیسے سے سب چیز خرید لیں گے۔ یہ دولت مندوں کی بھول ہے، صنعت کاری (industry) کے لئے کارخانوں میں پانی کی کھپت بہت تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے، کسانوں کو کھیتی کے لیے پانی کی ضرورت پہلے سے زیادہ ہے، پانی کے مسلسل غلط استعمال سے زمین کا پانی بہت تیزی سے نیچے چلا جا رہا ہے جو بہت فکر کی بات ہے، زمین کے اندر سے پانی نکال کر ہم یہ سوچ رہے ہیں کہ ہم نے بڑا کمال کر دیا لیکن ہم اپنے ہی ہاتھوں قدرت کی انمول شئے پانی کے ذخائر کو برباد کر رہے ہیں، سب کو سوچنا ہوگا جو بن پڑے کرنا ہوگا ورنہ سب کو بھگتنا ہوگا۔

ہمارا پیارا ملک ہندوستان قدرتی خزانوں سے مالا مال ہے کوئلہ، تانبا، پیتل، یورینیم، پہاڑوں، ندیوں سے لبالب لیکن کوئلہ سے لیکر بالو تک ندیوں سے بے تحاشہ نکال کر قدرتی نظام کو بدل رہے ہیں اور ند

یوں کی زندگی خراب کر کے طرح طرح کی مصیبتیں مول لے رہے ہیں۔

ہندوستان میں 263 ندیاں ہیں، جو بھی ندی ایک سے زیادہ ریاستوں سے گزرتی ہیں ان ندیوں کے پانی کا جھگڑا چل رہا ہے۔ کئی کیس سپریم کورٹ میں چل رہے ہیں۔ پنجاب ہریانہ کے بیچ ستلج دیاس یمنا، پر لڑائی بہت زمانہ سے ہے، عدالت میں کیس چل رہا ہے، دہلی ہریانہ کے بیچ یمنا کو لیکر جھگڑا چل رہا ہے، یاد رہے کہ ہریانہ میں جاٹ اندولن کے وقت جگہ جگہ نہر کاٹ کر یمنا کا پانی دہلی جانے سے روک دیا گیا تھا۔ ایمرجنسی جیسے حالات پیدا ہو گئے تھے فوج طلب کر کے نہر کی مرمت کرائی گئی اور دہلی کو پانی کی سپلائی شروع کی جا سکی، دہلی کو 215 ایم جی ڈی پانی یمنا سے اور 240 ایم جی ڈی پانی گنگا ندی سے ملتا ہے۔ اکثر پانی کو لے کر کہا سنی ہوتی رہتی ہے۔ کرناٹک اور تامل ناڈو میں کاویری ندی کے پانی کو لے کر جھگڑا بہت پرانا ہے۔ گزشتہ سال سپریم کورٹ نے پانی کی مقدار مقرر کی۔ کرناٹک اور تامل ناڈو میں حالات بدتر ہو گئے سیکڑوں بسوں کو جلا گیا، اربوں کی املاک کو برباد کیا گیا، مہینوں حالات خراب رہے۔ ندیوں میں جو خرابیاں ڈیم بنا کر، پل بنا کر، بے تحاشا بالو نکال کر پیدا ہو رہی ہیں ان کو سدھارنے کی کوشش نہ ریاستی حکومتیں کر رہی ہیں اور نہ ہی سنٹرل حکومت کر رہی ہے۔ گزشتہ سال مغربی بنگال میں پانی کی کمی کی وجہ سے کتنا بڑا حادثہ ٹلا تھا، این ٹی پی سی کو پانی کی کمی سے بند کرنا پڑا تھا۔ فرکا فیڈر نہر میں پانی کم ہونے کی وجہ سے این ٹی پی سی کو بند کرنا پڑا، مشینوں کو ٹھنڈا رکھنے کے لیے پانی نہیں تھا۔ مغربی بنگال کا ایک بڑا علاقہ بجلی کی قلت سے دوچار ہوا، فیکٹریاں بند ہو گئیں سیکڑوں مسائل پیدا ہو گئے۔ تازہ رپورٹ ملاحظہ کریں۔ ہندوستان کے بڑے ہندی اخبار ''امر اُجالا'' میں پانی کی کمی کے سروے رپورٹ پڑھیں، آنکھیں کھولیں، سوچیں کیا ہوگا۔

گنگا کے جل استر کی لگاتار گراوٹ (کمی) کانپور بھیرو گھاٹ وارڈ نمبر 67 جس سے 30 لاکھ کی آبادی کو گنگا ندی سے پانی ملتا ہے پانی کی زبردست کمی ہوگئی ہے۔ جے این یو آر ایم کی جل آپورتی یوجنا بھرشٹاچار کی بھینٹ چڑھ گئی، 2008 میں شروع اس یوجنا پر جل نگم نے 7.59 ارب روپئے خرچ کیے، پر طے سیما 2013 سے ختم ہونے کے پانچ سال بعد بھی لوگوں کو بھرپور پانی نہیں مل رہا ہے، بھیرو گھاٹ پمپنگ اسٹیشن سے گنگا کی دھارا 600 میٹر ابھی سے نیچے چلی گئی ہے،

ابھی گرمی شروع بھی نہیں ہوئی۔لوگوں کو بھرپور پانی نہیں مل رہا ہے،اس سال بھیانک صورتِ حال پیدا ہونے والی ہے۔(26.02.2018 امر اُجالا، mycty کانپور)

لوگ سوچتے ہیں کہ ہم ندی کے کنارے بسے ہیں تو بلے بلے پانی ملے گا ہی۔ایسا نہیں پانی کسی کی جاگیر نہیں،قدرت کا عطیہ ہے اسے جو سنبھالے گا عزت دے گا وہی پیئے گا،وہی سیراب ہوگا۔

یہ سب حال دیکھ کر سن کر بھی ہم اندھے بہرے بنے ہوئے ہیں وقتی طور پر واویلا مچاتے ہیں پھر آنکھ بند کرکے بے سدھ ہو جاتے ہیں،زندگی کے ہر شعبے میں پانی کی ضرورت ہے اللہ نے اسی لئے فرمایا پانی فلاں چیز کے لیے برسایا،فلاں چیز کے لیے پیدا فرمایا(وغیرہ) پانی کی ہر بوند ہر شخص کے لیے قیمتی ہے پانی اگر پینا ہے تو پانی کو بچانا ہوگا اس سے پہلے کہ پانی ختم ہو جائے ملک کے مختلف علاقوں کی خشک سالی نے یہ بتا دیا ہے۔

راجستھان کے جیسلمیر اور دوسرے علاقوں سے سیکھنے کی ضرورت ہے جہاں بارش کی ایک ایک بوند کو بہت عزت واحترام کے ساتھ جمع کیا جاتا ہے جو سال بھر اُن کی پیاس بجھاتی ہے۔اللہ نہ کرے ہم اور آپ پر وہ دن آئے اس سے پہلے سب کو غور کرنا ہوگا،پانی کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کرنی ہوگی۔معروف سائنس داں اسٹیفن ہاکنگ (Stephen Hawking) انتقال ۱۴؍ مارچ ۲۰۱۸ء کو ہوا،نے ابھی چند ماہ پہلے ہی اس کرۂ ارض پر انسانوں کے ذریعہ قدرتی وسائل کے بے دریغ برباد کرنے کی وجہ سے کرۂ ارض کے آئندہ سو سال میں تباہ ہونے کی پیشن گوئی کرکے پوری دنیا کو حیرت میں مبتلا کر دیا تھا۔اس کے باوجود ہم قدرتی وسائل کو برباد کر رہے ہیں۔برباد ہم کریں گے تو جھیلے گا کون؟ ترقی کون نہیں چاہتا۔ترقی کے لیے پانی جیسے قدرتی وسائل کو نیست ونابود کر دیں تو ترقی کو لیکر چاٹیں گے کیا؟ پانی کی ضرورت کو رکھ کر ترقی کے پروجیکٹ لگانا ہوگا،پیڑ لگانے ہوں گے،تالاب بنانے ہوں گے، ندیوں کی زندگی لمبی کرنے کے لیے ندیوں کو گہرا کرنا ہوگا،کچڑا ڈال کر ندیوں کو بھر دیں گے اور پانی چاہیں گے؟ تو وہی مثال ہوئی کسی کو گولی مار دیں اور پھر اُسے آکسیجن دے کر زندہ کرنے کی کوشش کریں،یہ حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟

مچھلی جل کی رانی ہے — جیون اس کا پانی ہے

پانی ہوگا تبھی تو آپ کی،ہماری،سب کی زندگی باقی رہے گی۔اللہ ہم سب کو سمجھ عطا فرمائے۔آمین ثم آمین۔

☆☆☆

☆خطیب وامام مسجد ہاجرہ رضویہ،اسلام نگر،کپالی،پارڈیہہ،مانگو، جمشید پور(جھارکھنڈ) 09431332338

آٹھ سو سالہ پرانی درگاہ شیخ ابو بکر طوسی عرف مٹکے شاہ دہلوی کی بارگاہ کے صحن میں ختم قرآن کی تقریب

رمضان المبارک کی برکتوں کے کیا کہنے! ہر گھڑی خیر ہے۔نفل پڑھتے ہیں تو فرض کا ثواب ملتا ہے اور فرض پڑھتے ہیں تو ستر (۷۰) گنا کرکے ملتا ہے۔ہمیشہ نیک سوچتے اور نیکیوں کی طرف دوڑتے ہیں۔اچھا کھاتے اور خوب کھاتے اور بہتر سے بہتر اپنے بھائیوں کو کھلاتے بھی ہیں۔خدا کی نعمتوں اور برکتوں سے سب مالا مال نظر آتے ہیں۔یہ سب رمضان المبارک کی قدرتی خوبیاں ہیں۔آٹھ سو سالہ پرانی درگاہ شیخ ابو بکر طوسی عرف مٹکے شاہ دہلوی کی بارگاہ کے صحن میں ۹ رمضان المبارک، ۲۶ مئی ۲۰۱۸ء کو ختم قرآن کی تقریب منعقد ہوئی جس میں خطاب کرتے ہوئے مولانا جنید عالم قادری (ناظم ونگراں مدرسہ محبوب الٰہی) نے ان حقیقتوں کا اظہار کیا۔انہوں نے کہا کہ ماہ رمضان کی تین اہم اور خاص خوبیاں ہیں،ایک تراویح،دوسرے اعتکاف اور تیسری شب قدر۔ہمیں ان تینوں خوبیوں کا خیال رکھنا چاہئے تاکہ اپنے رب کی خاص رحمتوں کے حق دار بنیں۔محبوب الٰہی کی چلہ گاہ والی مسجد پتے شاہ کے امام وخطیب مولانا محمد حسین مصباحی نے کہا کہ ماہ رمضان کی ایک بڑی خوبی صبر وشکر بھی ہے اور مہر ومساوات بھی کہ ہم اپنے سماج اور خاندان کے ضرورت مند انسانوں کی مدد کریں تاکہ ان کا مہینہ بھی ہماری طرح گزرے اور ان کی عید بھی ہماری طرح خوشگوار ہو جائے۔حافظ محمد عارف (فارغ مدرسہ محبوب الٰہی، متصل بارگاہ حضرت نظام الدین اولیا) نے قرآن سنایا جب کہ اسی مدرسہ کے طالب علم محمد توصیف رضا نے سماعت کی۔صلوٰۃ وسلام کے بعد مولانا جنید عالم قادری کی دعاوں پر محفل ختم ہوئی۔تقریب میں حافظ وقاری انس رضا مدرس مدرسہ محبوب الٰہی،درگاہ مٹکے شاہ کے سجادہ نشین صوفی محمد سلیم سلطانی،صوفی شکیل احمد سلطانی،حاجی تحسین احمد صاحب،صوفی شیر علی نظامی،صوفی محمد شاہد سلطانی،صوفی محمد قیوم صاحب اور صوفی محمد ایوب صاحب وغیرہ شریک تھے۔شیرینی کے ساتھ لنگر خانے کا بھی حاضرین نے لطف اٹھایا۔

رپورٹ: حافظ محمد نظام الدین، مدرسہ محبوب الٰہی، متصل درگاہ حضرت نظام الدین اولیا دہلی، نزد درگاہی مسجد

منظر نامہ

اللہ چاہے اور اس کا رسول چاہے، کہنا غلط ہے؟

فیضان سرور مصباحی*

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے (آپ ﷺ نے سے مخاطب ہو کر) کہا کہ: جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں (وہی ہوتا ہے) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو نے مجھے اللہ کے برابر کر دیا، بلکہ (یہ) کہو کہ جو اللہ اکیلا چاہے (وہی ہوتا ہے)
(مسند احمد، جلد 1، ص284، حدیث)

اس حدیث کے بارے میں کچھ تشریح سے قبل اتنا معلوم ہونا چاہیے کہ اس طرح کی باتوں کے پھیلانے والوں کا فکری تار کسی نہ حیثیت سے ابن عبدالوہاب نجدی سے ضرور جڑا ہوتا ہے، وہابیائی فکر پر مختصر تبصرہ کچھ یوں کیا جا سکتا ہے کہ جس طرح رافضیوں کے نزدیک حب علی کا مطلب یہ ہے کہ حضرت معاویہ کو خوب برا بھلا کہیے، اسی طرح وہابیوں کے نزدیک توحید باری تعالی کا مطلب یہ ہے کہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں دل کھول کر اہانت آمیز جملے چست کیجیے، آیات و احادیث کے سیاق و سباق کو کاٹ چھانٹ کر جتنی کی گنوا سکتے ہیں، خوب کوشش میں لگے رہیے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے یہاں جو جتنا بڑا گستاخ رسول ہوتا ہے، اسے اسی قدر سر پر بٹھانے کی کوشش کی جاتی ہے، اور وہی ان کے یہاں کا مناظر و متکلم قرار پاتا ہے۔ اس گروہ کے لیے اس سے بڑی کم نصیبی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ مناظرہ کی رات پوری ٹیم قرآن و احادیث کے اوراق الٹ پلٹ کر ڈھونڈتے رہتے ہیں کہ کاش مزید تنقیص رسول پر مبنی کچھ خود ساختہ دلائل مل جائیں تا کہ کل مناظرے میں توحید باری تعالی کے بیان کے وقت انھیں پیش کیا جا سکے۔ (نعوذ باللہ من شر الوهابية) مسند احمد کی اس روایت کے ذریعے اسی طرح کی ناپاک جسارت کی کوشش کی گئی ہے تو اب اصل مقصد پر آتے ہیں۔

آمدم بر سر مطلب بلا شبہ یہ روایت مسند احمد بن حنبل کے اندر ملتے جلتے الفاظ میں سند صحیح یا سند حسن کے ساتھ چار جگہ موجود ہے جن میں سے ایک جگہ کے الفاظ یوں ہیں: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا أَجْلَحُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَجُلًا، قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: أَجَعَلْتَنِي وَاللَّهَ عَدْلًا، بَلْ مَا شَاءَ اللَّهُ وَحْدَهُ.
(مسند أحمد، وَمِنْ مُسْنَدِ بَنِي هَاشِمٍ، مُسْنَدُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْعَبَّاسِ ج:399 ص:3 حدیث:1839)

یہاں پر یہ بھی یاد رکھیں کہ مسند احمد بن حنبل میں مذکور تین روایات میں قدرے اجمال ہے، اور ایک میں کچھ تفصیل۔ یہ تینوں عن اجلح کندی، عن یزید بن اصم، عن ابن عباس مروی ہیں جس کا ایک نمونہ اوپر مذکور ہوا۔ اس مفہوم کی ایک اور مختصر حدیث اسی سند کے ساتھ ابن ماجہ (یکے از صحاح ستہ) میں یوں مسطور ہے:

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَجْلَحُ الْكِنْدِيُّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا حَلَفَ أَحَدُكُمْ، فَلَا يَقُلْ مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتَ، وَلَكِنْ لِيَقُلْ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ شِئْتَ (سنن ابن ماجہ، كِتَابُ الْكَفَّارَاتِ، بَابُ: النَّهْيِ أَنْ يُقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتَ)

مسند احمد کی پیش کردہ روایت سے تو یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اللہ تعالی کی مشیت کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کی مشیت و چاہت پر قسم معلق کرنا جائز نہیں اور ابن ماجہ کی روایت میں کچھ اضافے کے بعد اس کی صاف اجازت دی گئی، ابھی چونکیے نہیں، بلکہ ذرا مسند احمد بن حنبل اور سنن نسائی دونوں میں موجود ایک تفصیلی روایت کو بھی ملاحظہ کر لیجیے، سنن نسائی کے الفاظ ہیں: عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ قُتَيْلَةَ امْرَأَةٍ مِنْ جُهَيْنَةَ، أَنَّ يَهُودِيًّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّكُمْ تُنَدِّدُونَ وَإِنَّكُمْ تُشْرِكُونَ، تَقُولُونَ: مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتَ وَتَقُولُونَ: وَالْكَعْبَةِ. فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادُوا أَنْ يَحْلِفُوا أَنْ يَقُولُوا: وَرَبِّ الْكَعْبَةِ. وَيَقُولُونَ مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ شِئْتَ (حکم الحدیث: صحیح سنن النسائی

،كِتَابُ الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ، الْحَلِفُ بِالْكَعْبَةِ، ج:7، ص:6)

نسائی کی یہی روایت الفاظ کی تفصیل کے ساتھ اسی سند سے یوں مروی ہے مسند احمد بن حنبل کے الفاظ دیکھیں، اور پھر ترجمہ ملاحظہ فرمائیں: حَدَّثَنِي مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ قُتَيْلَةَ بِنْتِ صَيْفِيٍّ الْجُهَنِيَّةِ قَالَتْ: أَتَى حَبْرٌ مِنَ الْأَحْبَارِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، نِعْمَ الْقَوْمُ أَنْتُمْ، لَوْلَا أَنَّكُمْ تُشْرِكُونَ. قَالَ: "سُبْحَانَ اللهِ، وَمَا ذَاكَ؟" قَالَ: تَقُولُونَ إِذَا حَلَفْتُمْ: وَالْكَعْبَةِ. قَالَتْ: فَأَمْهَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَيْئًا، ثُمَّ قَالَ: "إِنَّهُ قَدْ قَالَ، فَمَنْ حَلَفَ فَلْيَحْلِفْ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ". ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، نِعْمَ الْقَوْمُ أَنْتُمْ، لَوْلَا أَنَّكُمْ تَجْعَلُونَ لِلَّهِ نِدًّا. قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ، وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: تَقُولُونَ: مَا شَاءَ اللهُ وَشِئْتَ. قَالَ: فَأَمْهَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَيْئًا، ثُمَّ قَالَ: إِنَّهُ قَدْ قَالَ، فَمَنْ قَالَ: مَا شَاءَ اللهُ، فَلْيَفْصِلْ بَيْنَهُمَا: ثُمَّ شِئْتَ (حکم الحدیث: إسناده صحيح. مسند أحمد، مُسْنَدُ النِّسَاءِ، حَدِيثُ قُتَيْلَةَ بِنْتِ صَيْفِيٍّ، ج:45، ص:43)

ترجمہ: حضرت قُتَیلہ بنت صیفی جُہینہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہودیوں کا ایک بڑا عالم بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا، کہنے لگا کہ اے محمد ﷺ تم بہت اچھے لوگ ہو اگر شرک نہ کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ (میں اور شرک؟) وہ کیسے؟ اس نے کہا تم لوگ قسم اٹھاتے وقت بولتے ہو کعبہ کی قسم کھاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے کچھ وقت خاموش رہنے کے بعد فرمایا کہ اس یہودی نے یہ کہا ہے لہٰذا جو (مسلمان) قسم اٹھائے 'رب کعبہ' کی اٹھائے پھر یہودی عالم بولا اے محمد ﷺ تم بہت اچھے لوگ ہو، اگر اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ۔ آپ نے فرمایا: سبحان اللہ وہ کیا؟ (جس میں مجھے تو شرک نظر نہیں آیا اور تجھ بے ایمان کو نظر آ گیا؟) کہنے لگا کہ تم (مسلمان) کہتے ہو جو اللہ چاہے اور حضور آپ چاہیں۔ اس پر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا کہ اس یہودی نے یہ کہا ہے: اب جو کہے ماشاء اللہ (جو اللہ چاہے) تو دونوں میں فاصلہ رکھے پھر کہے: ثم شئت (پھر جو آپ چاہیں) سنن دارمی کی روایت پر بھی ایک نظر ڈال لیں، تاکہ پھر آگے کے تجزیے میں آسانی ہو:

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ رَأَى فِي النَّوْمِ أَنَّهُ لَقِيَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقَالَ نِعْمَ الْقَوْمُ أَنْتُمْ لَوْلَا أَنَّكُمْ تُشْرِكُونَ تَقُولُونَ مَا شَاءَ اللهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ وَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَمَا وَاللهِ إِنْ كُنْتُ لَأَعْرِفُهَا لَكُمْ قُولُوا مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ شَاءَ مُحَمَّدٌ

(دارمی، السنن، 2:382، رقم: 2499، دار الکتاب العربی بیروت)

حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مسلمان شخص نے خواب میں ایک کتابی (یہودی) سے ملاقات کی جس نے یہ کہا تم بہت اچھے لوگ ہو اگر شرک نہ کرو اور یہ نہ کہو کہ ماشاء اللہ و ماشاء محمد (جو اللہ تعالیٰ نے چاہا، جو محمد ﷺ نے چاہا) اس مسلمان نے یہ خواب حضور نبی اکرم ﷺ کے سامنے بیان کر دیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سنو! بخدا: بے شک میں اس بات کو تمھارے حق میں (درست) سمجھتا تھا۔ (مگر جب یہودی معترض ہو گیا تو اب اس کا منہ بند کرنے کے لیے) یوں کہو: ماشاء اللہ وثم ماشاء محمد (جو اللہ تعالیٰ چاہے، پھر محمد ﷺ چاہیں)

حاصل بحث اور اہل سنت وجماعت کا موقف: ان تمام صحیح احادیث کا خلاصہ یہ نکلا کہ ایک یہودی عالم نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر (مسند احمد بن حنبل میں گزرا) یا ایک صحابی کے خواب میں آ کر (دارمی میں ہے) صحابہ کے درمیان رائج قسم کھانے اور حلف اٹھانے کے طریقے پر اعتراض کرنے لگا کہ آپ لوگ حلف کے اس طریقے: ماشاء اللہ و ماشاء محمد اور والکعبۃ کے ذریعے شرک میں مبتلا ہیں۔ اس پر آقا ﷺ نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد ارشاد فرمایا: میں اس جملے کو تمھارے حق میں درست جانتا ہوں (أَمَا وَاللهِ إِنْ كُنْتُ لَأَعْرِفُهَا لَكُمْ. دارمی) لیکن اگر اس یہودی کو یہ جملہ شرکیہ لگ رہا ہے تو پھر اس میں کچھ اضافہ اور فصل کر کے (مسند احمد) بطور قسم یوں کہا کرو: ماشاء اللہ وثم ماشاء محمد (جو اللہ تعالیٰ چاہے پھر محمد ﷺ چاہیں۔) إِنَّهُ قَدْ قَالَ، فَمَنْ قَالَ: مَا شَاءَ اللهُ فَلْيَفْصِلْ بَيْنَهُمَا: ثُمَّ شِئْتَ (مسند احمد) (یعنی یہ یہودی شرکیہ کہتا ہے تو پھر ایسا کرو کہ دونوں میں ثم وغیرہ کے ذریعے کچھ فاصلہ کر کے بولو) تاکہ یہودیوں کی زبان بند ہو جائے اور شرک و برابری کا وہم ہی جاتا رہے۔

یہی موقف اب اہل سنت و جماعت کا قرار پایا کہ بلا فصل اس طرح کی قسم درست نہیں اور فصل کے ساتھ درست ہے جیسا کہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے۔

وھابیہ کی بد باطنی اور یھودی فکر کی اشاعت: پوسٹ میں موجود روایت سند صحیح سے ثابت ہے مگر اس کے باوجود یہ ایک مختصر روایت ہے، اور دوسری کئی روایتوں کو سامنے رکھ کر ہی اس سے کوئی مناسب نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے جس میں کچھ تفصیل موجود ہے۔ اس حدیث کے شواہد و متابع کو دیکھے بغیر محض اتنے ہی الفاظ پر کفر و شرک جڑ دینا، یا کوئی اور حکم لگانا یا تو عجلت اور قلت علم کا نتیجہ ہے، یا پھر جذبۂ تنقیص رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس پر وہابیت کی پوری عمارت کھڑی ہے۔

آخر کیا وجہ ہے کہ بات بات پر صحاح ستہ کی رٹ لگانے والے وہابیہ ابن ماجہ اور سنن نسائی کی صحیح اور بے غبار مفصل روایت کو چھوڑ کر مسند احمد بن حنبل کی مجمل روایت کا سہارا لے کر پوسٹ ترتیب دے رہے ہیں؟ وجہ صرف اتنی ہے کہ ہندوستان میں وہابیت کے بانی مبانی کی من مانی عقیدے: (رسول خدا کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا: تقویۃ الایمان، ص:75) کی بظاہر تائید اسی روایت میں انھیں نظر آتی ہے۔ ورنہ تو اگر انھوں نے تھوڑی دیر کے لیے ابن ماجہ و سنن نسائی سے بھی زیادہ مسند احمد بن حنبل کو قرار دے دیا تھا تو پھر اسی مسند احمد بن حنبل میں تو اس کی مفصل روایت بھی موجود تھی، پھر اس پر نظر کیوں نہ گئی؟

ظاہر ہے کہ اگر مفصل روایت کا سہارا لے لیا جاتا تو پھر اس خود ساختہ وہابیائی عقیدے کا قلعہ خود ہی زمیں بوس ہو کر رہ جاتا کیوں کہ تقویت الایمان میں ہے کہ "رسول خدا کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا" (ص:75) اور مسند احمد بن حنبل میں خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم دے رہے ہیں کہ:

میں اس جملے کو تمھارے حق میں درست جانتا ہوں (أَمَا وَاللهِ إِنْ كُنْتُ لَأَعْرِفُهَا لَكُمْ دارمی) لیکن اگر اس یہودی کو یہ جملہ شرکیہ لگ رہا ہے تو پھر اس میں کچھ اضافہ اور فصل کر کے () بطورِ قسم یوں کہا کرو: ماشاء اللہ وثم ماشاء محمد (جو اللہ تعالیٰ چاہے پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں۔) إِنَّهُ قَدْ قَالَ، فَمَنْ قَالَ: مَا شَاءَ اللهُ. فَلْيَفْصِلْ بَيْنَهُمَا: ثُمَّ شِئْتَ (مسند احمد)

(یعنی یہ یہودی شرکیہ کہتا ہے تو پھر ایسا کرو کہ دونوں میں ثم وغیرہ کے ذریعے کچھ فاصلہ کر کے بولو) تاکہ یہودیوں کی زبان بند ہو جائے اور شرک و برابری کا وہم بھی جاتا رہے۔

اختتامیہ: مسلمانو! کل کے یہودی اس جملے کو شرکیہ بتا کر مسلمانوں کو برا بھلا کہہ رہے تھے، اور آج کے ان کے دوست غلامان سعودی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترمیمات اور تعلیمات "بطورِ قسم یوں کہا کرو: ماشاء اللہ وثم ماشاء محمد (جو اللہ تعالیٰ چاہے پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں) (دارمی)" کو چھپا کر اپنی یہود نوازی کو فروغ دے رہے ہیں۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ.

شرم تم کو مگر نہیں آتی

☆7 ررمضان المبارک 1439ھ

خدا کے واسطے خدا کے بندوں کا رشتہ خدا کی کتاب قرآن حکیم سے باقی رکھا جائے

قرآن مجید ایسی بابرکت کتاب ہے جس کو ہمارے رب نے مبارک بنا کر رمضان المبارک میں نازل فرمایا ہے قدر کی رات میں، اس کو دیکھ کر تلاوت کرنا، کسی کی تلاوت سننا، تنہا پڑھنا، اجتماعی قرآن خوانی کرنا، بابرکت ہے ہی، البتہ اگر عمل کر لیا جائے تو ہماری زندگی روحانی بن سکتی ہے، ہم کامیاب ہو سکتے ہیں، ہمارے دل و دماغ بھی روحانی ہو سکتے ہیں اور ہم اپنے رب کے قریب ہو سکتے ہیں۔ جامعہ نگر تھانہ کے قریب النواز ریسٹورنٹ کے کونشن ہال میں منعقد تراویح کے دوران تکمیل قرآن کی محفل میں مسجد خلیل اللہ کے امام و خطیب مولانا محمد یعقوب علی خان قادری نے یہ بیان کیا، انہوں نے کہا کہ رب نے اپنے کلام سے اپنے بندوں کا رشتہ قایم رکھنے کے لئے بہت سے انعامات کا اعلان کیا ہے جیسے کہ اگر ہم قرآن کا ایک حرف بھی پڑھتے ہیں تو ہمیں دس نیکیاں ملتی ہیں اور نیکی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی فائدہ نہیں، لیکن ہمارے سماج کے جدید مفکرین فرمانے لگے ہیں کہ بغیر سمجھے ہوئے قرآن کی تلاوت سے کوئی فائدہ نہیں۔ عجیب حال ہے کہ ہمارے نبی بطور مثال الٓمٓ کے الفاظ پیش کر کے ایک ایک حرف کے بدلے دس نیکی کا اعلان فرما رہے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ بغیر سمجھے قرآن کی تلاوت سے کوئی فائدہ نہیں، تو کیا ہم میں سے کسی کو الٓمٓ کا معنی معلوم ہے؟ خدا کے واسطے خدا کے بندوں کا خدا کے کلام سے رشتہ باقی رہنے دیا جائے اور قانون خدا و رسول کے خلاف بے بندگی کا گناہ نہ کیا جائے۔ حد سے زیادہ بھی دانشوری خطرے سے خالی نہیں، اللہ ہمیں ہدایت عطا فرمائے۔ حافظ حسنین رضا نے قرآن پاک سنایا، حافظ معین الدین امجدی نے سماعت کی، محفل میں نعت خوانی اور منظوم کلام پیش کرنے کا شرف مولانا محمد ظفر الدین برکاتی نے حاصل کیا۔ حافظ محمد سعید اکبر پوری، حافظ ابوالکلام وغیرہ علما و عوام و خواص بڑی تعداد میں موجود تھے، امام صاحب کی دعا پر محفل ختم ہوئی اور شیرینی و عشائیہ کے سب تشریف لے گئے۔

اطلاع: حافظ فہیم رضا نظامی، برکاتی بک سینٹر، سرسید روڈ بٹلہ ہاؤس اوکھلا، نئی دہلی۔ ۲۵

فکر فردا

مساجد اور امام صاحبان کا احترام

ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی*

مسجدوں کا احترام اور امام مسجد کا ادب دونوں ہی باتیں ہمارے لیے بہت زیادہ ضروری ہیں۔ مسجدیں اللہ کا گھر اور امام ہمارا دینی رہنما ہوتا ہے۔ احادیث میں مسجدوں کے ساتھ امام کی بھی فضیلتیں بیان کی گئی ہیں۔ مسجد بستی کی سب سے بہتر جگہ ہے۔ اس کا ادب ہم پر لازم ہے۔ مسجدیں عبادت اور ذکر کے لیے ہیں۔ یہاں دنیاوی باتوں سے بچنا ضروری ہے، چیخنا چلانا ویسے بھی اچھا عمل نہیں، تو مسجد میں تو اس سے بچنا اور بھی ضروری ہے۔ دھیمی آواز میں ٹھہر ٹھہر کر بات کرنا سامنے والے کے دل میں جگہ بنالیتا ہے۔ گھر ہو یا بازار، مسجد ہو یا مدرسہ ہر جگہ ہمیں اپنی آواز پست رکھنا چاہیے۔ آج جب مسجدوں کی میٹنگیں ہوتی ہیں، تو مسجد میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے لیے آوازیں بلند ہوتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے قیامت کی جو نشانیاں بیان فرمائی ہیں، ان میں ایک یہ بھی ہے کہ مسجدوں میں آوازیں بلند ہونے لگیں گی۔ احادیث میں جہاں مسجدوں کو آباد کرنے اور اس کی خدمت کرنے کی فضیلتیں آئی ہیں وہیں مسجدوں کی بے حرمتی کرنے کے بارے میں سزائیں بھی سنائی گئی ہیں۔ آقا ﷺ نے فرمایا "اگر کسی شخص کی مسجد میں آمد ورفت رہتی ہے تو تم اس کے ایمان کی گواہی دو۔"

صرف مسجد میں آنے جانے پر اس کے ایمان کی گواہی کی تعلیم دی گئی ہے، تو سوچئے اگر کوئی مسجد کی خدمت میں مصروف رہتا ہو تو اس کے کیا فضائل ہوں گے؟ کسی کو مسجد کی خدمت نصیب ہو جائے تو یہ ایک بڑی نعمت ہے، اس پر جس قدر شکر کیا جائے کم ہے۔ آج مسجدوں کے ذمہ داران مساجد کی دیکھ بھال میں بہت زیادہ توجہ دیتے ہیں، رنگ روغن، سجاوٹ، لائٹ، پنکھے، اے سی اور دوسری چیزوں کا خوب انتظام کرتے ہیں لیکن کچھ ایسی باتیں بھی کر بیٹھتے ہیں جن سے بچنا ضروری ہوتا ہے، اگر اُن باتوں سے پرہیز کیا جائے تو مسجد کے لیے ان کی خدمت کا ثواب اور زیادہ ہو جائے گا۔

حضرت مولانا سید شاہ غلام محی الدین فقیر عالم قادری برکاتی مارہروی قدس سرہٗ اپنی کتاب "رسالۂ مباحث امامت" میں مساجد کی تعظیم کے بارے میں لکھتے ہیں:

"آج کل لوگ مساجد کی بہت ہی بے ادبی کرتے ہیں کوئی اُن میں سوتا ہے، کوئی تمام دنیا بھر کے مشورے سود (وغیرہ) کے معاملات تک وہیں چکاتا ہے، کوئی سب گھر گرہستی کا سامان وہیں جمع کیے اُن کو گھر بنائے بیٹھا ہے۔ غرض دنیا بھر کے معاملات ہنسی، دل لگی، مذاق سب وہیں ہوتے ہیں اور تو اور، اب یہ طریقہ نکلا ہے کہ کوئی حاکم نیا آیا تو اس کی خوش آمدید مسجد میں ہی کی گئی، کسی حاکم نے دنیا سے کوچ کیا اس کی تعزیت کا جلسہ مسجد ہی میں منعقد ہوا۔ ارے بھائیو! کچھ تو خدا سے ڈرو! آخر ایک دن مروگے جب اللہ ان باتوں سے سوال کرے گا فرمائے گا کہ مسجدیں میرے ذکر کے لیے بنائی گئی تھیں تم نے یہ فعل اُن میں کس کی اجازت سے کیے؟ تو کیا جواب دوگے؟ کیا اُس وقت یہ حکام تمہاری سفارش اللہ تعالیٰ سے کر سکیں گے؟ ہر گز نہیں!

مسجدوں کو بدبو کی چیزوں سے، بچانا فرض ہے جیسے مٹی کا تیل وغیرہ۔ وہاں کچا لہسن، پیاز یا تمباکو کھا کر یا حقہ پی کر جب کہ ان کی بدبو باقی ہو آنا منع ہے گناہ ہے۔ دنیا کی باتیں مسجد میں نہ کرے، نہ وہاں مول تول خرید فروخت کرے، نہ فضول شعر گوئی کرے، نہ مسجد میں بے ضرورت گزرے، نہ لڑے، نہ چیخے چلائے، نہ پاگل مجنوں کو لائے، نہ چھوٹے بچوں کو لائے، نہ مسجد کے در و دیوار پر تھوکے، بغیر اعتکاف کے مسجد میں نہ سوئے، مسجد کو چوپالیں نہ بنائیں، اُن کی بہت قدر کریں وہاں پلنگ وغیرہ نہ بچھائیں، اللہ سے ڈریں، قیامت کا قرب ہے۔ اللہ ہمیں اور سب مسلمانوں کو اپنے اور اپنے حبیب مکرم ﷺ کی محبت عطا کرے اور ایمان پر ہماری زندگی اور خاتمہ کرے، آمین!" (ص 85/87)

کبھی کبھار دیکھنے میں آتا ہے کہ مسجدوں میں مسجد سے متعلق باتوں کے لئے کی جانے والی میٹنگوں میں بات چیت کرتے کرتے دنیاوی باتیں اور ہنسی و مذاق بھی شروع ہو جاتی ہے۔ اس سے بچنا چاہیے۔ مسجد کا

ادب اور احترام کرنا ضروری ہے احادیث کی روشنی میں مساجد میں دنیاوی باتوں کے احکام بیان کیے جاتے ہیں۔ مسلمان انھیں پڑھیں، سنیں اور اس پر عمل کریں:

مسجد میں دنیاوی باتیں کرنے کو بیٹھنا نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ فتح القدیر میں ہے "مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا مکروہ ہیں اور ایسا کرنا نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔"

امام عبداللہ نسفی نے مدارک شریف میں حدیث نقل کی ہے کہ مسجد میں دنیا کی باتیں نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جیسے چوپایہ گھاس کو۔" غمز العیون میں خزانۃ الفقہ سے ہے" جو مسجد میں دنیا کی بات کرے اللہ تعالیٰ اس کے چالیس برس کے عمل اکارت فرمادے۔" حدیقۂ ندیہ شرح طریقۂ محمدیہ میں ہے کہ" جو لوگ غیبت کرتے ہیں اور جو لوگ مسجد میں دنیا کی باتوں میں مصروف ہوتے ہیں ان کے منہ سے وہ گندی بو نکلتی ہے جس سے فرشتے اللہ عزوجل کے حضور شکایت کرتے ہیں۔"

حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں" حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جو مسجد میں بیٹھتا ہے وہ اپنے رب کی ہم نشینی کرتا ہے تو اس کے حق میں بہتر یہی ہے کہ خیر کے سوا کوئی گفتگو نہ کرے۔" (احیاء العلوم جلد اوّل)

معلوم ہوا کہ خداوند قدوس کی بارگاہ میں کسی اور طرف متوجہ ہونا، دنیا کی باتیں کرنا یقینا بے ادبی ہے۔ خود دنیا میں بھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی بڑے آدمی کی خدمت میں حاضر ہو کر اگر کوئی نوکر یا خادم، مرید یا شاگرد دوسرے کسی شخص سے باتیں کرنے لگے یا اپنی توجہ دوسری طرف موڑ دے تو یہ بے ادبی میں شمار کیا جاتا ہے۔ تو بارگاہ رب العلا جو سب سے اعظم واکبر، افضل واشرف اور بڑی بارگاہ ہے۔ وہاں پہنچ کر تو صرف اسی کا ذکر ہونا چاہیے، اسی کی حمد ہونی چاہیے، اسی کی تسبیح ہونی چاہیے، اسی کی بات ہونی چاہیے نہ کہ دنیا کی فضول باتیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسجد سے گذر فرمایا، دیکھا کہ کچھ لوگ اس میں بیٹھے دنیا کی باتیں کر رہے ہیں، زور زور سے ہنس رہے ہیں۔ سلام کے بعد فرمایا" لوگو! موت کو یاد کرو۔" یہ کہہ کر آپ تشریف لے گئے دوبارہ ادھر سے گذرے تو ان لوگوں کو اسی حالت میں یعنی دنیا کی باتوں میں مشغول پایا، تو فرمایا" خدا کی قسم! اگر تم کو وہ باتیں معلوم ہو جائیں جو میں جانتا ہوں تو کم ہنسو، زیادہ روؤ۔" پھر تیسری مرتبہ جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گذرے تو اب بھی ان لوگوں کو اسی حال میں پایا تو فرمایا" اسلام شروع میں غریب تھا (یعنی اجنبی، جس کے ماننے والے بہت کم تھے) اور آخر میں بھی میں غربا کے اندر محدود ہو کر رہ جائے گا تو خوش خبری ہو غربا کے لیے۔" لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! غربا کون ہیں؟ ارشاد فرمایا" جو امت میں فساد کے وقت دین وسنت پر قائم رہیں۔"

(تنبیہ الغافلین للعلامہ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) اردو ترجمہ موت کا سفر، مترجم: مفتی محمد خلیل خاں برکاتی علیہ الرحمہ)

واقعی جس طرح اجنبی مسافر سفر میں اپنا ساتھی نہیں پاتا، یا کبھی کبھار کوئی اس سے سیدھے منہ بات کرنے والا مل جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح آج اسلام کا حال ہے کہ اس پر چلنے والے خال خال نظر آتے ہیں عام طور سے جو لوگ پابند شرع ہوتے ہیں ان میں بھی اخلاص کا فقدان پایا جاتا ہے۔ اللہ ہمیں ہدایت بخشے۔ (آمین)

مختصر یہ کہ مساجد میں دنیاوی باتوں کا حد درجہ وبال دنیا کی باتیں کرنے والوں پر ہوتا ہے۔ نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔ اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔ اللہ عزوجل کو ایسے افراد سے کوئی کام نہیں ہوتا۔ ہمیں چاہیے کہ ان وعیدوں اور وبال سے محفوظ رہنے اور اپنی مختصری نیکیوں کو ضائع ہونے سے بچانے کے لیے مسجدوں میں دنیاوی باتوں سے بچے رہیں۔ مساجد کو چوپال نہ بنائیں بلکہ مساجد میں صرف اور صرف خیر، بھلائی اور نیکی کی باتیں کریں۔ نماز، تلاوت قرآن، ذکر واذکار، تسبیح وتہلیل اور عبادت وریاضت میں مصروف رہیں کہ اسی میں دنیا اور آخرت کی نجات ہے۔ اللہ عزوجل ہمیں نیک کاموں کی توفیق بخشے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری پیاری سنتوں پر عمل کا مخلصانہ جذبہ عطا فرمائے۔ ریاکاری کی ہول ناک بیماری سے دور فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

امام کا احترام:

مسجد کے احترام کے ساتھ امام کا احترام بھی ہمارا اخلاقی اور دینی فریضہ ہے۔ امام ہمارا مذہبی رہنما ہوتا ہے جس طرح ہم دنیاوی لیڈروں کا ادب کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ ہم کو ہمارے مذہبی لیڈر کا ادب کرنا ضروری ہے۔ پیدائش، ختنہ، عقیقہ، قربانی، موت میت، شادی بیاہ، قرآن خوانی اور بچوں کی ابتدائی تعلیم وتربیت غرض پیدائش سے موت تک یہاں تک کہ موت کے بعد بھی ضروری کاموں کے دوران ہمیں قدم قدم پر امام کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم امام کا اچھی

طرح سوچ سمجھ کر انتخاب کریں، افضل شخص ہی کو امام بنائیں کیوں کہ وہ ہماری نمازوں کا ذمہ دار بھی ہے اور ہمارے عقائد کی اصلاح کرنے والا بھی۔ یاد رکھیں کہ جب ہم نے اس شخص کو اپنی نماز جیسی اہم عبادت کے لیے امام تسلیم کرلیا تو پھر اس کے خلاف بے کار کے جملے، اس کے سامنے طنزیہ باتیں اور اس کی غیر حاضری میں اس کی غیبت کیا معنی رکھتی ہے؟

آج امام حضرات کی ناقدری اور بے عزتی ایک عام وبا کی شکل اختیار کرتی جارہی ہے، کتنی عجیب بات ہے کہ ایک شخص کو امام بھی بنایا جارہا ہے اور اس کی ناقدری بھی کی جارہی ہے، امام کی عزت اور احترام مسجدوں کے ذمہ داروں کے لیے بہت زیادہ ضروری ہے تاکہ ذمہ داروں سے دوسرے لوگ بھی سبق سیکھیں، اگر امام صاحب مسجد کے بنائے گئے قاعدوں کے مطابق خدمت کے لیے آمادہ نہ ہوں تو انھیں باعزت طریقے سے علاحدہ کردیا جائے نہ کہ انھیں ذلیل اور رسوا کیا جائے۔ اس زمانے میں تو امام حضرات ماضی کی طرح صرف قاری قرآن نہیں ہوتے بلکہ اکثر جگہوں پر امامت کا فریضہ انجام دینے والے حافظ قرآن اور عالم اور کہیں کہیں مفتی صاحبان بھی ہوتے ہیں، ان کے ساتھ تو غلط رویہ اور نازیبا حرکت یا اُن کی بے عزتی تو بہت زیادہ بُری بات ہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تو اُن حضرات کی خدمت میں مصروف ہوتے جو قرآن کریم کی تلاوت یا نماز میں مشغول ہوتے، امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ کچھ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ایک شخص کی بڑی تعریف کررہے تھے اور یہ کہنے لگے کہ ہم نے ان جیسا آدمی نہیں دیکھا، جب سفر میں ہوتے تو قرأت قرآن میں مصروف ہیں اور جب سواری سے اترتے ہیں، نماز میں مصروف ہیں، ان صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا گیا کہ اس شخص کا سامان کون اٹھائے گا؟ اس کے جانور کون چرائے گا؟ تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہم کریں گے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم سب خیر پر ہو۔"

(یہ تیرے پر اسرار بندے: طالب الہاشمی، مقدمہ)

پہلے پہل امام کی تقرری کے بعد ان کے ساتھ اعزاز اور اکرام کا معاملہ ہوتا ہے، لیکن دھیرے دھیرے امام کی خامیوں کی تلاش شروع ہوجاتی ہے، امام کی غلطیوں پر نکتہ چینی کی جاتی ہے، مستحبات کے ترک پر اعتراض کیا جاتا ہے، اس کی منہ بھر کر غیبت کی جاتی ہے، حالانکہ یہ اعتراض درست نہیں، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ (الحجرات آیت 12)

عیب نہ ڈھونڈو، ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا۔ اللہ سے ڈرو بیشک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ یہ آیت نہ صرف امام بلکہ عام مسلمان بھائیوں کے عیب ڈھونڈنے والوں اور غیبت کرنے والوں کے لیے ایک عبرت کا پیغام ہے۔

بھائیو! اس بات کا مکمل خیال رکھیں کہ امام بھی انسان ہی ہیں کوئی معصوم فرشتہ نہیں۔ امام کے اپنے مسائل بھی ہیں اور ضروریات بھی۔ ان کا گھر بار بھی ہے اور بیوی بچے بھی۔ ان کی معاشی اور مالی ضرورتوں کا بھی خیال رکھا جائے اس زمانے میں بڑھتی ہوئی مہنگائی کو دیکھتے ہوئے ذمہ داروں کو چاہیے کہ ان کی تنخواہ مناسب رکھیں تاکہ انھیں کسی بھی قسم کی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ کچھ لوگ امام صاحبان کو اپنا مزدور سمجھ لیتے ہیں اور بہت ہی زیادہ خراب لب ولہجے میں بات چیت کرتے ہیں، یاد رہے ایسا کرنے والے دنیا اور آخرت دونوں میں نقصان اٹھاسکتے ہیں۔ مسجد کے ذمہ داروں اور بستی کے بااثر لوگوں پر یہ فرض ہے کہ وہ امام کے مسائل اور ضروریات پر پوری توجہ دیں، ان کے ساتھ عزت اور احترام کا معاملہ کریں، ان کو اپنا مذہبی لیڈر اور پیشوا سمجھیں، ان کو اپنا سردار مانیں، ان کو اپنے دوسرے نوکروں اور ملازمین کی طرح حقارت سے نہ دیکھیں ایسا کرنا امامت جیسے مبارک اور بڑے مرتبے کی سخت توہین ہے۔

امامت کا عہدہ بڑا اہم دینی رتبہ ہے۔ پیشہ ور ملازمت کی طرح یہ کوئی عام ملازمت یا نوکری نہیں۔ امام صاحبان بھی اپنے مرتبے اور مقام کا لحاظ رکھیں اور ذمہ داران کے ساتھ تعاون کریں، سکے کے دونوں رُخ اگر ایک جیسے اور پُرامن ماحول میں معاملات کریں گے تو کہیں بھی کوئی بدامنی اور نوک جھونک کی باتیں سامنے نہیں آئیں گی۔

کسی کی عزت اور احترام کے بدلے میں ہمیں بھی عزت اور احترام ملے گا اس قاعدے کی روشنی میں زندگی بسر کریں۔ امام صاحبان کے ساتھ مؤذن حضرات (اذان دینے والوں) کی عزت اور احترام بھی ہمارا دینی اور اخلاقی فریضہ ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روز محشر لوگوں میں گردن کے اعتبار سے لمبے مؤذن حضرات ہوں گے، ایک اور

حدیث میں فضیلت والی چیزوں کا تذکرہ کرتے ہوئے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر پہلی صف اور اذان دینے کی فضیلت کا علم ہوجائے تو آپس میں قرعہ اندازی کی نوبت آجائے گی، ایک جانب موذن کی یہ فضیلت ہے، دوسری جانب ذمہ داروں کا رویہ ہے کہ وہ موذن حضرات کے ساتھ آبائی وخاندانی ملازمین کا سا برتاؤ کرتے ہیں، انھیں تنخواہ دینے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ہمارے زرخرید غلام ہیں، اگر اسلامی حکومت ہوتی تو بیت المال ان کا کفیل ہوتا، اب چوں کہ بیت المال کا وجود نہیں، اس لیے عوام ان کی تنخواہوں کے ذمہ دار ہیں، اسی لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ موذن اور امام دونوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں، ان کے ساتھ حسن اخلاق کا معاملہ کریں، غیر اخلاقی رویہ سے مکمل پرہیز کریں۔

کئی موذن حضرات اپنے ذمہ داروں کے رویوں سے دل برداشتہ رہتے ہیں، بعض دفعہ ذمہ داروں کے ہراساں کرنے سے موذنین اس عظیم خدمت سے دستبردار ہوجاتے ہیں، ذمہ دار موذنین کی معاش کی بنا پر انھیں تنگ نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہمیں مسجد، امام مسجد اور موذن حضرات کا ادب اور احترام کرنے والا بنائے مسجدوں کے ذمہ داران کی اصلاح فرمائے اور سچی نیت کے ساتھ صحیح طرز پر مساجد کا نظام سنبھالنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

☆☆☆

☆ مالیگاؤں، ضلع ناسک، مہاراشٹر
8149741573

ٹائیں میوات میں ساتواں جلسۂ دستار بندی مرکز فروغ اسلام برکات اشفاق ٹائیں نوح

میوات ہریانہ میں ۹ر شعبان المعظم ۱۴۳۹ھ ۲۶ر اپریل ۲۰۱۸ء بروز جمعرات کو ساتواں جلسۂ دستار بندی بنام سید سالار مسعود غازی کانفرنس منایا گیا جس کی سرپرستی حضرت الحاج محمد معین الدین اشرفی سربراہ اعلیٰ دار العلوم اسحاقیہ جودھ پور نے فرمائی اور صدارت مفتی اعظم ہریانہ شہر میوات حضرت مفتی محمد اسحٰق اشفاقی نے فرمائی۔ بعد نماز مغرب لنگر کھلایا گیا۔ بعد نماز عشا جلسے کا آغاز قاری محمد ابراہیم قادری نے تلاوت کلام اللہ سے کیا۔ نظامت کے فرائض قاری محمد مظفر خاں رضوی اشفاقی وحافظ سید غفران اشرف اشرفی نے انجام دیے۔ عوام وخواص نے مرکز فروغ اسلام کے طلبہ کی ثقافتی مجلس ومحفل میں بیٹھ کر بڑی خوشی محسوس کی۔ مولانا محمد عمر اشفاقی مہتمم دار العلوم محمدیہ چھٹی میل الور نے اصلاح معاشرہ پر سنجیدہ تقریر فرمائی کہ ہمیں شادی سنت طریقے پر کرنی چاہیے۔ بلبل کاشی پور مولانا محمد ہاشم نوری مہتمم دار العلوم کاشی پور نینی تال نے اصلاح اعمال کے ساتھ اصلاح عقائد پر بھی عمدہ گفتگو فرمائی۔ گفتگو کا لب لباب ڈاکٹر اقبال کا یہ شعر تھا۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں — یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

حضرت مولانا خالد ایوب مصباحی ایڈیٹر ماہنامہ احساس جے پور نے قرآن مجید کی فضیلت پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ سب سے زیادہ پڑھی جانے والی، چھپنے والی، زبانی حفظ ہونی والی کتاب قرآن مقدس ہے۔ ایک چیز کو بار بار پڑھنے سے بوریت محسوس ہونے لگتی ہے مگر قرآن مقدس کو جتنی بار بھی تلاوت کریں ایک ہی لطف آتا ہے۔ قرآن مقدس ناظرہ پڑھنے والے کے باپ کے سر پر تاج سجایا جائے گا جس کے آگے چاند وسورج کی روشنی بھی ماند پڑ جائے گی۔

اس کے بعد علما ومشائخ کے ہاتھوں طلبہ کے سر پر دستار باندھی گئی اور مفتی محمد حنیف خاں رضوی بانی امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف ومولانا محمد حنیف خاں رضوی اشفاقی سربراہ اعلیٰ سنی تبلیغی جماعت شیرابی آباد ناگور شریف کو دینی وفقہی وسماجی خدمات کی بنا پر "راج شاہی ایوارڈ" سے نوازا گیا۔ صدر جلسہ وبانی ادارہ مفتی محمد اسحٰق اشفاقی نے تاریخ میوات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ یہاں اسلام بزرگان دین کی دین ہے اور میو قوم نے سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کے مقدس ہاتھوں پر اسلام قبول فرمایا جس کا محسن ہیں سید سالار مسعود غازی۔ اسی مناسبت سے ہم ہر سال دستار بندی کے موقع پر سید سالار مسعود غازی کانفرنس کرا رہے ہیں۔ میوات کے بزرگان دین کی اُن کرامات کا بھی ذکر کیا جن کو دیا نہ بھی مانتے ہیں۔ ۷۰ رسے قبل میوات میں سنی تھے۔ مزارات ہر گاؤں میں موجود تھے اور بنانے والے ماننے والے تھے تبھی تو مزارات آج بھی ہیں۔ پتہ چلا بنانے والے پہلے منع کرنے والے بعد میں تو بدعتی تو وہ ہوتا ہے جو بعد میں ہو مگر ان پر تعجب ہے کہ خود بدعتی مگر کہتے سنیوں کو ہیں۔ اخیر میں فضیلت علم پر نصیحت کرتے ہوئے علامہ حنیف بریلوی نے فرمایا کہ اپنے بچوں کو پڑھاؤ، اگر علم تمہارے پاس ہوگا تو کامیابی تمہارے قدموں کو بوسہ دے گی ورنہ تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں۔ الحاج عبد الحکیم قادری راج شاہی سجادہ نشین چانہکا میوات، مولانا ہارون رشید اشرفی، قاری احمد راج شاہی نوری سجادہ نشین اوبھا کا جودھ پور، مولانا رمضان علی مہتمم مدرسہ فاطمہ گگرالی الور، مولانا عبد الغفور اشرفی، مولانا آمین بالوجہ، مولانا آس محمد ڈھانہ، قاری اسماعیل اشفاقی وغیرہ جلسہ میں شریک تھے۔ میوات وبیرون میوات سے بھاری تعداد میں ائمہ اہل سنت وعلمائے اہل سنت تشریف لائے۔ ۲ر بجے قل شریف ہوا۔ مولانا محمد حنیف شیرانی آبادی، نے صلاۃ وسلام پڑھایا۔ شہزادہ مفتی اعظم راجستھان کی رقت آمیز دعا پر جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ شیرینی تقسیم کی گئی۔

اطلاع: مولوی محمد عالم، تعلیم وتربیت یافتہ مرکز فروغ اسلام برکات اشفاق

فکر و تحقیق

سلسلۂ نقشبندیہ۔ خدمات اور تعلیمات

محمد ظفر الدین برکاتی*

۲۰۰۹ء میں ایم اے (اسلامک اسٹڈیز) کے مفوضہ کے طور پر ہم نے یہ مضمون لکھا تھا جس پر ممتحن نے تین اہم سطریں لکھی ہیں:
(۱) سلسلہ نقشبندیہ کے اثرات پر گفتگو نہیں۔ (۲) سلسلہ نقشبندیہ کی بحث میں تعلیمات کا حصہ بہت کم ہے (۳) ہندو پاک میں اُن نقشبندی خانقاہوں کا ذکر نہیں جن پر آج غیر سنی قابض ہیں یا پھر اُن کے اثرات کیا ہیں۔
اِس لئے وہی مضمون من وعن آپ کے سامنے ہے۔ آپ بھی اپنی بات لکھ سکتے ہیں، بڑی خوشی اور حوصلہ افزائی ہوگی۔ (برکاتی)

اسلام، خالق کائنات کا پسندیدہ دین ہے، وہی اس کا براہِ راست محافظ ہے مگر اس کی حفاظت کے لئے اس نے مرسلین عظام اور انبیائے کرام کو اِس کائنات میں مبعوث فرمانے کا سلسلہ مختلف زمانے میں برقرار رکھا تا کہ وہ اس کے محبوب دین کی تبلیغ واشاعت کریں۔ سبھی پیغمبروں نے اپنے اپنے زمانے میں اسلام کی تبلیغ وترویج کی پھر اُن کے بعد اُن کے نائب علماء، صوفیا اور اولیائے کرام کی جماعت نے اپنے پیشوایانِ دین کے بتائے اصول کے مطابق اس دین کی اشاعت کا فریضہ انجام دیا۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خدا کے آخری پیغمبر ہیں اِس لئے آپ کے بعد آپ کی امت کے علماء، صوفیا اور اولیاء اللہ نے وہ عظیم فریضہ دیا اور قیامت تک انجام دیتے رہیں گے۔

خدا کے پیغمبروں نے دین اسلام کی اشاعت وترقی کے لئے دو طریقے خاص طور سے اختیار کیا۔ ایک "رزم گاہِ حق وباطل" کا، دوسرے "بزم روحانی" کا طریقہ۔ مخالفین اسلام کے خلاف "رزم" کا طریقہ کیوں کہ وہ اُن کے اور اُن کے متبعین کے خارجی دشمن تھے جب کہ شیطان اور نفس امارہ کے خلاف "بزم روحانی" کا طریقہ، کیوں کہ وہ اُن کے متبعین کے داخلی دشمن ہیں۔ اس کا مثالی ثبوت سیرت نبوی میں خاص طور سے ملتا ہے۔ گویا مجاہدین اسلام اور جہاد بالقلم کرنے والے "بزم گاہِ حق وباطل" کے شہسوار ہیں تو امت محمدی کے اصحاب صفہ اور اُن کے مکتب فکر کے تابعین، تبع تابعین اور اُن کے متبعین "بزم روحانی" کے آفتاب وماہتاب۔

اُن میں جو طبقہ صاحب قلم اور فکر وعمل کا علمی گروہ کہلاتا ہے، اُسے تاریخ نویس، "طبقۂ علما" لکھتا ہے اور جو طبقہ پیشوایانِ بزم روحانی سے تعلق رکھتا ہے، اُس کو مؤرخین، "طبقۂ صوفیا" کہتے ہیں۔ صوفیائے کرام کا یہ طبقۂ معرفت الٰہی کے حصول کی خاطر اور عشق خدا ورسول کی عملی اظہار کے لئے جس طرز فکر وعمل کو اپنی عملی زندگی کا حصہ بناتا ہے، اُس طریق کو "تصوف" کہتے ہیں مگر سبھی اہل تصوف کی ایک بنیاد اور ایک ہی منزلِ مقصود ہونے کے باوجود منزلِ مقصود تک رسائی کے طریقے مختلف ہوتے ہیں، یہی مختلف طریقے "سلاسل طریقت" کہلاتے ہیں۔

اس طرح ہر سلسلے کا بانی وہ صاحب دل اور خدا رسیدہ بندۂ خدا ہوتا ہے جو دنیائے تصوف میں کسی ایسے منفرد فکر وعمل کی مثال پیش کرتا ہے جو قدیم صالح اور جدید نافع کا جامع ہوتا ہے۔

تو پھر وہ سلسلہ اُس بانی کے نام یا اُس کے مولد ومسکن سے منسوب ہوکر مشہور ہوتا ہے جیسے سلسلۂ قادریہ ایک مشرب ومسلک تصوف و طریقت ہے جس کے بانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴۷۰ھ۔۵۶۱ھ) ہیں، سلسلۂ سہروردیہ کے بانی شیخ حضرت شیخ محمد شہاب الدین ابوحفص عمر ابو عبد اللہ محمد سہروردی ہیں (وفات ۶۳۲ھ) سلسلۂ کبرویہ کے بانی حضرت شیخ نجم الدین کبری خوازمی (وفات ۶۱۸) ہیں جس کی شاخ ہندوستان میں سلسلہ فردوسیہ کے نام سے مشہور ہوئی، سلسلہ چشتیہ کے بانی حضرت شیخ خواجہ ابو احمد اسحاق شامی/ابدال چشتی ہیں۔ ہندوستان میں جس کے بانی شیخ حضرت خواجہ شیخ محمد معین الدین حسن چشتی غریب نواز ہیں، سلسلہ شاذلیہ کے بانی حضرت شیخ ابوالحسن علی عبد اللہ شاذلی (۵۸۱ھ۔۶۵۶ھ) ہیں، سلسلہ رفاعیہ کے بانی حضرت

شیخ احمد کبیر رفاعی (۵۱۲ھ۔۵۷۸ھ) ہیں۔

اِن تصوفانہ سلاسل طریقت ومعرفت میں ایک معروف سلسلۂ طریقت ''سلسلۂ نقشبندیہ'' ہے جس کے بانی ایک صاحب امتیاز ولی حضرت شیخ خواجہ بزرگ خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند بخاری ہیں۔یہ مسلک تصوف آپ کی طرف منسوب ہونے سے پہلے ''سلسلۂ خواجگان'' کہلاتا تھا مگر آپ کی ذاتی خدمات کی بدولت آپ کے نام ''محمد نقشبند'' سے منسوب ہوکر ''سلسلہ عالیہ نقشبندیہ'' سے مشہور ہوا۔آپ وسطی ایشیا کے تاریخی شہر ''بخارا'' کی ایک چھوٹی بستی کاک کے رہنے والے تھے۔

خواجۂ بزرگ نے جس ماحول میں آنکھیں کھولیں وہ تیموری دور کے ایران کا خدا بیزار ماحول تھا جس میں ریا کار صوفیا، بدکردار علما اور عاقبت نااندیش مفتیوں نے معاشرے میں خدا بیزاری کا ماحول بنا رکھا تھا۔حقیقی اسلام اور صحیح شریعت وطریقت کا واضح پیغام دینے والی علمی و روحانی خانقاہیں، ریا کار صوفیا کے خودساختہ بدعات ومعمولات اور غیر شرعی رسومات وخرافات کا گہوارہ بنی ہوئی تھیں۔اُن سطحی پیشوایان تصوف وطریقت سے اسلامی تصوف وطریقت کو داغ دار ہونے سے بچانے کے لئے حضرت خواجۂ بزرگ نے ایک زبردست مہم چلائی اور دین وتصوف کی اصلاح وتجدید فرمائی۔اُنہی خدمات کی بنا پر یہ سلسلۂ تصوف ''طریقت نقشبندیہ'' کہلاتا ہے۔

حضرت خواجۂ بزرگ نے اپنے اس سلسلۂ طریقت کی بنیاد انہی آٹھ اصولوں پر رکھی جنہیں آپ کے پیش رو حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی نے قائم کی تھی۔حضرت خواجہ غجدوانی سے آپ کو براہ راست روحانی فیض تربیت حاصل تھی۔اُن کے قائم کردہ آٹھ بنیادی اصول یہ ہیں:

طریقت نقشبندیہ کے گیارہ بنیادی اصول:

(۱) ہوش دردم (۲) نظر برقدم (۳) سفر در وطن (۴) خلوت در انجمن (۵) یادکرد (۶) بازگشت (۷) نگاہ داشت (۸) یادداشت

حضرت خواجہ محمد نقشبند نے اُن اصولوں پر مزید تین کا اضافہ کردیا

(۱) وقوف عددی (۲) وقوف زمانی (۳) وقوف قلبی

انہی اصولوں کے مطابق بعد کے تمام نقشبندی مشائخ نے خود عمل کیا اور اپنے وابستگانِ سلسلہ کو اُن پر عملی طور سے کار بند رہنے کی تلقین فرماتے رہے تاکہ قرآن اور صاحب قرآن کے اُسوۂ حسنہ کے مطابق زندگی گزارنے کا سچی جذبہ ہر مسلمان کے دل میں پروان چڑھتا رہے۔

حضرت خواجۂ بزرگ کو آٹھویں صدی ہجری کا مجدد بھی اُن کی انہی اصلاحی وتجدیدی خدمات کی بنا کر تسلیم کیا جاتا ہے۔

خواجۂ بزرگ کا یہ سلسلۂ تصوف اپنی منفرد خصوصیات کی بدولت عالم اسلام میں بے حد مقبول ہوا پھر خواجۂ بزرگ کے وطن ''بخارا'' سے نکل کر چین، قازان، قفقاز، قسطنطنیہ، مصر، شام، بلخ، بصرہ، بغداد، توران، ایران اور ہندوسندھ تک پھیل گیا بلکہ اپنی ابتدائی صدیوں میں یہی صوفی سلسلہ بزرگ ترین اور مؤثر ترین طریقۂ تصوف تھا۔

یہ سلسلہ مختلف وقتوں میں مختلف ناموں سے جانا جاتا رہا ہے جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضرت بایزید بسطامی کے زمانے تک ''صدیقیہ'' اس کے بعد ''طیفوریہ'' اور حضرت خواجہ غجدوانی کے زمانے سے خواجۂ بزرگ تک ''سلسلۂ خواجگان'' کہلاتا رہا پھر خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند بخاری کے دور سے ''نقشبندیہ'' کے نام سے مشہور ہوا۔ ہندوستان میں یہی سلسلہ ایک زمانے میں ''نقشبندیہ مجددیہ'' بھی کہلایا۔

سلسلۂ نقشبندیہ ہندوستان میں حضرت خواجہ رضی الدین محمد باقی معروف بخواجہ باقی باللہ کے ذریعہ داخل ہوا۔حضرت خواجہ باقی باللہ کا ایک لقب ''خواجہ بیرنگ'' بھی ہے۔آپ نے اپنے پر جوش عمل سے محض تین سے چار کی قلیل مدت میں سلسلۂ نقشبندیہ کو مستحکم کردیا۔آپ نے حضرت شیخ خواجہ عبید بخاری، خواجہ شیخ محمد افتخار سمرقندی اور خواجہ امیر عبداللہ بلخی جیسے اکابر شیخ طریقت سے روحانی وباطنی تربیت حاصل کی۔ اس دوران ایک دن خواب میں حضرت خواجہ محمد پارسا کی آپ کو زیارت نصیب ہوئی جس میں آپ کو ہندوستان کی طرف بغرض دعوت وتبلیغ کوچ کرنے کی طرف اشارہ کیا گیا۔

سلسلۂ نقشبندیہ ہندوستان میں:

۱۰۸۰ھ کے قریب حضرت خواجہ باقی باللہ ہندوستان آئے اور کشمیر اور سنبھل کی دو بزرگ شخصیات حضرت بابا علی والی اور حضرت شیخ الہ بخش سنبھلی سے روحانی تربیت حاصل کرکے اپنے وطن واپس لوٹ گئے۔آپ اپنے وطن کابل سے ہوکر جب حضرت مولانا خواجگی خواجہ محمد امکنگی کے یہاں حاضر ہوئے تو حضرت خواجہ نے تین دن اور تین رات اپنی خاص توجہ فرمائی اور اس فرمان کے ساتھ ہندوستان واپس بھیج دیا کہ

''آپ کا کام اب اللہ تعالیٰ کی عنایت سے انجام تک پہنچ چکا۔ آپ کا طریقت نقشبندیہ کی ترویج واشاعت کے لئے ہندوستان جائیں

جہاں یہ سلسلہ رونق پائے گا اور آپ کی تربیت و برکت سے وہاں عالی مرتبت بزرگوار حضرات اِس طریقت میں وجود میں آئیں گے۔''
(حضرت خواجہ نقشبند یہ اور طریقتِ نقشبندیہ، ص ۳۵۹)

اب آپ دوبارہ ۱۰۸۷ھ میں لاہور پہنچے پھر دہلی آگئے اور فیروز شاہ تغلق کے قدیم قلعہ (فیروز شاہ کوٹلہ) میں قیام گزیں ہوئے۔اس قلعہ میں ایک عظیم مسجد تھی جس کے قریب ایک نہر جاری تھی۔آپ اپنی وفات تک قلعہ کے اسی مقام میں مقیم) ہے۔چالیس سال چار ماہ کی عمر میں ہی آپ کی وفات ہوئی۔

حضرت باقی باللہ نے قلعۂ فیروزی میں ہی طالبان طریقت کے لئے ایک خانقاہ کی بنیاد رکھی اور طریقت نقشبندیہ میں رشد وہدایت کا آغاز فرمایا۔تھوڑے ہی عرصے میں آپ کی روحانی زندگی کا شہرہ اطراف میں ہو گیا۔حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس وقت کے اُن بزرگ علمائے کرام میں سے ایک ہیں جنھوں نے حضرت خواجہ کی شہرت سن کر اُن کی خانقاہ میں حاضری دی اور پھر اُن کے حلقۂ ارادات میں داخل ہو گئے۔

یہی وہ دور ہے جب ۱۵۹۹ء میں حضرت شیخ احمد سرہندی حج بیت اللہ کے لئے سرہند سے چلے اور دہلی میں قیام فرمایا تو اُن کی ملاقات مولانا حسن کشمیری سے ہوئی جن کے توسط سے آپ بھی حضرت باقی باللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر خواجہ باقی باللہ کے حلقۂ ادارت میں داخل ہو گئے۔

بیعت کے بعد حضرت خواجہ باقی باللہ نے فرمایا کہ اگر چہ آپ کا ارادہ حج بیت اللہ کا ہے مگر چند روز اگر فقیروں کی صحبت میں گزاریں تو کیا حرج ہوگا۔حضرت شیخ سرہندی نے آپ کے ارشاد کے مطابق فقیروں کی صحبت اختیار کر لی پھر جب سلسلۂ نقشبندیہ میں اُن کی روحانی تربیت مکمل ہو گئی تو حضرت خواجہ باقی باللہ نے آپ کو سرہند واپس جانے کی اجازت دے دی۔آپ سرہند واپس ہو گئے۔

ہندوستان میں سلسلۂ نقشبندیہ کی اشاعت:

اس طرح خواجہ باقی باللہ کے عظیم اور اولین خلفا میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور شیخ احمد سرہندی ہیں جن کے ذریعہ نقشبندیہ سلسلے کو زیادہ فروغ ملا۔جب حضرت شیخ احمد سرہندی کچھ عرصہ بعد اپنے مرشد کے دیدار کی خاطر دہلی آئے تو حضرت خواجہ نے اپنے مریدوں کے ساتھ قلعہ سے باہر اُن کا والہانہ استقبال کیا پھر اعزاز کے ساتھ خانقاہ میں لے آئے اور چند روز قیام کے بعد خواجہ صاحب نے حضرت شیخ صاحب کو''خرقۂ خلافت''اور''اجازت ارشاد''عطا فرمائی، ساتھ ہی طالبانِ طریقت کی بڑی جماعت آپ کے حوالے کیا،اس کے بعد واپس ہونے کی اجازت دیتے ہوئے حضرت خواجہ باقی باللہ نے فرمایا:

''ہم نے (طریقۂ نقشبندیہ کا) یہ بیج بخارا اور سمرقند سے لاکر ہندوستان کی بابرکت زمین میں بویا اور روحانی تربیت حاصل کرنے والوں کے سلسلے میں ہماری عملی سرگرمی اس وقت تھی کہ جب تک حضرت شیخ احمد سرہندی کی روحانی تربیت تکمیل کو نہیں پہنچی تھی۔جب ہم اُن کی روحانی تربیت سے فارغ ہو گئے تو طالبانِ طریقت کو اُن کے حوالے کر دیا۔''(جہانِ امام ربانی مجدد الف ثانی،جلد اول،ص ۳۷۳)

اس طرح حضرت شیخ احمد سرہندی کو اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ عبدالاحد علیہ الرحمہ سے سلسلۂ چشتیہ میں حضرت شاہ کمال کیتھلی سے سلسلۂ قادریہ میں اور اب حضرت خواجہ باقی باللہ سے سلسلۂ نقشبندیہ میں خلافت واجازت حاصل ہوئی۔حضرت شیخ احمد سرہندی اپنی زندگی کی چند خاص باتوں کی طرف یوں اشارہ کرتے ہیں:

''فقیر کا اعتقاد لڑکپن سے اہل توحید کا مشرب تھا اور فقیر کے والد بزرگوار اُسی مشرب پر ہوئے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے حضرت خواجہ باقی باللہ کی صحبت وخدمت نصیب ہوئی اور انھوں نے فقیر کو طریقۂ علیا نقشبندیہ میں داخل کیا اور یوں اس مسکین کے حالِ زار پر بڑی توجہ فرمائی۔''(جہانِ امام ربانی جلد دوم،ص ۲۹۵)

حضرت باقی باللہ اور اُن کے اِس عظیم خلیفہ حضرت شیخ احمد سرہندی کا زمانہ مغل بادشاہ جلال الدین محمد اکبر کا تھا جس میں عوام سے زیادہ خواص میں سیاسی سطح پر الحاد و بے دینی رواج پکڑ رہی تھی،چونکہ اکبر نے سیاست کو مذہب پر ترجیح دیتے ہوئے اہل سنت کے علاوہ ہر مذہب ومسلک کی سیاسی دل جوئی کی،اس کی خاص پالیسی یہ تھی کہ ہر مذہب کی توقعات اور اس کے علما وسیاست دانوں کے مفادات اُس سے وابستہ ہو جائیں لیکن ہر مذہب کی صحیح باتوں اور ایک دوسرے سے ملتے جلتے رسوم و تہوار کی آمیزش سے ایک نیا سماج قائم کرنے کا جو اکبر کا خواب تھا،وہ اصلاح کے بجائے فساد کا بڑا سبب بن گیا کیوں کہ اب اس نے ایک نئے مذہب کی اشاعت شروع کر دی جس کا نام تاریخ دانوں نے''دین الٰہی''رکھا ہے۔امرا و حکام اور سیاسی مفادات میں گرفتار اقتدار پرستوں کے لئے اکبر کا یہ''دین الٰہی''اگرچہ ایک بہتر وسیلہ تھا مگر اُس نے اسلام

کی تحقیر، مسلمانوں کی توہین اور غیر مسلموں کی شوریدہ سری کا ایک ہنگام کھڑا کر دیا۔ اس کی زد میں شعائرِ اسلام خاص طور سے آئے۔

حضرت شیخ احمد سرہندی کا سب سے بڑا کارنامہ اسی اکبری الحاد کا استیصال تھا جو اکبر کی وفات سے اگرچہ ختم ہونے لگا تھا مگر عوامی ذہن اور سیاسی سطح پر اس کے گہرے اثرات موجود تھے۔ حضرت شیخ نے اِس اکبری الحاد کا زور توڑنے کے لئے تین اصول اپنائے۔ دراصل انقلاب دو طرح سے آتا ہے، ایک فوجی طاقت کے ذریعہ، دوسرے بتدریج حکمت عملی سے اور ظاہر ہے کہ حضرت شیخ کے پاس کوئی فوج نہیں تھی کہ مقابلہ کریں، اس لئے توازن واعتدال کا دامن تھامے اِن تین پہلوؤں کے مطابق کام شروع کیا۔

(۱) آپ کا نظریہ، یہ تھا کہ علمائے صالحین کی جماعت تیار کرکے اور ظاہری وباطنی علوم سے انہیں آراستہ کرکے ضرورت کے علاقوں میں روانہ کیا جائے مگر مکتوب وخطوط کے ذریعے انہیں خود سے وابستہ رکھا جائے اور اُن کے حق میں حکمرانوں اور امراوحکام پر رائے عامہ کا دباؤ مسلسل بنائے رکھا جائے تاکہ اُن کے قدم حالات کی خرابی کے سبب ڈگمگا نہ جائیں۔ آپ نے دکن میں اسلام کی دعوت اور سلسلۂ نقشبندیہ کی اشاعت کے لئے خواجہ میر نعمان محمد کو روانہ فرمایا۔ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی کو سندھ کے علاقے میں روانہ فرمایا۔ حضرت شیخ حمید اللہ شاہ نقشبندی کو بردوان بنگال بھیجا، اس طرح سے یکے بعد دیگرے پنجاب، لاہور اور کشمیر کے علاقوں میں بھی اپنے خلفاومریدین کو روانہ کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔ تقسیم کار کی اس برکت نے بعد میں حضرت خواجہ حسام الدین، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت سید نور محمد بدایونی، حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں، حضرت خواجہ میر دردؔ دہلوی، حضرت خواجہ شاہ غلام علی نقشبندی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جیسے عظیم علماومبلغ عطا کیے۔

(۲) آپ کی تعلیم ودعوت کا دوسرا رجحان یا نقطۂ نظر، یہ تھا کہ حکمراں امراطبقے کو اپنا معتقد یا کم از کم ہم خیال بنایا جائے تاکہ حکومت اور اس کی ذیلی شاخوں اور اس کی پالیسیوں پر اثر انداز ہوا جاسکے۔ کیوں کہ حکومت وقت کی بے راہ روی رعایا کی بے راہ روی کا براہِ راست سبب بنتی ہے۔ آپ نے امراوحکام پر اپنی گرفت بنانے اور اُن کے احباب ومتعلقین کو ہم خیال بنانے کی بڑی زبردست مہم چلائی، اس میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی بڑی دلچسپی دکھائی، آپ عبدالرحیم خاں سے خط وکتابت کے ذریعہ رابطہ بنائے ہوئے تھے اور حضرت شیخ نے اپنے مخلص مرید شیخ فرید بخاری میر بخشی کو اپنا قاصد بناکر داخلی اور خارجی ہر سطح پر کام کرنا شروع کر دیا۔ اس کے نتائج یہ ہوئے کہ عبدالرحیم خاں اگرچہ غالی شیعہ تھا مگر اِن دونوں روحانی شیوخ کے مکتوبات سے متاثر ہوکر اُن کا اِس حد تک ہم خیال ہوتا گیا کہ اُن کی راہ میں رکاوٹ نہ بنے۔ اِس سے رفتہ رفتہ حضرت شیخ نے اپنے مکتوبات اور زبانی اصلاحات کے ذریعہ اکبری الحاد کے مضبوط قلعے میں سیندھ لگادی۔

نتیجہ یہ ہوا کہ شیخ فریدی کی مدد سے شاہ خسرو کی بجائے جہاں گیر اکبر کا جانشین ہوا جو بہر حال سخت مزاج نہیں تھا، اس سیاسی گرفت کے سبب جہاں گیر کے بعد شاہ جہاں کے عہد میں ماحول سازگار ہوتا گیا پھر اورنگ زیب عالم گیر تو بذاتِ خود مع اہل وعیال کے حضرت شیخ کے شہزادے شیخ خواجہ محمد معصوم نقشبندی سے سلسلۂ نقشبندیہ میں مرید ہوگیا۔

(۳) آپ کا تیسرا طرزِ فکر وعمل یہ تھا کہ خود بادشاہِ وقت کو مجبور کیا جائے کہ وہ یا تو اسلامی تعلیمات وشعائر پر عمل کرے یا کم از کم شعائر اسلامی کو بھی اپنی حکمرانی کا ماتحت نہ سمجھے تاکہ اس میں شخصی حکومت کا مزاج نہ تیار ہونے لگی پھر وہ یہ سوچنے لگے کہ

ع مستند ہے میرا فرمایا ہوا

اس کے لئے انھوں نے اکبر جیسے عادل بادشاہ سے جابر حکمراں بن بیٹھے ایک ملحد کے آگے سر جھکانے، سجدۂ تعظیمی کرنے اور اُس کے ذاتی اصولوں پر چلنے سے صاف انکار کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اکبری حکومت کی سخت نگرانی میں گھر گئے، قید کیے گئے مگر ہر موقع سے اور ہر جگہ آپ نے اپنے اصلاحی خیالات کی اشاعت وترویج کی راہ ضرور نکال لی اور وہ طریقہ خط وکتابت کا تھا جس کا اثر قید خانے سے براہِ راست حکومت کی خلوتوں پر پڑتا تھا مگر فطری خوشبو کبھی مقید ہوتی ہے؟ اکبری انتظامات کی سختی کے باوجود آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے گئے۔

(۴) آپ کے نظریۂ تجدید واصلاح کا ایک خاص پہلو یہ بھی تھا کہ علما صلحا اور پڑھے لکھے طبقے کو مؤثر خطوط اور ضروری مکتوبات سے حقیقت وفطرت کا قائل کیا جائے اور اُنہیں بھی اپنی تحریک وتجدیدی جہاد میں شریک کیا جائے۔ آپ کے اِسی اندازِ فکر سے متاثر ہوکر شاعر مشرق علامہ اقبال نے برجستہ کہا ہے کہ

"سلسلۂ نقشبندیہ ایک حرکی (Dynamic) طریقہ ہے۔اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اکبر حضرت شیخ کا محض سیاسی دشمن تھا مگر اس کا پوتا اورنگ زیب عالم گیر اُس سلسلۂ طریقت کا مرید ہے۔"

(جہانِ امام ربانی مجدد الف ثانی، جلد سوم، ص ۴۵۷)

حضرت شیخ احمد سرہندی نے اپنی بے مثال تعلیم وتبلیغ کے ذریعہ نہ صرف یہ کہ اکبری الحاد کا زور توڑا بلکہ ماند پڑتی روحِ اسلام کو سیاست دانوں، حکمرانوں، امرا، حکام، منصب داروں، جاگیرداروں اور علما وصوفیا کے دلوں میں محسوس کرادیا اور سلسلۂ نقشبندیہ کا فروغ اسی کا لازمی نتیجہ ہے۔

اِس مقام پر اُن کی قلمی خدمات اور مکتوباتی کارنامے کا تذکرہ فائدے سے خالی نہیں۔آپ کی تصانیف میں "مکتوبات امام ربانی" کو وہ کلیدی اور امتیازی حیثیت حاصل ہے جس نے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا کام کیا۔تاریخ دانوں اور تذکرہ نویسوں کا اتفاق ہے کہ حضرت شیخ نے اپنی تجدیدی واصلاحی زندگی میں دو عظیم یادگاریں چھوڑیں، اُن میں ایک اُن کے قابل ذکر فرزندان گرامی اور دوسری تصانیف ہیں لیکن اُن میں جو حیثیت "مکتوباتِ امام ربانی" کی ہے، وہ دوسری تصنیف کو نہیں۔

مکتوبات امام ربانی:

اس کی تین جلدیں ہیں اور ہر ایک کے الگ الگ نام ہیں۔

جلد اول: دُرّ المعرفت، اس کے مرتب ہیں مولانا یار محمد جدید بدخشی۔اس میں کل تین سو تیرہ مکتوبات ہیں۔

جلد دوم: نور الخلائق، اس کے مرتب ہیں مولانا عبد الحیٔ حطاری، اس میں اسمائے حسنیٰ کے مطابق کل ننانوے مکتوبات ہیں۔

جلد سوم: معرفت الحقائق، اس کے مرتب مولانا محمد ہاشم کشمی ہیں۔ اس میں قرآن حکیم کی سورتوں کے مطابق کل ایک سو چودہ (۱۱۴) مکتوبات ہیں۔

فرزندانِ گرامی: آپ کے کل سات فرزند تھے جن میں شیخ احمد سعید اور خواجہ محمد معصوم آپ کے بعد آپ کے خلیفہ ہوئے اور آپ حضرات سے ہی ہند وبیرونِ ہند میں سلسلۂ نقشبندیہ کی اشاعت ہوئی بلکہ بعد کے تقریباً تمام نقشبندی مشائخ خواجہ محمد معصوم نقشبندی سے کسی نہ کسی طرح مربوط ہیں۔

طریقہ وتعلیمات نقشبندیہ:

نقشبندی سلسلۂ طریقت میں دو باتیں بڑی اہم ہیں:

اول: سلسلۂ نقشبندیہ میں کون کون سی باتیں بطورِ خاص ہیں۔

دوم: نقشبندی سلسلۂ طریقت میں کون کون سی باتیں نہیں ہیں۔

مندرجہ ذیل خصوصیات اِس سلسلے میں اہم باتیں ہیں۔

(۱) شریعت کی پابندی کو اولین درجہ حاصل ہے (۲) آداب زیادہ، ریاضت کم ہے (۳) مگر فرائض کے مقابل نوافل کا اعتبار نہیں۔

(۴) عقائد ومعمولات اہل سنت کا یقین وعمل بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

(۵) اتباع سنت اور بدعات سے اجتناب نہایت لازمی اصول ہے۔

(۶) جذب ومستی کی بجائے حرکت وعمل لازمی ہے۔

چوں کہ معرفت الٰہی کے حصول کے لئے شریعت کا علم شرط اول ہے اِس لئے یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ

(۷) شریعت سے مراد اوامر کی پابندی اور نواہی سے اجتناب ہے۔(۸) طریقت سے مراد شریعت پر عمل کی عملی تربیت اور ضبط نفس کی تلقین ہے۔(۹) معرفت سے مراد مذکورہ شرائط کے حامل مرشد کی رہنمائی ہے۔(۱۰) حقیقت سے مراد ارشادِ مرشد کے مطابق خدا کی معرفت کا پالینا ہے (۱۱) اور ان تمام حقائق کی مجموعی حقیقت کا نام ہے: جذب، فنائی اللہ اور بے خودی کی منزل

(۱۲) وحدت الوجود کی بجائے وحدت الشہود پر زور دیا گیا ہے۔

سلسلۂ نقشبندیہ میں مندرجہ ذیل باتیں نہیں ہیں:

(۱) چلہ کشی نہیں ہے (۲) سماع نہیں ہے (۳) رہبانیت نہیں ہے (۴) سجدۂ تعظیمی ممنوع ہے جس میں قدم بوسی بھی شامل ہے (۵) قبروں پر روشنی، غلاف یا چادر ڈالنے کا روایتی سلسلہ نہیں (۶) مریدہ خواتین کو مرشد کے سامنے بے پردگی کی اجازت نہیں (۷) انا الحق کی کوئی گنجائش نہیں (۸) ریا ونمائش اخلاقی جرم ہے۔اس لئے ریاکاری اور ریاکار کے لئے بھی اس میں گنجائش نہیں۔

اِن کے علاوہ حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی اور خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند کے قائم کردہ گیارہ اصول کو بھی بعض تذکرہ نویسوں نے تعلیمات میں شامل کیا ہے۔

نقشبندی خانقاہیں اور نقشبندی مشائخ:

نقشبندی سلسلۂ طریقت سب سے پہلے عربی تھا پھر وسطی ایشیا میں فروغ پایا، اس کے بعد حضرت خواجہ باقی باللہ، اُن کے خلیفہ حضرت شیخ احمد سرہندی اور پھر اُن کے صاحبزادگان کے ذریعہ ہند وبیرونِ ہند تقریباً

تمام عالم اسلام میں پھیل گیا۔ ہندوستان کی چند نقشبندی خانقاہوں اور مشائخ کے نام ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔

محدث دکن حضرت عبد اللہ شاہ نقشبندی نے حیدر آباد، دکن میں اس سلسلے کو فروغ دیا۔ ان کے بعد اُن کے پوتے شاہ محمد انوار اللہ فاروقی کو بڑی شہرت ملی، آج اس خانقاہ کے سجادہ نشین اُن کے صاحب زادے رحمت اللہ شاہ ہیں جو اگرچہ ضعیف ہیں پھر بھی اُن کا تعلیمی ادارہ اور ٹکنیکی ادارے دین کے ساتھ دنیا والوں کو فائدہ پہنچا رہے ہیں۔ اُن کے علاوہ شیخ ضیاء الدین نقشبندی اور جواں سال مولانا محمد احمد نقشبندی جنوبی ہند میں نقشبندیت کا حال و مستقبل ہیں۔

شیخ حمید اللہ نقشبندی کے دیار بردوان مغربی بنگال میں ڈاکٹر ابن ولی الرحمٰن نقشبندی جہاں آباد بہار سے اور مولانا محمد زاہد نقشبندی چنگی بنارس اور اُن کے تین خاص عقیدت مند علما جھارکھنڈ لوہردگا، میں نقشبندیت کی اشاعت کر رہے ہیں۔ الجامعۃ الاحمدیہ قنوج کے روح رواں مفتی آفاق احمد نقشبندی مجددی نے قنوج کے اطراف اور شمالی ہند کے پوروانچل میں اس کی شاخ کو محفوظ رکھا ہے۔ فضل رب پارک گجرات میں خانقاہ عثمانیہ نقشبندیہ مجددیہ موجود ہے جہاں کے نقشبندی علما و مفتیان کرام سرگرم عمل ہیں۔ مرزا پور احمد آباد، کرناٹک و مہاراشٹر کے علاقے بھی گجراتی اور حیدر آبادی مشائخ و علمائے نقشبند سے متعلق ہیں۔ احمد آباد کی خانقاہ کے موجودہ سجادہ نشین حضرت صوفی عبد الرحمٰن نقشبندی ہیں جو کئی تعلیمی اداروں کی شکل میں حضرت شیخ احمد سرہندی کی عوامی خدمات کا نمونہ پیش کر رہے ہیں۔ اورنگ آباد مہاراشٹر میں بزم نقشبندیہ عثمانیہ کے نگراں محمد ہارون نقشبندی مجددی ہیں۔ موڑا سا گجرات میں صوفی عبد اللہ نقشبندی سجادہ نشین ہیں جو بھیلواڑہ راجستھان کے علاقے میں بھی قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے اور کئی تعلیمی و تنظیمی اداروں کے سرپرست ہیں۔

علی گڑھ یوپی میں صوفی محمد قیام الدین نقشبندی خانقاہ نقشبندیہ کی آبرو بنے تعلیمی خدمات انجام دے رہیں۔ ٹونک راجستھان میں پروفیسر ضیاء الدین شمسی طہرانی سلسلہ نقشبندیہ کا چراغ روشن کیے ہوئے ہیں۔ نقشبندی سلسلہ کی ایک اہم خانقاہ اندور مدھیہ پردیش کے چھتر پور میں بھی واقع ہے جہاں شیخ طریقت عبد العزیز صدیقی نقشبندی سجادہ نشین ہیں۔ یہ اپنے نانا سید عبد الغنی شاہ نقشبندی مجددی کے جانشین ہیں۔ جاؤرہ مدھیہ پردیش میں حضرت حیدر میاں شاہ علیہ الرحمہ کی خانقاہ کے موجودہ سجادہ نشین حضرت مولانا جمیل احمد خاں نقشبندی ہیں۔ رامپور یوپی میں بھی ایک بڑی خانقاہ معصومیہ ہے جس کے سجادہ نشین شیخ عبد المجید نقشبندی ہیں۔

دہلی میں حضرت باقی باللہ کا آستانہ آج بھی اس سلسلے کا مرکز ہے جس کے موجودہ سجادہ نشین ڈاکٹر مجیب احمد نقشبندی ہیں۔ جامع مسجد چتلی قبر میں حضرت شاہ ابو الخیر علیہ الرحمہ کی خانقاہ و درسگاہ آج بھی سلسلۂ نقشبندیہ کا عظیم مرکز ہے جس کے موجودہ سجادہ نشین شاہ ابو النصر انس فاروقی مجددی ہیں۔ آپ شاہ ابو الخیر اکیڈمی کے زیر اہتمام حضرت مولانا ابو الحسن زید فاروقی صاحب علیہ الرحمہ کی قلمی خدمات کو جدید تقاضوں کے مطابق فروغ دے رہے ہیں۔ دہلی کی عظیم اور تاریخی نقشبندی خانقاہ فتح پوری جامع مسجد بھی ہے جو خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ کے صاحبزادے خواجہ سیف الدین مجددی کی نسبت سے بڑی اہم خانقاہ ہے۔ اس تاریخی مسجد کے بھی امام نقشبندی نسبت رکھتے آئے ہیں۔ قاضیٔ اہل سنت دہلی حضرت مفتی محمد میاں ثمر دہلوی صاحب کا تعلق بھی اماموں والے اُسی نقشبندی خانقاہ سے ہے۔ آج اس کے خطیب و امام حضرت ڈاکٹر مفتی مکرم احمد نقشبندی ہیں۔

ماخذو مراجع:

(۱) جہانِ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، جلد اول، دوم، سوم، چہارم۔ مرتبین: محمد مسرور احمد، جاوید اقبال مظہری، ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری، ناشر: امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی، پاکستان ۱۴۲۵ھ ۲۰۰۵ء

(۲) حضرت خواجہ نقشبند اور طریقت نقشبندیہ (مع حواشی و تعلیمات) تصنیف: پروفیسر ڈاکٹر شمس الدین احمد سن طباعت: ۲۰۰۱ء
ناشر: شیخ محمد عثمان اینڈ سنز سری نگر کشمیر

(۳) **المجدد**: مرتبین: محمد انس احمد مسعودی، شاداب حسین ۱۴۲۹ھ، ۲۰۰۸ء۔ ناشر: المجدد اکیڈمی (انٹرنیشنل) دہلی

☆☆☆

z.barkati@gmail.com

بزم عام

مدینہ منورہ کی فضاؤں میں صاحبزادہ فیاض احمد اویسی سے ملاقات

غلام مصطفیٰ رضوی

۱۸؍ فروری ۲۰۱۸ء کی شام تھی۔ مدینہ منورہ کی مشک بار فضائیں۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا مشامِ جاں کو معطر کر رہی تھی۔ سبز گنبد کی زیارت سے نگاہوں کو نور اور دل کو سُرور مل رہا تھا۔ چند ساعتیں گزریں کہ عالم باعمل صاحبزادہ فیاض احمد اویسی (مدیر ماہ نامہ فیض عالم بہاول پور، منتظم جامعہ اویسیہ رضویہ بہاول پور) سے شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ موصوف علم دوست ہیں۔ مصنف کتب کثیرہ خلیفۂ مفتی اعظم علامہ فیض احمد اویسی رضوی علیہ الرحمہ کے لائق و فائق فرزند ہیں۔ صاحبِ علم و قلم ہیں۔ عاشقِ رسول و فدائے طیبہ ہیں۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے جود و عطا کی نوازش ایسی کہ مدتوں سے طیبہ میں قیام۔ سبحان اللہ!

اسیر جس کو بنا کر رکھیں مدینے میں
تمام عمر وہ رہائی کی دُعا نہ کرے

محبتوں کے رشتے بھی بڑے مضبوط ہوتے ہیں، دوریاں ختم کر دیتے ہیں، محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے درِ پاک پر ملے۔ دیارِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں محبوب کی باتیں۔ رُو برو جمالِ گنبدِ خضریٰ جہاں ہوائیں بھی مؤدب چلتی ہیں، فضائیں بھی مہکی مہکی، پروانے ہر وقت نثار، غبار بھی پاکیزہ، جہاں ملائکہ بھی وارفتہ آتے ہیں اور حاضری و حضوری کے باہم ارتباط سے محبتوں کی معراج ہوتی ہے۔

عنبر زمیں عبیر ہوا مشک تر غبار
ادنیٰ سی یہ شناخت تری رہ گزر کی ہے

صاحبزادہ فیاض احمد اویسی کے والد علامہ فیض احمد اویسی عظیم مصنف گزرے ہیں جن کی کتابیں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبات سے لبریز ہیں۔ جن کی تحریر کتاب و سنت کی تعلیمات سے مرصع۔ جنھوں نے سیرت کے سیکڑوں پہلوؤں پر اشہبِ فکر ایسا چلایا کہ ایمان کی کھیتی تازہ ہوگئی۔ نوری مشن مالیگاؤں نے علامہ اویسی کی کئی کتابیں محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و سیرت کے حوالے سے شائع کر کے تقسیم کیں۔ صاحبزادہ فیاض احمد اویسی نے مشن کے لیے دعاؤں کی سوغات محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوؤں میں نذر کی۔ راقم کے قلم کام کو سراہا۔

بات محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جود و عطا، نوازش و اکرام پر ہو رہی تھی۔ نعتوں کی سوغاتیں تھیں۔ جب نعت بیاں ہو تو گلشنِ نعت کے عندلیبِ خوش نوا اعلیٰ حضرت کا ذکر آ ہی جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نوازشات نے اعلیٰ حضرت کے نام و کام کو جاوداں کر دیا ہے، جب طیبہ کی یاد آتی ہے نعتِ رضاؔ کے لفظوں سے ہم اظہارِ قلبی کی ہمت پاتے ہیں۔ ابھی شب کا دامن دراز نہیں ہوا تھا۔ نور کی خیرات بٹ رہی تھی کہ ہم قیام گاہ آگئے۔ مدینہ منورہ کی اقامت بھی سعادت کی بات ہے۔ صاحبزادہ فیاض احمد اویسی نے ماحضر کا اہتمام کیا۔ کچھ علمی باتیں رہیں۔ اشعارِ رضاؔ پر گفتگو ہوئی۔ علامہ اویسی کی خدمات کا ذکر ہوا جن کی پانچ ہزار کے لگ بھگ کتابیں موجود ہیں۔ فہرستِ کتب ''علم کے موتی'' مطبوع ہے۔ موصوف نے پیش کی۔ راقم نے ملاحظہ کی۔ سیکڑوں کتابیں ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ہیں۔ آپ نے بیک وقت عقیدہ، تفسیر، سیرت، اصلاح، حدیث، رجال، دینی علوم، فقہ، تزکیہ پر قلمی کام کیا جس کا نتیجہ ہے کہ تین ہزار کے لگ بھگ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

صاحبزادہ فیاض احمد اویسی نے بتایا کہ والد ماجد کی کتابوں پر تخریج کا کام مسلسل چل رہا ہے جن کی اشاعت تواتر سے ہو رہی ہے۔ تفسیر روح البیان کا ترجمہ بھی بہت مقبول ہوا۔ ہند و پاک سے کئی ایڈیشن چھپے۔ نغماتِ رضاؔ کی توضیح میں ''شرح حدائق بخشش'' (۲۵ جلدیں) مقبول ہوئیں جن پر تخریج کا کام مکمل ہوتے ہی ضخیم مجلدات میں بیا شانئی شان کے ساتھ منصۂ شہود پر ہوگا۔

یہاں کئی شخصیات سے متعارف کرایا۔ موصوف بزرگ ہیں اور علمی کاموں کا خاصا ذوق رکھتے ہیں۔ لیپ ٹاپ پر لکھنے پڑھنے، تصحیح و ترتیب کا کام کرتے رہتے ہیں۔ کئی مقالات قلم بند کر چکے ہیں۔ علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی کتابوں کی اشاعت و توسیع کی نگرانی فرما رہے ہیں۔ راقم نے بتایا کہ مفتی سید محمد رضوان شافعی نے علامہ اویسی کی کتاب

"ترے دشمن سے کیا رشتہ ہمارا یا رسول اللہ ﷺ" اردو/ ہندی میں شائع کی۔ کتاب عمدہ ہے، مقبول ہوئی، ہندوستان میں ہاتھوں ہاتھ لی گئی، اردو کتاب میلے میں نوری مشن کے اسٹال سے کم وقت میں تمام جلدیں ختم ہو گئیں۔ بحکریم محبوب ﷺ کے ضمن میں کتاب کی مقبولیت روز افزوں ہے۔ صاحبزادہ فیاض احمد اویسی نے اظہارِ مسرت فرمایا اور کتاب کے ایک نسخے کی فرمائش کی۔ اشاعت پر مبارک و تہنیت پیش کی۔

فہرست کتب میں ایسی کئی کتابیں بھی ملیں جو ختم نبوت ﷺ کے عنوان پر قادیانیت کی بیخ کنی میں تصنیف ہوئیں۔ راقم نے علامہ اویسی کی مزید کئی کتابوں کی اشاعت کی خواہش کی۔ فرمایا کہ جو کتاب درکار ہو بتائیں، ہم اس کی اِن پیج (کمپوزنگ) فراہم کر دیں گے۔

یہاں دبستانِ بریلی کے مشہور نعت گو شاعر علامہ حسن رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کا ذکر بھی رہا۔ رضویات کے عنوان پر علامہ اویسی علیہ الرحمہ کے علمی اثاثہ پر بھی تبصرہ ہوا۔ صد سالہ عرسِ اعلیٰ حضرت کی اشاعتی سرگرمیوں پر کئی پہلو زیر بیاں آئے۔ علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی تصانیف کے اثرات، معیار و مقام پر بھی تذکرہ رہا۔

ابھی شب مدینہ کی نکہتیں دل و جاں کو مدہوش کر رہی تھیں۔ دیار محبوب ﷺ میں بارگہِ محبوب ﷺ میں حاضری کی تڑپ لیے ہم رخصت ہوئے۔ چند لمحے گزرے تھے کہ جلوؤں کی وادی سامنے تھی۔ سبز گنبد کا نور نگاہوں کو خیرہ کر رہا تھا جہاں ادب کے ساتھ عشاق سلاموں کے توشے نذر کر رہے تھے اور ہم بھی اُن گداؤں میں شامل ہو گئے۔

کعبے کے بدر الدجیٰ تم پہ کروڑوں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود

☆☆☆

☆ نوری مشن مالیگاؤں، 9325028586

درگاہ خواجہ نظام الدین اولیا دہلی میں قرآن پاک پر یک روزہ سمینار، ترتیلی ترجمہ کی رونمائی

درگاہ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کے خواجہ حسن نظامی ہال میں ۴؍ مئی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ بعد مغرب ایک قرآنی سمینار کا انعقاد زیر سرپرستی خواجہ سید محمد نظامی سجادہ نشین درگاہ (خواجہ حسن ثانی نظامی) حضرت محبوب الٰہی منعقد کیا گیا۔ یہ سمینار حضرت بابا فرید الدین گنج شکر چشتی کی خاص مریدہ اور دہلی شریف کی مشہور خاتون بزرگ عارفہ حضرت بی بی فاطمہ سام اور مصورِ فطرت خواجہ حسن نظامی کی اہلیہ خواجہ محمودہ بانو نظامی کے عرس کے موقع پر منعقد کیا گیا۔ بعد عصر قرآن خوانی اور بعد مغرب سمینار شروع ہوا۔ محفل کا آغاز حافظ و قاری برہان الدین اشرف نظامی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ خواجہ سید محمد نظامی نے افتتاحی کلمات پیش کیے۔ قرآن پاک کے موضوع پر کلیدی خطاب نبیرہ گنج شکر صوفی شاہ محمد انور علی سہیل فریدی سجادہ نشین خانقاہ فریدیہ بدایوں شریف کا ہوا۔ انھوں نے قرآن پاک پر قرآنی آیات کی روشنی میں جامع خطاب کیا کہ قرآن کریم ایسی عمدہ اور اعلیٰ کتاب ہے جس کی مثال نہیں۔ یہ مقدس کتاب علوم کا خزانہ اور شریعت و طریقت کا سرچشمہ ہے۔ اس میں معرفت کے نکات ہیں، اس میں ہر شے کا ذکر ہے اور ہر مسئلہ کا حل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ کوئی شے ایسی نہیں جس کا اُس میں ذکر نہ ہو۔ کتاب ہدایت قرآن مجید ہماری زندگی کا ایک حصہ نہیں بلکہ ہماری پوری زندگی ہے۔ یہ زندہ کتاب ہے جو ہمیں زندہ رہنا سکھاتی ہے۔ جب تک اس پر عمل کرتے رہیں گے، زندہ اور کامیاب رہیں گے، ضرورت عمل کی ہے۔

خطاب کے بعد مصورِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی کا سلیس اردو زبان میں قرآن مجید کی ترتیل ترجمہ کے پانچویں اڈیشن کا رسم اجرا شیخ طریقت شاہ محمد انور علی سہیل فریدی اور خواجہ سید محمد نظامی کے ہاتھوں سے ہوا۔ ترتیلی ترجمہ کی زبان آسان ہے، ہر لفظ کا ترجمہ الگ خانہ میں ہے، اردو عبارات پر بھی عربی کی طرح اعراب لگائے گئے ہیں جس سے معمولی اردو سے واقف بھی ترجمہ کو بآسانی سمجھ سکے۔ اس مبارک عمل میں سید فضل بن اخلاق، ڈاکٹر عقیل احمد غالب اکیڈمی، صوفی خالد احمد نظامی، فاروق ارگلی اور جناب صغیر احمد بھی شامل تھے۔ اس کے بعد فاتحہ شریف اور شجرہ خوانی ہوئی۔ شاہ انور علی سہیل فریدی کی دعا پر سمینار ختم ہوا۔ حاضرین کی خدمت میں لنگر نظامی پیش کیا گیا۔ قرآن کریم پر یہ سمینار ہر سال ۷؍ شعبان کو خواجہ ہال میں منعقد ہوتا ہے۔

رپورٹ: محمد جنید عالم قادری، ناظم و نگراں مدرسہ محبوب الٰہی نزد درگاہی مسجد، متصل بارگاہ حضرت نظام الدین اولیا دہلی

مدرسہ محبوب الٰہی ایک تعلیمی ادارہ ہے جہاں بطور خاص حفظ و قرأت کی تعلیم و تدریس کا انتظام ہے۔ اس سال ۷؍ حفاظ کرام کی دستار بندی ہوئی۔ ان میں سے اکثر حفاظ صاحبان نے قریب کی خانقاہوں اور مساجد میں محراب سنایا۔

بزم خواتین

فیشن زدہ حجاب کے شرارے

کاظمہ خاتون (عرفی)*

جب بھی گھر سے باہر نکلنا ہوتا ہے ایک چیز میں اکثر نوٹ کرتی ہوں وہ یہ کہ آج کل کی نوجوان نسل نے پردے کو کیا بنالیا ہے، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ پردے کی کون سی شکل ہے؟

ابھی پچھلے دنوں کی بات ہے ایک کلینک میں جانا ہوا، کافی رش تھا تو نمبر لے کر ایک طرف بیٹھ کر اپنی باری کا انتظار کرنے لگی۔ اتنے میں دو تین نوجوان لڑکیاں بھی کلینک میں داخل ہوئیں، خوبصورت میکسی نما عبایا پہنے ہوئے، بالکل چست آستینیں، گلے اور آستینوں پر بہت خوب صورت کام بنا ہوا۔ سر پہ بڑی خوبصورتی اور نفاست سے چھوٹا سا اسکارف لپیٹا ہوا۔ سر پہ بائیں طرف اسکارف کے اوپر ایک نگینوں سے مزین پن لگائی ہوئی۔

اسکارف اتنا چھوٹا کہ بمشکل چہرے سے تھوڑا سا نیچے گلے تک آرہا تھا۔ اتنا بھی نہیں تھا کہ سینے کو تو ڈھانپ لے۔ عبایا ایسا کہ جسم کے سب نشیب وفراز کو واضح کر رہا تھا، اسکارف صرف خوبصورتی کے لئے پہنا گیا جس میں چہرہ بھی کھلا ہوا تھا۔ آنکھیں گویا نین کٹارے۔ سرمہ، کاجل، لائنر اور ہونٹوں پر لپ اسٹک۔ دل میں درد کی ایک لہر سی اٹھی، پردے کے نام پر ایسی بے حیائی؟

ایسے پردے کو تو خود پردے کی ضرورت ہے!

اور کچھ خواتین جو تھوڑا سا چہرے کو ڈھانپنے کا اہتمام کر بھی لیتی ہیں مگر سینے ان کے بھی کھلے ہوئے ہوتے ہیں۔ برقعے ایک سے بڑھ کر ایک اسٹائلش، نت نئے ڈیزائن، کڑھائی، کٹ ورک، موتی، نگینے، رنگوں سے بھرپور، پردے اور حجاب کے نام پر کیسے کیسے فیشن متعارف کرائے جارہے ہیں کہ وہ بجائے عورت کو ڈھانپنے کے مزید عریاں اور عیاں کررہے ہیں۔ نادیکھنے والا بھی دیکھنے پر مجبور ہوجائے۔ ہر ایک نظر کو دعوت نظارہ دیتے ہوئے حجاب۔

میں جب دیکھتی ہوں صرف اپنا دل مسوس کر ہی رہ جاتی ہوں، سوچتی ہوں کیا یہ وہی پردہ ہے جس کا اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے۔

ہماری خواتین نے برقعے اور حجاب کو بھی فیشن کے طور پر اپنالیا، حسن اور خوبصورتی کے مقابلے، ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی دوڑ، سب میں نمایاں نظر آنے کا جذبہ، فیشن کا حد سے بڑھتا شوق۔

میری قابلِ احترام بہنو! یہ کس راستے پر چل پڑی ہو؟ یہ وہ راستہ ہے جسے شیطان نے ہماری نظروں میں مزین کرکے دکھادیا ہے۔

یہی تجھ کو دھن ہے رہوں سب سے بالا
ہو زینت انوکھی ، ہو فیشن نرالا
تجھے حسنِ ظاہر نے دھوکے میں ڈالا
جیا کرتا ہے کیا ، یونہی مرنے والا ؟
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے ، تماشا نہیں ہے

ذرا سوچیں! کیا یہ وہی پردہ ہے قرآن نے جس کا حکم دیا ہے؟

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔ (سورۃ الأحزاب.59)

اے نبی! اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے فرمادیجئے کہ وہ اپنی چادروں کے پلو، اپنے اوپر لٹکالیا کریں۔ اس طرح زیادہ توقع ہے کہ وہ پہچان لی جائیں اور انہیں ستایا نہ جائے اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

قرآن جس پردے کا حکم دیتا ہے وہ تو مومن عورتوں کی زیب و زینت کو چھپانے کے واسطے ہے، تاکہ پہچان لی جائیں کہ یہ شریف باحیا عورتیں ہیں، ان پر کوئی میلی نظر نہ ڈالے۔

مگر آج کل جو کچھ پردے اور حجاب کے نام پر ہمارے سماج میں ہورہا ہے اگر اُسے نہ روکا گیا تو پردہ خود ایک مذاق بن کر رہ جائے گا۔

برقع پہننے کا مطلب کیا ہے، اسکارف پہننے کا مطلب کیا ہے؟

کیا دوسروں کی توجہ خواہ مخواہ اپنی طرف مبذول کرانا؟

جس طرح کے عبایا، اور اسکارف ہم نے استعمال کرنا شروع کر دیے ہیں، کیا یہ واقعی پردے کے تقاضوں کو پورا کر رہے ہیں، یا ہم نے حجاب کے نام پر ایک اور زیب و زینت اختیار کر لی ہے؟ اس طرح کے حجاب کا آخر مقصد کیا ہے؟ ہم کس کو خوش کر رہے ہیں؟ کس کو متاثر کرنا چاہتے ہیں؟ ذرا اپنے دلوں کو ٹٹولیں تو سہی!

کیا یہ پردہ ہم اللہ کو خوش کرنے کے لئے کر رہے ہیں؟

کیا یہ پردہ ہمارے ایمان کے تقاضوں کو پورا کر رہا ہے؟

پردہ تو عورت کو عزت اور عظمت عطا کرتا ہے، اسے دوسروں کی نظر میں باعزت بناتا ہے، اسے لوگوں میں معزز اور محترم ظاہر کرتا ہے۔

اسے نامحرم مردوں کی حریص نظروں سے بچاتا ہے۔ پردہ عورت کی حفاظت کرتا ہے لیکن جو پردہ آج ہم کر رہے ہیں کیا وہ ان سارے تقاضوں کو پورا کر رہا ہے؟ میری مودبانہ درخواست ہے، اپنی مسلمان بہنوں سے، اپنے معاشرے سے، کہ خدارا پردے کو پردہ ہی رہنے دیں، اسے اپنی خواہشات اور فیشن کی بھینٹ نہ چڑھائیں۔ اپنے اسلامی وقار کو قائم رکھیں، سادگی کو اپنائیں، سادگی ایمان کا حصہ ہے۔

فیشن سے عزت نہیں ملتی، اللہ عزت دیتا ہے، اپنی نیتوں کو ٹھیک کر لیں، ڈھیلے ڈھالے اور سادہ حجاب اور برقعے استعمال کریں، اللہ کی رضا و خوشنودی کو پیش نظر رکھیں، اللہ کا حکم پورا کرنے کے لئے پردہ کریں، دین کے احکام کا تمسخر نہ اڑائیں۔

یہ چار دن کی زندگی اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے نہیں ملی تھی، یہ زندگی ایک امتحان ہے آزمائش ہے، کہ کون آخرت کی بہترین تیاری کرنے والا ہے؟ کون اپنے رب کی رضا اور خوشی کو اہمیت دیتا ہے اور کون اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے اندھا دھند بھاگتا ہے؟

زندگی اسی کھیل تماشے میں ضائع کرنے کے لئے نہیں، سوچنے کی بات ہے، ہم بہت خوبصورت نظر آ بھی گئے تو کیا، فیشن کی دوڑ میں سب سے آگے نکل بھی گئے تو کیا؟

ہم لوگوں کی نظروں میں بہت بچ بھی گئے تو کیا، اگر یہ سب کچھ ہمیں مل بھی گیا تو کیا پایا؟ موت کے ساتھ ہی ہر چیز کا خاتمہ ہو جاتا ہے، دنیا کی ناموری، شہرت عزت سب کچھ یہیں رہ جاتی ہے اور آخرکار انسان اکیلا ہی ایک دن اپنی قبر میں جا سوئے گا اپنے اعمال کا بوجھ لے کر، جہاں سوائے اپنی نیکیوں کے کچھ کام آنے والا نہیں ہے۔ عقلمند وہ ہے جو مرنے سے پہلے موت کی تیاری کر لے۔

اللہ تعالیٰ نے بہت عظیم الشان جنت بنائی ہے اپنے فرمانبردار بندوں کے لئے۔ وہاں وہ وہ نعمتیں ہیں جو نہ کسی آنکھ نے کبھی دیکھیں، نہ کسی کان نے سنیں، نہ کسی دل پر ان کا خیال بھی گزرا، آج دنیا میں رب چاہی زندگی گزار لیں، کل کو آخرت میں اپنی من چاہی زندگی گزارنا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو پردے کے حقیقی تقاضوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

☆ داناپور کینٹ، پٹنہ (بہار)

مومنوں کے لیے اتفاق مبارک

رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ کے چاند کے اعلان سے جو اختلاف علماء سامنے آیا، اس سے عوام میں جو بے چینی پیدا ہوئی، وہ دن بہ دن بڑھتی جا رہی تھی اور ہر طرف سے اس اختلاف کو دور کرنے کی آواز اٹھ رہی تھی، کہ اس سلسلے میں خانقاہ منعمیہ، میتن گھاٹ پٹنہ (بہار) میں یکم جون ۲۰۱۸ کو جمعہ کی نماز کے بعد ۳ بجے سہ پہر میں منعقد ہوئی۔ آغاز حافظ معراج فریدی کی تلاوت کلام پاک کی اُن آیات سے ہوا جس میں اللہ سبحانہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا**۔ حافظ افتخار منعمی نے حضرت شاہ بیدم وارثی کا نعتیہ کلام پیش کیا۔ افتتاحی کلمات حضرت سید شاہ شمیم الدین احمد منعمی نے پیش کیے۔ ڈاکٹر ریحان غنی، مولانا رضوان احمد اصلاحی، ادارۂ شرعیہ بہار کے مولانا غلام رسول بلیاوی، مولانا قاضی امجد رضا امجد قادری، مفتی حسن رضا نوری، امارت شرعیہ بہار کے مولانا انیس الرحمن قاسمی، خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف کے مولانا منہاج الدین مجیبی، سید کاشف رضا، سید شاہ انظار حسین، مولانا سید شاہ غلام فیاض حسین فیاضی، سید ابصار الدین بلخی، سید محمد سرفراز خرم، مفتی مظفر حسین قادری، حسنین پاشا وغیرہ شریک ہوئے۔ نماز عصر کے بعد اس تجویز کو بالاتفاق منظوری دے کر اپنا اپنا دستخط ثبت کیا گیا کہ: "اتفاق رائے سے یہ طے پایا کہ شعبان اور رمضان کی ۲۹ رتاریخ کو نماز عصر سے لے کر فیصلے تک تمام ذمہ داران اعلان رویت ہلال، مسجد عبدالحیٔ اکزبیشن روڈ پٹنہ میں نشست فرمائیں گے اور رویت ہلال کے سلسلے میں اتفاق رائے سے کوئی فیصلہ کریں گے۔"

اطلاع: بذریعہ واٹس ایپ، مفتی منظر محسن نعیمی حسینی، امام و خطیب فیض العلوم مکہ مسجد، جمشید پور (جھارکھنڈ)

بزمِ سخن

نعت پاک

خوبیٔ نعت نبی کو دفترِ تمثیل کھول
حسن در پردہ کبھی اجمال کی تفصیل کھول

سینۂ کاغذ پہ مچلے نعت لکھنے کو قلم
نورِ مہتابِ ازل آ فکر کی قندیل کھول

کوچ کب کے کرچکا شہرِ غزل سے ذوقِ فن
نعت کے صوبے میں آ نے سرحدِ تخئیل کھول

وہ وہاں سے چل پڑا شہ پر جہاں تیرے جلیں
راز آخر اس میں کیا ہے اب ذرا جبریل کھول

کتنا دل کش ہے محمد کا زبورانہ لباس
دیکھنا ہو کھول قرآں توریت و انجیل کھول

چل پڑا ہے لشکرِ شیطان پھر ایمان پر
نازشِ موسیٰ ذرا آ کر مدد کا نیل کھول

جاں بحق ہوں دشمنِ حق اے ابابیلِ غضب
کنکری ان پر گرانے پنجۂ تعجیل کھول

داغِ عصیاں خود بخود معدوم ہوں گے حشر میں
کر کرم کی بارشیں یا رحمتوں کی جھیل کھول

چال میں تبدیلیاں لائے گا عشقِ مصطفیٰ
قال کی خیرات لینے حال کی زنبیل کھول

مجھ کو پڑھنے کا سلیقہ ہے نہ لکھنے کا شعور
روحِ تکمیلِ ہنر آقا لبِ تحصیل کھول

مدتوں سے ڈھونڈتا ہے جامیؔ قدموں کے نقوش
راہِ منزل پر نشاں کا کوئی سنگِ میل کھول

نتیجۂ فکر
سید شاہ عبدالوہاب قادری جامیؔ
سجادہ نشین آستانہ قادریہ، 9441164907

یادِ خاتونِ جنت

بمناسبت یومِ وصال ۲؍رمضان المبارک حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

شہزادیٔ سلطانِ مدینہ ، زہرا — گلزارِ نبی کی گلِ یکتا ، زہرا
رُخ ، ارض و سمٰوٰت کا ان کی جانب — کونین کی ہیں قبلہ و کعبہ زہرا
اُس ماں سے ہے تعبیر کمالِ حسنین — حیدر کے شبستاں کی ہیں جلوہ زہرا
بے مثل ہیں سرکار کی چاروں دختر — ہاں زینب و کلثوم و رقیہ زہرا
عفت کی سند بن گیا اُن کا دستور — عورت کے تقدس کا نصیبہ زہرا
وہ برجِ طہارت کے افق پر روشن — ہر دور میں اک نیرِ تازہ زہرا
اللہ و رسول ان کی رضا میں راضی — رکھتی ہیں عجب شانِ رفیعہ زہرا
تفسیرِ پیمبر ہوا اُن کا کردار — ہیں مظہرِ اوصافِ خدیجہ زہرا
جنت کی ضمانت ہے اطاعت ان کی — ملت کی ہدایت کا سفینہ زہرا
وہ نام ، اجابت کی سند کا حامل — تکمیلِ ریاضت کا وظیفہ زہرا
جو فقر ، گداؤں کو سکندر کر دے — اس فقر کی دنیا کی امیرہ زہرا
مہکے ہیں سبھی باغِ شرافت ان سے — گلزارِ طہارت کی شمیمہ زہرا
اس ذات پہ ہے صبر کی دنیا نازاں — ایثار و سخا میں ہیں وحیدہ زہرا
نا پید ہے کونین میں ان کا ثانی — ہر رنگ میں ہیں سب سے فریدہ زہرا
اُس بحر سے نکلے ہیں حیا کے موتی — ہیں گوہرِ عفت کا خزینہ زہرا
دارین کی عزت ہے محبت ان کی — ہیں فضلِ الٰہی کا ذریعہ زہرا
اب اور شرف ، فکر مری کیا سمجھے — خود ذاتِ پیمبر کی ہیں بضعہ زہرا
اک سجدے میں اک رات بھی چھوٹی پڑ جائے — صد رشکِ جبیں ہے ترا سجدہ زہرا
کاشانۂ تطہیر ہے ، تیرا آنچل — ہیں جس میں سجے گوہرِ تقویٰ زہر
ہے ایسی بلندی، تری "خاکِ پا" میں — افلاک بھی ہیں جس پہ خمیدہ زہرا
کم ہوگی نہ تا حشر ضیائے سیرت — پُر نور رہے گا ترا رستہ زہرا
کیا اس کو بجھائے گی ہوائے باطل — ہے شمعِ حیا پر ، ترا پہرا زہرا
قرباں ترے اعزاز پہ ساری خلقت — خالق کے ہیں مظہر ، ترے بابا زہرا
گر عمر کی ہر سانس قلم بن جائے — لکھ پاؤں نہ میں تیرا قصیدہ زہرا
اب رکھتا ہے یہ کہہ کے فریدی، خامہ — بے مثل ہے ، اک اک ترا لمحہ زہرا

نتیجہ فکر: سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی بارہ بنکوی مسقط عمان

امام حسن مجتبیٰ

سنبھل سنبھل کے چل اے عازمِ دیارِ حسن
در اصل خلد کا رستہ ہے رہ گزارِ حسن

انھیں رسول نے اِبنی کہا سرِ منبر
تو انکسارؔ شہ دیں ہے انکسارِ حسن

جمالِ سید ابرار کے ہیں یہ پَرتو
بیان کیسے کروں میں بھلا نگارِ حسن

علی کے لختِ جگر نورِ سیّدہ زہرا
وقارِ اہلِ سیادت بنا وقارِ حسن

وہ ہم شبیہِ نبی، جا نشین مولیٰ علی
ہے لازوال قیامت تلک بہارِ حسن

دراز ہوتے گئے سلسلے محبت کے
نثارِ حسن حقیقت ہوا نثارِ حسن

سخاوتوں پہ اُنھیں کی لگی ہے مُہرِ کرم
ہر ایک فردِ زمانہ ہے ریزہ خوارِ حسن

وفا و حسن و سیادت، شہادت و عصمت
ہر ایک عز و شرف ہو گیا نثارِ حسن

ہے رُوحِ صلح و صفائی بقائے ملت کی
بتا رہا ہے جہاں بھر کو یہ شعارِ حسن

رہِ حیات جہاں کو دِکھا گئے ایسی
کہ ہر کمال ہوا شاملِ حصارِ حسن

نشان تک نہیں باقی یزیدیت کا مگر
ہے حکمرانِ دِلاں اب بھی اقتدارِ حسن

جنابِ مہدیِ دوراں کی شکل میں ہم کو
نہ پوچھئے کہ ہے کس درجہ انتظارِ حسن

یہ اُن کے نقش کفِ پا پہ کاش مٹ جائے
بنے مُشاہدِ آشفتہ سر غبارِ حسن

عرض نمودہ: ڈاکٹر محمد حسین مُشاہد رضوی

اب حج کا زمانہ آئے گا

موسم بھی سہانا ہے کیا حج کا زمانہ ہے
تر آنکھ لیے زائر طیبہ کو روانہ ہے

مسجود الیہ سب کا کعبہ ہے مگر زاہد
اسرارِ حقیقت کو عشاق نے جانا ہے

میزاب کے قطروں سے تقدیریں بدلتی ہیں
کعبے میں یہ بندوں کی بخشش کا بہانہ ہے

کعبے سے لپٹ کر جب روتا ہے کوئی عاشق
سرکار یہ کہتے ہیں طیبہ تمھیں آنا ہے

کعبہ ہو یا مزدلفہ عرفات و صفا مروہ
سب ان کے کرم سے ہیں جو سب کا ٹھکانا ہے

ارکان ادا کرنا سرکار کی سنت ہے
اور ان کے توسل سے قسمت کو جگانا ہے

اے شوخ دل مضطر کچھ اور ٹھہر پھر تو
ٹوٹے ہیں ستم کیا کیا آقا کو سنانا ہے

مت چھیڑو مجھے زاہد طیبہ کا مسافر ہوں
سر در پہ جھکانا ہے آنکھوں کو بچھانا ہے

معمور ہے دل میرا سرکار کے جلووں سے
یہ مفتیِ اعظم کا اک فیض سہانا ہے

گلزار مدینہ میں چہکے ہیں جہاں برسوں
کیا طائر سدرہ کا پر نور زمانہ ہے

بیمارِ محبت ہوں اے بادِ صبا للہ
دربارِ مسیحا سے کچھ خاک بھی لانا ہے

تم پر بھی کرم روشنؔ اک روز یقینی ہے
دربار میں جھک جھک کر تسلیم بجانا ہے

نتیجہ فکر: محبوب العلماء مولانا محبوب رضا روشن القادری علیہ الرحمہ (پوکھریرا شریف)

پیش کش: مشاہد رضا اجمل القادری، ممبئی: 9892246099

منقبت در شان مولانا اختر نوری علیہ الرحمۃ والرضوان

مطیع خالق کل واصف شاہ ہدیٰ تم تھے
فدائے بوحنیفہ غوث وخواجہ اور رضا تم تھے

تمہارے عشق کا چرچا ہر جا، یہ امام اختر
جنابِ مفتیِٔ اعظم کی الفت میں فنا تم تھے

ہماری فہم ناداں جو سمجھتی تھی تیری عظمت
ہزاروں درجہ اس سے اعلیٰ، بالا اور سوا تم تھے

فقہ کی اطلاح میں جس کو کہتے سبھی عالم
وہی اک باصفت عالم جہاں میں باخدا تم تھے

رہے استاذ اور اسلاف کے نقش قدم پر تم
شریعت کے عمل میں بااصول وباوفا تم تھے

متاع دنیا کی نہ مال وزر کی تم نے کی پرواہ
فقط ملت کی خدمت میں ہی ہر دم فنا تم تھے

سنورتی تھی تیری مشاطگی سے نحو کی زلف خم
جنابِ سید جرجانی کی علمی ضیا تم تھے

صدارت اور قیادت ناز کرتی تھی تیرے دم پر
خدا کے فضل سے دنیا میں ایسے راہنما تم تھے

لئے اشک غم دل کہتا راحت یہی میرے
حصول دولت علم کا واسطہ تم تھے

(صدر المدرسین مدرسہ الجامعۃ النظامیہ ملک پور ہاٹ کٹیہار، بہار)

نتیجۂ فکر: محمد شمیم راحت برکاتی امانی، مادھے پور، کٹیہار، 8757433397

حسب خواہش: کامل احمد نعیمی، حروف ساز

روحانی علاج

حل المشکلات

روحانی و جسمانی امراض
کا مر اسلاتی علاج
info@aljamitulasrafia.com
فون نمبر: 9636001786
محمد حمید الحق برکاتی ☆

حضرت مفتی صاحب قبلہ   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میرا نام آر محمد زبیر بن اللہ بخش مرحوم، والدہ کا نام زینت بی مرحومہ میری طبیعت ہمیشہ خراب رہتی ہے۔ عجیب سی بے چینی رہتی ہے۔ رشتہ کی تلاش ہے مگر کہیں بھی رشتہ نہیں ہو پا رہا ہے۔ روزی روٹی میں برکت نہیں۔ عمر بڑھتی جا رہی ہے، میری بہن کا بھی یہی معاملہ ہے۔ اکثر عاملوں سے رجوع ہوا مگر کوئی حل نظر نہیں آرہا ہے۔ آپ کی بارگاہ سے ایک امید لگایا ہے۔ آپ نظر کرم فرمائیں، آپ کی نظر کے تصدق میری بہن کی بھی قسمت کھل جائے اور میری بھی۔ آپ میرے مسائل کا حل عطا فرمائیں گے۔ عین نوازش ہوگی۔

محمد زبیر عمر ۳۷، شاداب پروین، عمر ۳۶

میری بہن عام لڑکیوں کی طرح نہیں، اس کا رہن سہن عام لڑکیوں سے ہٹ کر ہے۔ لوگوں سے بات کرنا، رشتہ دار سے ملنی جلنا، یا کسی شادی یا تقریب میں جانا پسند نہیں کرتی۔ زیادہ تر تنہائی کو پسند کرتی ہے۔ ہر چھوٹی سی بات پر غصہ ہونا، چڑ چڑاہٹ، لڑنا جھگڑنا، گالی گلوچ، زوروں سے چلانا اس طرح کا برتاؤ کرتی ہے۔ پچھلے چار مہینوں سے طبیعت بھی ٹھیک نہیں رہتی۔ کبھی اچھی اور کبھی خراب اور بچپن میں یہ لڑکی جلی ہوئی لکڑیوں کا کوئلہ کھاتی تھی۔ بہت سے عامل حضرات سے رجوع ہوا، اثرات بتائے علاج کروایا مگر ٹھیک نہیں ہو پایا۔

میرے دینی بھائی محمد زبیر کا خط ملا آپ کے احوال کے مطابق میں نے چیک کیا آپ کا معاملہ کوئی آسیبی نہیں بس ایک آزمائش سمجھیں زیادہ عاملوں کے چکر میں نہ پڑیں یہ سب اللہ کی طرف سے ہے وہی حقیقی مسبب الاسباب ہے اسی طرف رجوع کریں۔ نماز کی پابندی کریں صبح ہو سکے تو فجر کی اذان کے وقت اٹھ جائیں۔ وضو کرنے کے بعد سنت فجر ادا کریں پھر یہ تسبیح دعا ۱۰۰ ار بار پڑھیں:

سُبْحَانَ اللهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ وَ بِحَمْدِهٖ أَسْتَغْفِرُ الله. اول آخر گیارہ بار درود شریف شامل کرلیں پھر فجر کی فرض نماز ادا کریں اور فجر کے بعد سونے کی ہرگز کوشش نہ کریں۔ صبح کے وقت سونا سب سے بڑی رزق کے لئے رکاوٹ ہے۔ اگر رات کو جاگنا پڑے تو دوپہر میں سونے کا وقت نکالیں۔

بعد نماز عشاء فرض ادا کرنے کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ادا کریں پھر فوراً دو رکعت نفل ادا کریں۔ سلام پھیرنے کے بعد درود شریف پڑھنے کے بعد اپنے سیدھے ہاتھ کو، شہ رگ جو گلے کا حصہ ہے رکھ کر ۱۰۰ ار باریَا لَطِیْفُ پڑھیں پھر سجدے میں سر رکھ کر رب سے دعا کریں۔ اپنی پریشانی رب کے حضور عرض کریں۔ انشاء اللہ آپ کی پریشانیاں دور ہو جائیں گے۔ بہت تکلیف اٹھائی تھوڑا اور صبر کریں۔ رب سے امید رکھیں کہ یہاں نہیں مل رہا ہے تو آخرت میں یہاں سے بہتر ملے گا۔ بس شیطان کے مکر سے بچنے کی کوشش کریں۔

میرے دینی بھائی محمد زبیر آپ کی بہن کا معاملہ تھوڑا الجھا ہوا ہے کچھ بد اثرات ہیں کچھ دعا میں نے تحریر کی ہیں اس کو پڑھیں۔ کوئلہ کھانا یہ صرف عادت کی بنا پر ہے۔ وہ خود پر قابو رکھیں خصوصاً اگر کھانے کے بعد چکر آئے تو کھا کر تھوک دیں، نگلیں ہرگز نہیں۔

وہ اپنا معمول بنالیں کہ سورہ طٰہٰ جو سولہویں پارہ میں ہے جب بھی تلاوت کریں اس کو پڑھیں اور چاروں قل پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کر کے پورے بدن پر ہاتھ پھیر دیں۔ رات کو سوتے وقت ضرور کریں۔ آیۃ الکرسی ہو سکے تو رات میں شامل کرلیں پھر سوئیں۔

یہ دعا لکھ کر چوٹی میں باندھیں، جوڑے میں لگائیں:

بسم الله الرحمٰن الرحيم وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ قَوْلِكَ هٰذَا وَبِحُرْمَةِ نَبِيِّكَ محمد ﷺ اَنْ تَرْزُقَ شاداب پروین بنت زینب بی زوجًا موافقًا غیر مخالف بحق محمدٍ وآلہٖ اجمعین۔

☆ ہمارے نمبر پر رابطہ کر کے اپنی پریشانی بتا کر مشورے پر عمل کریں۔

9636001786

سابقہ سعودی روایات سے انحراف کی سزا، دینے کی سازش تو نہیں؟

رمضان المبارک کے تین چار دن پہلے سعودی عرب کی ایک خبر دیکھ کر انتہائی حیرت ہوئی، کہ موجودہ روشن خیال ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان نے اپنے والد شاہ سلمان بن عبد العزیز کے حوالے سے سعودی انتظامیہ کے ذریعہ ایک ہدایت جاری کی ہے کہ سعودی عرب کے جو بھی سرکاری اہل کار ہوں اور عوام و خواص ہوں، اگر وہ انتظامی اور مالی بدعنوانی کی اصلاحات کے حوالے سے کوئی مشورہ دیتے ہیں تو، ان کی عزت و تکریم کی جائے اور بطورِ خاص جو لوگ انتظامی اور مالیاتی امور و معاملات سے متعلق کسی بدعنوانی کی خبر دیتے ہیں، تو پھر اُن کو خاص سرکاری تحفظ فراہم کیا جائے تا کہ ان کی جان اور ان کے افراد و خاندان کو کسی طرح کے جانی و مالی نقصان سے محفوظ رکھا جائے۔

اِس خبر کے تعلق سے ایک سعودی اہل کار نے وضاحتی اطلاع، دی کہ آج کے سعودی عرب میں ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان کی جس طرح بہت سی سرگرمیاں اجنبی اور منفرد لگ رہی ہیں، اسی طرح اصلاحات کے حوالے سے سعودی روایات کے خلاف اُن کے پے در پے فیصلے اِس قدر اجنبی ثابت ہو رہے ہیں کہ بہت سے لوگ حیرت میں ہیں لیکن انتظامی اور مالی بدعنوانی کے خلاف شہزادہ محمد بن سلمان کی تحریک بڑی حساس اور تاریخی ثابت ہو رہی ہے کہ بے شمار مذہبی اور غیر مذہبی افراد و اشخاص (سعودی شہری) اور مساجد، مدارس اور عصری جامعات کی تعمیر و ترقی کے نام پر بدعنوان سعودی علما و شہزادگان کے لئے مصیبت بن گئی ہے اور بہت سے اصلاح پسند سعودی، اپنے ولی عہد کی تحریک کا حصہ بننے کی وجہ سے بدعنوان امرا و حکام کا عتاب و عذاب جھیل رہے ہیں۔ بدعنوان افراد کو اُن کی اصلاحی بیداری برداشت نہیں ہو رہی ہے، اس لئے وہ موجودہ ولی عہد کے رضا کار مخبروں اور مخلص شہریوں کو ٹھکانے لگا دے رہے ہیں، اُسی تناظر میں ولی عہد شہزادہ کی خواہش پر شاہ سلمان بن عبد العزیز کی طرف سے یہ سرکاری فرمان جاری ہوا ہے۔

سچ کہیے تو ہمیں یہ خبر عجیب سی لگی لیکن ۲۱ مئی کو یہ خبر دیکھ کر ہماری حیرت کا موسمی بخار اتر گیا، کہ "ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان بن عبد العزیز کی ہلاکت کی خبر جھوٹی ہے۔ سعودی عہدیدار" چونک سے گئے، ایسے لگا کہ موجودہ روشن خیال ولی عہد کے سابقہ سعودی روایات سے انحراف کی سزا دینے کی واقعی سازش تو نہیں چل رہی تھی؟ جس میں اُس کے بدخواہ ناکام ہو گئے اور محمد بن سلمان ابھی اُن بدخواہوں کو مزید پریشان کریں گے۔ دراصل بادشاہی حکومت میں جب بے شمار شہزادے ہو جاتے ہیں اور اُن کے مشیروں اور حامیوں کی تعداد بے تحاشا ہو جاتی ہے تو یہی سب ہوتا ہے اور جمہوری ملکوں میں سیاسی گھرانوں کے شہزادوں میں بھی ہوتا ہے، اس لئے یہ کوئی حیرت انگیز بات نہیں لیکن انتہائی افسوس ناک ضرور ہے کیوں کہ داخلی معاملات اور خارجی پالیسی کے حوالے سے سعودی عرب میں واقعی اصلاح اور تبدیلی کی ضرورت ہے، اِس کے باوجود ایک سعودی شہزادہ نے اُس کے لئے آگے بڑھ کر کچھ کر گزرنے کی ہمت کی ہے تو بہت سے سعودی علما و حکام کو لگتا ہے کہ آں جناب سعودی عرب کے سابقہ روایات سے انحراف کر رہے ہیں، اس لئے اندر ہی اندر جن کے مالی و سیاسی مفادات خطرے میں نظر آنے لگے ہیں، وہ بھی ولی عہد کے لئے خطرہ بننے لگے ہیں۔

اس لئے بھی افواہوں اور بے بنیاد خبروں کے باوجود بے شمار امیر ترین سعودی شہزادوں کی آپسی جنگ کب بھڑک سکتی ہے، یہ کہا نہیں جا سکتا، سب کے سیاسی و سماجی ہاتھ لمبے ہیں۔ دوسری طرف دینی اور مذہبی امور میں سعودی عرب کے مذہبی وارث، ابن عبد الوہاب کی اولاد سے سیاسی معاہدہ کے خلاف ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان کے فیصلے بھی اپنا رنگ دکھا سکتے ہیں۔ اسی طرح حدیث پاک اَخرِجُوا الیَہُودَ وَالنَّصارٰیٰ مِن جزیرۃِ العرب کے خلاف مسلسل سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر سعودی شہزادگان کی جو سرگرمیاں چل رہی ہیں اور اسرائیل و امریکہ کے اپنے یہودی اور عیسائی دوستوں کے ساتھ جو ہمدردیاں جاری ہیں، اس کے نتائج بھی اپنا رنگ ضرور دکھائیں گے۔ خدا ہی خیر کرے اور وہی ہمارا خیر خواہ ہے اور حامی و ناصر۔

ماہ رمضان المبارک میں اس طرح کی باتوں پر لکھنے اور گفتگو کرنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں لیکن کچھ باتیں غیر اختیاری طور پر موضوع بحث بن جاتی ہیں اور سعودی عرب تو حجاز مقدس (مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور جدہ) کا وہ مشترکہ خطہ ہے جس کے حکمرانوں سے ہماری شکایتیں بھی رہی ہیں بلکہ آج بھی ہیں لیکن ایک عجیب سی ہمدردی بھی ہے جو کہ ہم سمجھتے ہیں کہ سعودی مزاج و منہاج سے اختلاف رکھنے والے دنیا کے سبھی مسلمانوں کو بھی ہے کہ جیسے بھی ہیں، یہی لوگ حرمین شریفین کے خادم اور نگہبان اور پوری دنیا کے عازمین حج و عمرہ کے میزبان ہیں، اس لئے سعودی عرب کے خلاف کسی بھی داخلی اور بیرونی سازش اور حملہ کی خبر ملتی ہے تو ہمیں بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ بس اُسی جذبے کے تحت یہ سن کر بڑی تکلیف ہوئی کہ سعودی عرب کی تاریخ میں اک نئے باب کا اضافہ کرنے والے ایک اصلاح پسند شہزادہ نے بدعنوان امیروں اور حاکموں کو سبق سکھانے اور صحیح راہ دکھانے کی ہمت اور کوشش کی تو شاہ کے بدخواہ اس کے جان کے دشمن ہو گئے۔

امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف کی جانب سے عظیم پیش کش

★ جشن صد سالہ عرس رضوی ۱۴۴۰ھ ★

کے مبارک موقع پر رضویات کا مکمل سیٹ ایک سو ساٹھ (۱۶۰) جلدوں میں

یعنی سیدنا اعلیٰ حضرت اور آپ کے دونوں شہزادگان حضور حجۃ الاسلام و حضور مفتی اعظم کی تصانیف اور سیرت و سوانح

فتاویٰ رضویہ کامل ۲۲ رجلدیں رنگین، فور کلر	(جدید ترتیب اور تخریج کے ساتھ)	عام:(17000) رعایتی:(6500)
فتاویٰ رضویہ کامل ۲۲ رجلدیں سادہ	(جدید ترتیب اور تخریج کے ساتھ)	عام:(15000) رعایتی:(5500)
رسائل رضویہ ۵۰ رجلدیں رنگین دو کلر	(اعلیٰ حضرت کے ڈھائی سو رسائل کا مجموعہ)	عام:(15000) رعایتی:(5500)
تنویر الایقان المعروف بہ (تفسیر رضوی) ۴ رجلدیں	(کنز الایمان پر تفسیر پہلی بار، مصنفہ مولانا حشمت علی بریلوی)	عام:(2500) رعایتی:(1000)
جامع الاحادیث مکمل ۱۰ رجلدیں	(تصانیف اعلیٰ حضرت سے ۱۴۵۰۰ احادیث کا انتخاب)	عام:(5000) رعایتی:(1800)
جہان امام احمد رضا ۲۰ رجلدیں	(اعلیٰ حضرت کی سیرت و سوانح اور کارناموں پر انسائیکلو پیڈیا)	عام:(15000) رعایتی:(5500)
حواشی امام احمد رضا ۱۶ رجلدیں	(اعلیٰ حضرت کے عربی حواشی ۳۳ رکتابوں پر)	عام:(12000) رعایتی:(4000)
تلخیص فتاویٰ رضویہ ۷ رجلدیں	(فتاویٰ رضویہ سے ماخوذ عقائد و کلام اور فقہی مسائل کا مجموعہ)	عام:(4200) رعایتی:(1600)
الدولۃ المکیہ مع حواشی (عربی اردو) ۳ رجلدیں	(جدید ترتیب، تخریج اور ترجمہ)	عام:(1800) رعایتی:(700)
اعلیٰ حضرت کی مختصر سوانح اور کارنامے ۱۲ رجلدیں	(حیات اعلیٰ حضرت وغیرہ دیگر کتب)	عام:(2000) رعایتی:(800)
فتاویٰ حجۃ الاسلام ایک جلد	(حجۃ الاسلام کے اہم فتاویٰ کا مجموعہ)	عام:(400) رعایتی:(150)
جہان حجۃ الاسلام، تذکرۂ جمیل ۲ رجلدیں	(حجۃ الاسلام کی سوانح اور کارنامے)	عام:(700) رعایتی:(250)
حجۃ الاسلام نمبر ایک جلد	(حجۃ الاسلام پر مختلف مقالات کا مجموعہ)	عام:(400) رعایتی:(150)
فتاویٰ مفتی اعظم ۷ رجلدیں	(حضور مفتی اعظم کے فتاویٰ کا مجموعہ)	عام:(3500) رعایتی:(1400)
رسائل مفتی اعظم ۴ رجلدیں	(حضور مفتی اعظم کے ۴۲ ررسائل کا مجموعہ)	عام:(1100) رعایتی:(400)
جہان مفتی اعظم ایک جلد	(حضور مفتی اعظم ہند کی سوانح اور کارنامے)	عام:(1100) رعایتی:(400)
فتاویٰ رضویہ رنگین سیٹ کے ساتھ تمام کتابوں کا ہدیہ		عام:(81700) رعایتی:(30150)
فتاویٰ رضویہ سادہ سیٹ کے ساتھ تمام کتابوں کا ہدیہ		عام:(79700) رعایتی:(29150)

نوٹ: جو حضرات ۳۰ رذی قعدہ ۱۴۳۹ھ رتک مکمل سیٹ کی رقم ارسال کر دیں گے ان کے لیے مزید خاص رعایت، فتاویٰ کے رنگین سیٹ کے ساتھ 28000 اور سادہ سیٹ کے ساتھ 27000۔ پیکنگ اور ٹرانسپورٹ خرچ بذمہ خریدار۔ واضح رہے کہ مجموعی رعایتی ہدیہ پورا سیٹ لینے پر ہے، جو حضرات مختلف کتابیں لیں گے ان کے لیے رعایتی ہدیہ ہر کتاب کے سامنے لکھ دیا گیا ہے۔

State Bank of India	Bank of Baroda	Bank of Baroda
IMAM AHMAD RAZA ACADEMY	**IMAM AHMAD RAZA ACADEMY**	**MOHD AFEEF RAZA KHAN**
A/c No. 36025492533	A/c No. 23550100009263	A/c No. 23550100016345
IFSC Code- SBIN0003269	IFSC Code- BARB 0 DAURAG	IFSC Code- BARB 0 DAURAG

امام احمد رضا اکیڈمی، صالح نگر رامپور روڈ بریلی شریف، پن نمبر:243502

MOB, W NO : 9634401427، محمد اویس قرنی، 9760381629۔ حافظ ضمیر، 9259476608۔ قمر الزماں